معیاری جاسوسی ادب

قاتلوں کا قافلہ

مصنف ــــــ السٹیر میکلین

مترجم ــــــ صدیق احمد

RS. 4-50

کامران سیریز ڈی ۴۶۶ اقبال روڈ، راولپنڈی

کامران سیریز کی ۹۱ ویں مسٹری پیشکش

قاتلوں کا قافلہ

CARAVAN TO VACCARE'S

کا آزاد ترجمہ

مصنف ~~~ الیسٹر میکلین

مترجم ~~~ صدیق احمد

کامران سیریز ڈی ۴۷۶ اقبال روڈ راولپنڈی

پہلی بار ۔۔۔۔۔۔۔۔ مئی ۱۹۷۴ء

شمارہ نمبر ۔۔۔۔۔۔۔ ۹۱

ناشر ۔۔۔۔۔۔۔ ملک غلام محمد

مطبوعہ ۔۔۔۔۔۔۔ نذر آرٹ پریس راولپنڈی۔

ناول ملکیت وسیکننگ: ساگر زمان

سول ایجنٹ

کتاب گھر اقبال روڈ، راولپنڈی (پاکستان)

ابتدائیہ

ایک طویل عرصہ کے بعد الیسٹر میکلین کے ایک دلچسپ ناول کا ترجمہ پیش کیا جا رہا ہے۔ اس سے پہلے اسی مصنف کے ایک ناول کا ترجمہ "سونے کی چوری" گولڈن جوبلی نمبر شائع کیا گیا تھا۔ جو قارئین نے بہت پسند کیا تھا۔ اور اسی مصنف کے مزید ناولوں کے ترجمے شائع کرنے کی فرمائش کی تھی۔ لیکن قارئین کی یہ فرمائش اس لئے پوری نہ ہو سکی۔ کہ اول تو اس مصنف کے ناول بڑے ضخیم ہوتے ہیں اور کامران سیریز کے عام شمارہ کی مخصوص و محدود ضخامت ان کی متحمل نہیں ہو سکتی۔ اور صرف خاص نمبر کی صورت میں ہی پیش کئے جا سکتے ہیں اور دوسری بات یہ کہ اس مصنف کے کم و بیش اسی فی صد ناولوں کی فلمیں بھی بن چکی ہیں جو قارئین دیکھ چکے ہیں۔ اور تیسری بات یہ کہ کامران سیریز کے علاوہ بھی کچھ دوسرے اداروں نے اس مصنف کے کچھ ناولوں کے ترجمے شائع کئے ہیں اور اس خیال سے کہ جو ناول ترجمہ کے لئے ہم نے منتخب کیا ہے کہیں اسی ناول کا ترجمہ کوئی اور ادارہ بھی شائع کر رہا ہو تو ادارہ و قارئین دونوں کے نقصان کا احتمال تھا۔ لیکن اب ادارہ نے قارئین کی خواہش و اصرار کے پیش نظر یہ فیصلہ کیا ہے۔ کہ اس مصنف کے جن ناولوں کے اب تک ترجمے شائع نہیں ہوئے خواہ ضخیم ہیں یا مختصر سب کے ترجمے شائع کر دیئے جائیں گے۔ قارئین مطمئن رہیں۔

"ادارہ"

۱

پہاڑی علاقے میں سڑک کے ساتھ ساتھ دور تک خانہ بدوشوں کے خیمے نصب تھے۔ جو دور دراز علاقوں سے آئے تھے۔ کوئی ٹرانسلوینیا سے آیا تھا۔ کوئی ہنگری سے۔ کوئی چیکوسلاویکیہ کا باشندہ تھا۔ تو کوئی رومانیہ کا۔ وہ لمبے اور صبر آزما سفر کر کے آئے تھے۔ پھر بھی کسی کے چہرے سے کسی قسم کی ماندگی اور تھکاوٹ کے آثار ظاہر نہ ہوتے تھے۔ مرد، عورتیں اور بچے اپنے روائتی اور بھڑکیلے لباس میں ایک نیم دائرے کی شکل میں ناچتے تھرکتے ہنگری کے قدیم لوک گیت گا رہے تھے۔

ان میں سے ایک شخص ایسا بھی تھا جسے اس رقص و موسیقی سے کوئی دلچسپی نہ تھی وہ کسی اور ہی سوچ میں گم تھا۔ وہ خانہ بدوشوں کا سردار زرڈا تھا۔ جو اپنے ویگن کی سیڑھیوں پر بیٹھا سگار کے گہرے کش لگا رہا تھا۔ ڈھلتی ہوئی عمر کا طویل قد، کسرتی پھرتیلے جسم کا مالک۔ اس نے سیاہ لباس زیب تن کیا ہوا تھا۔ سیاہ بال، سیاہ آنکھیں بڑی بڑی مونچھیں اور جنگلی عقاب جیسا چہرہ، اس کی بے چین نگاہیں چاروں طرف دیکھ رہی تھیں لیکن چہرہ ہر قسم کے تاثرات سے خالی تھا۔ اچانک وہ اٹھ کھڑا ہوا۔ سیڑھیوں سے نیچے اترا۔ سگار زمین پر پھینک کر بوٹ سے مسل دیا اور ویگنوں کی لمبی قطار کے سرے کی طرف چل پڑا۔

وہاں اندھیرے میں ایک سایہ اس کا انتظار کر رہا تھا۔ اس کی شکل و شباہت زرڈا سے ملتی جلتی تھی۔ کہ کوئی غیر واقف بھی اسے زرڈا کا بیٹا قرار دے سکتا تھا۔ زرڈا نے سوالیہ انداز میں بھنویں اچکائیں۔ بیٹے نے سر ہلا دیا اور گردن کھجلانے لگا۔ اس کے ہونٹوں پر شیطانی مسکراہٹ ناچ رہی تھی۔

ان سے پچاس قدم کے فاصلے پر ایک بہت بڑی اور اونچی چٹان واقع تھی۔ اس کے نچلے حصے میں کئی بڑے بڑے دروازے تھے۔ یہ دروازے شاید پرانے زمانے کے انسانوں نے اپنی رہائش کے غار نما مکان بنانے کے لئے کھودے ہوں گے۔ ان میں سے ایک دروازہ تقریباً چالیس فٹ بلند تھا۔ اور چوڑائی بھی اتنی ہی ہوگی۔

زرڈا مڑا اور چٹان کی طرف ہاتھ سے اشارہ کیا۔ اندھیرے میں سے دو سلئے نمودار ہوئے اور اس چٹان کی طرف چل پڑے۔ زرڈا نے اپنے بیٹے سے ہاتھ سے ٹارچ لے لی۔ اور تیزی سے بڑے دروازے کی طرف بڑھنے لگا۔ چاند کی پھیکی روشنی میں ان لوگوں کے ہاتھوں میں پکڑے ہوئے چاقو چمک رہے تھے جونہی وہ دروازے میں داخل ہوئے ان کے پیچھے خانہ بدوشوں کا ناچ گانا بھی ختم ہو گیا۔ چند لمحوں کے وقفے کے بعد وہ پھر شور مچا مچا کر ناچنے لگے۔

زرڈا اور اس کے بیٹے نے اپنے ٹارچ جلا لئے لیکن ان کی طاقتور روشنی بھی انسانوں کے بنائے غار کا اندھیرا دور کرنے میں ناکام ہو رہی تھی۔ فرش پر جگہ جگہ گڑھے تھے۔ کہیں کہیں بڑے بڑے پتھروں کے ڈھیر پڑے ہوئے تھے۔ ان کے دائیں بائیں دیواروں میں دو اور بڑے دروازے نظر آ رہے تھے جن کے پیچھے مکمل تاریکی تھی۔ گھپ اندھیرا۔ یہ بہت خوفناک جگہ تھی۔ ہر طرف سے موت کی بو آ رہی تھی۔ لیکن زرڈا اور اس کے بیٹے کو اس مقام کی دہشت

نا کی ذرہ برابر بھی متاثر نہ کر سکی تھی۔ اس کے چہرے سپاٹ تھے ہر قسم کے جذبات سے عاری وہ بڑے اعتماد سے نڈر انداز میں دائیں ہاتھ کے غار میں گھستے چلے گئے۔

دور اس غار میں ایک سایہ دیوار کے ساتھ چپکا ہوا تھا۔ ٹارچ کی روشنی اس کے چہرے پر پڑی۔ وہ ایک نوجوان تھا۔ جس کی عمر بیس سال سے زیادہ نہ ہو گی۔ سفید قمیض اور کالی پتلون میں ملبوس وہ بُری طرح ہانپ رہا تھا۔ اس کی سینے پر چاندی کی صلیب سانس کے ساتھ ساتھ اٹھ اٹھ کر گر رہی تھی۔ اس کے سفید دانت اندھیرے میں بھی چمک رہے تھے دیکھنے میں تو وہ مسکراتا ہوا معلوم ہوتا تھا۔ مگر دراصل خوف کی وجہ سے اس کے ہونٹ کھینچ گئے تھے جس کی وجہ سے وہ مسکراتا ہوا معلوم ہوتا تھا۔ آنکھیں خوف سے پھیل گئی تھیں۔ اور چہرے پر پسینے کے قطرے چمک رہے تھے۔ ایسا معلوم ہوتا تھا۔ جیسے اسے اپنے سامنے اپنی موت نظر آ رہی ہو۔

غار کے فرش پر روشنیاں ناچ رہی تھیں جو دائیں بائیں سے اس کی طرف بڑھ رہی تھیں چند لمحے تو وہ ساکت کھڑا رہا۔ پھر کسی غیبی قوت سے زیر اثر لڑکھڑاتا ہوا دوڑا اور پاس ہی غار کے دروازے میں داخل ہو گیا۔ اس کی سانس دھونکنی کی طرح چل رہی تھی۔ زرد ڈانے اسے بھاگتے دیکھا۔ لیکن پھر بھی وہ اطمینان سے سر ہلاتا رہا۔ اور پھر منہ میں انگلیاں ڈال کر سیٹی بجائی۔ دوسرے غار میں نوجوان کا سایہ اپنی جگہ پر اچھل پڑا۔ پھر دوسری طرف سے سیٹی کی آواز سنائی دی۔ دونوں طرف سے سیٹیاں بجنے لگیں۔ ہر سیٹی کی آواز کے ساتھ وہ اچھل کر اس سمت میں مڑ جاتا اور خوف زدہ پھٹی ہوئی آنکھوں سے اس سمت میں دیکھنے لگتا اسے کچھ نظر نہ آ رہا تھا۔ چاروں طرف گھپ اندھیرا چھایا ہوا تھا۔ گہرا سناٹا طاری تھا۔ دور بہت دور سے خانہ بدوشوں کے ناچنے گانے کی آوازیں آ رہی تھیں اس سے ماحول کی ہیبت ناکی میں اور بھی اضافہ ہو رہا تھا۔

چند لمحوں کے بعد غار میں کچھ سیٹیوں کی آوازیں گونجیں اس مرتبہ وہ اس کے نزدیک سے آئی تھیں۔ اچانک دور روشنیاں چمکیں۔ سایہ انہیں دیکھتے ہی اندھا دھند بھاگ پڑا۔
ابھی وہ چند قدم ہی گیا ہوگا۔ کہ اچانک وہ روشنی میں نہا گیا۔ وہ لڑکھڑایا اور پھر جیسے زمین نے اس کے قدم پکڑ لئے اس نے آنکھوں پر ہاتھ رکھ کر دیکھنے کی کوشش کی لیکن سوائے ایک دھندلے سائے کے سوا کچھ نظر نہ آیا۔ پھر آہستہ آہستہ ٹارچ کی روشنی میں ایک لمبا، چمکدار چاقو نمودار ہوا۔ پھر ایک اور چاقو۔ دونوں چاقو اس کی طرف بڑھنے لگے۔ ٹارچوں کی روشنی اس کی آنکھوں کو چندھیا رہی تھی۔

"او الیگزینڈر" زرڈا کی آواز گونجی۔ "ہم پرانے دوست ہیں۔ پھر تم ہمیں ملنے سے کیوں کترا رہے ہو۔"

وہ دائیں طرف مڑا جدھر ایک اور دروازہ نظر آرہا تھا۔ اس کی حالت اس وقت اس ہرن کی مانند تھی۔ جو شکاری کتوں کے نرغے میں آچکا ہو۔ وہ لڑکھڑاتا، گرتا پڑتا غار میں داخل ہو گیا۔ اس کا پیچھا کرنے والے تینوں میں سے کسی نے بھی اس کا راستہ روکنے کی کوشش نہ کی بلکہ بڑے اطمینان سے اس کے پیچھے چل پڑے۔

تیسرے غار میں پہنچ کر الیگزینڈر رک گیا۔ اور چاروں طرف دیکھنے لگا۔ یہ غار پہلے غاروں سے چھوٹا تھا۔ اونچی پتھریلی دیواروں سے گھرا ہوا۔ باہر نکلنے کا کوئی راستہ نہ تھا۔ لیکن دوسرے غاروں کے مقابلہ میں اس جگہ روشنی تھی۔ یہ روشنی کہاں سے آرہی تھی اسے معلوم نہ تھا۔ اچانک اس کی نظر ان پتھروں کے ڈھیر پر پڑی۔ جو غار کے وسط میں اوپر تک چلا گیا تھا۔ اس نے پتھروں کے ڈھیر کے اوپر دیکھا۔ یہ ڈھیر چالیس درجے کے زاویے پر ساٹھ فٹ اوپر چلا گیا تھا۔ اس کے آگے کھلا آسمان تھا۔ جہاں ستارے جھلکے ہوئے تھے۔ شاید

غار کی چھت گرنے سے یہ پتھروں کا ڈھیر بنا تھا۔ اور روشنی چھت کے اس سوراخ سے آ رہی تھی۔

اس کے ہاتھ پاؤں کا جیسے دم نکل چکا تھا۔ لیکن اچانک نہ جانے اس میں کہاں سے قوت آ گئی اور وہ پتھروں کے ڈھیر پر چڑھنے لگا۔ عام حالات میں کوئی با ہوش انسان ان پتھروں پر چڑھنے کی جرأت نہیں کر سکتا تھا۔ لیکن موت کے خوف نے الیگزنڈر کو ایسا کرنے پر مجبور کر دیا۔ اور وہ آہستہ آہستہ اوپر چڑھنے لگا۔ بار بار اس کے پاؤں کے نیچے سے پتھر سرکتا اور وہ گر کر چند فٹ نیچے آ جاتا لیکن وہ اوپر ہی اوپر کھسکتا گیا۔

تقریباً تہائی فاصلہ طے کرنے کے بعد اس نے مڑ کر نیچے دیکھا۔ تین آدمی ہاتھوں میں ٹارچیں لئے پتھروں کے ڈھیر کے اردگرد کھڑے تھے۔ ان کی ٹارچوں کا رخ اوپر کی بجائے نیچے زمین کی طرف تھا۔ لیکن اس کے ہاتھوں اور پیروں کے نیچے سے کھسکتے ہوئے پتھروں پر اسے غور کرنے کی مہلت نہ تھی۔ اور وہ پھر اوپر کی طرف بڑھنے لگا۔ اس کے گھٹنوں سے درد کی ٹیسیں اٹھ رہی تھیں۔ کہنیاں بری طرح چھل گئی تھیں۔ اور ہتھیلیوں کا گوشت تقریباً غائب ہو چکا تھا۔ لیکن وہ چڑھتا ہی چلا گیا۔

تقریباً دو تہائی فاصلہ طے کرنے کے بعد وہ نڈھال ہو کر رکنے پر مجبور ہو گیا اس نے نیچے کی طرف دیکھا۔ تینوں آدمی پہلے کی طرح بے حس و حرکت کھڑے اوپر کی طرف دیکھ رہے تھے۔ انہوں نے ٹارچوں کا رخ فرش کی طرف کر رکھا تھا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا۔ جیسے وہ کسی بات کا انتظار کر رہے ہوں۔ الیگزنڈر حیران تھا۔ کہ یہ انتظار کس بات کا کر رہے تھے۔ اس نے اوپر کی طرف دیکھا۔ اب اسے سب کچھ معلوم ہو گیا۔

پتھروں کے ڈھیر کے سرے پر ایک آدمی کھڑا تھا۔ اگرچہ اس کا چہرہ اندھیرے

میں تھا۔ پھر بھی بڑی بڑی مونچھیں اور سفید دانت صاف دکھائی دے رہے تھے۔ ایسے یوں محسوس ہوا جیسے وہ مسکرا رہا ہو۔ اس کے ایک ہاتھ میں چاقو تھا۔ اور دوسرے میں ٹارچ اس آدمی نے چھلانگ لگا دی۔ اور الیگزنڈر کی طرف پھسلتا ہوا آنے لگا۔ الیگزنڈر چند لمحوں تک تو اسے دیکھتا رہا۔ پھر ایک دم اس کی زد سے بچنے کے لئے ایک طرف ہٹا۔ لیکن ساتھ ہی توازن کھو بیٹھا۔ اور لڑھکتا ہوا فرش کی طرف آنے لگا۔ ساتھ ہی چھوٹے بڑے پتھر بھی نیچے کی طرف لڑھک رہے تھے۔ اس کا پیچھا کرنے والا بھی اپنا توازن بڑی مشکل سے قائم رکھے ہوئے تھا۔ چھوٹے بڑے پتھر لڑھکنے لگے۔ حملہ آور بڑی تیزی سے اس کی طرف بڑھ رہا تھا۔ الیگزنڈر اس سے بچنے کے لئے تیزی سے نیچے آرہا تھا۔ نیچے کھڑے ہوئے تینوں آدمی گرتے ہوئے پتھروں سے بچنے کے لئے پیچھے ہٹ گئے۔ اسی اثنا میں ایک اور آدمی ان کے ساتھ آکر کھڑا ہو گیا تھا۔

الیگزنڈر بڑی زور دار آواز کے ساتھ فرش پر گرا۔ اور پھر کئی لمحوں تک اس پر پتھروں کی بارش ہوتی رہی۔ کچھ ہوش ٹھکانے آنے پر وہ ہاتھوں اور گھٹنوں کے بل کھڑا ہو گیا۔ پانچوں آدمی ایک نیم دائرے میں آہستہ آہستہ اس کی طرف بڑھ رہے تھے۔ پانچ چاقو۔ جن کے تیز لمبے پھل چاند کی روشنی میں صاف نظر آرہے تھے۔ جو کھلی چھت سے نیچے آرہی تھی۔ لیکن اب وہ خوف زدہ نہیں تھا۔ اتنی تکلیف اور ظلم کے بعد وہ اب موت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر دیکھ سکتا تھا۔ چنانچہ وہ خاموشی سے کھڑا انتظار کر رہا تھا۔ پانچ چاقو ایک ساتھ اس کے جسم میں پیوست ہو گئے۔ وہ لڑکھڑایا اور فرش پر گر پڑا۔ موت نے اسے سب تکالیف سے نجات دلا دی تھی۔

زرڈا نے اس چھوٹی سی ڈھیری پر آخری پتھر رکھا جو اس بڑی پتھروں کی ڈھلوان

پر نئی نئی بنائی گئی تھی۔ اس کے بعد اس نے اپنے چاروں ساتھیوں کو باہر جانے کا اشارہ کیا اور خود بھی چاروں طرف ایک آخری نظر ڈال کر باہر آ گیا۔

زرڈا نے غار سے باہر نکل کر اپنے ساتھیوں سے پوچھا۔ "ایک غدار تو ختم ہوا۔ کیا تمہیں کسی اور غدار کا علم ہے؟"

"معلوم نہیں!" بیٹے نے کہا۔ "لیکن مجھے جوزف اور پال پر اعتماد نہیں۔"

"تم الیگزنڈر کی طرح ان کی بھی نگرانی کرو گے۔ بے چارہ الیگزنڈر!" زرڈا نے اپنے سینے پر صلیب کا نشان بناتے ہوئے کہا۔ "خدا اس پر رحم کرے۔"

"ٹھیک ہے ابا جان۔ میں ان کی نگرانی کروں گا۔" فرینک بولا۔ "ہم ایک گھنٹے تک ہوٹل پہنچ جائیں گے۔ آپ کا کیا خیال ہے؟ کیا ہم آج رات کافی پیسے کما لیں گے؟"

"اب ان بے وقوف امیروں کے چند روپلوں کی کسے پرواہ ہے؟ ہمیں دینے والا کوئی اور ہے جو اس ہوٹل میں نہیں ہے۔ لیکن کئی سال سے وہ جاتے رہے ہیں۔ اس لئے اس مرتبہ بھی جائیں گے؛" زرڈا نے گہری سانس لی۔ "دکھاوے کے لئے بہت کچھ کرنا پڑتا ہے۔ میرے بیٹے کبھی مت بھولو، کہ دکھاوا اس دنیا میں ضروری ہے۔"

لس باکس کی شکستہ فصیلیں اور قلعہ کے باقیات یورپ کے سب سے ہیبت ناک کھنڈرات میں سے ہیں۔ بس باکس کی مغربی سمت میں ایک اجاڑ اور ویران وادی تھی۔ جو جہنم کی وادی کہلاتی تھی۔ شاید اس کی وجہ وہ شدید گرمی تھی۔ جو اس علاقے میں پڑتی تھی اس کے شمالی گوشے میں ایک چھوٹا سا سرسبز نخلستان تھا۔ یہاں ایک شاندار ہوٹل تھا۔ ہوٹل یا چینیر جس کا شمار یورپ کے مہنگے ہوٹلوں میں ہوتا تھا۔

اس کے مغربی حصے میں باغیچے تھے۔ اور درمیان میں سوئمنگ پول تھا۔ اس کے بعد

درختوں سے ڈھکے ہوئے صحن کے پیچھے ہوٹل کی عمارت تھی۔ رات کو یہ صحن بجلی کے رنگین قمقموں سے بقعۂ نور بن جاتا تھا۔ گھنے درختوں کے نیچے پھیلی ہوئی میزیں اور ان سے اٹھنے والے نقرئی قہقہے اور دبی دبی سرگوشیاں یہ سب مل کر ماحول کو اور بھی سحر انگیز بنا دیتے تھے لیکن یہاں اس ماحول سے مختلف ایک اور چیز تھی۔ جس کا وزن ڈھائی سو پونڈ سے کیا کم ہوگا۔ یا توندی ایسا کہ بے تکان بولے چلا جاتا تھا۔ زبان قینچی کی طرح چل رہی تھی۔ دو بولتا نہیں بلکہ ڈکراتا تھا۔ اس کی غیر معمولی اونچی آواز دوسرے معزز مہمانوں کے لئے سخت کوفت کا باعث تھی۔ لیکن اسے کسی کی پرواہ نہ تھی۔ اس شخص کا قد لمبا، شانے چوڑے اور جسم گٹھا ہوا تھا۔ اس کی ڈنر جیکٹ کے بٹن بری طرح کھینچے ہوئے تھے۔ شاید ان کو دھاگے کی بجائے تاروں سے سیا گیا تھا۔

اس کے قریب ہی ایک خوبصورت بیس سالہ حسینہ بیٹھی تھی۔ جس نے منی سکرٹ پہنی ہوئی تھی۔ موٹے آدمی نے اپنے آگے رکھی ہوئی کھانے کی چیزوں کا صفایا کر کے اپنی چھوٹی سی سیاہ داڑھی پر ہاتھ پھیرا اور زور سے تالی بجائی۔ فوراً ہی مینجر، ہیڈ ویٹر اور ایک ویٹر ایک قطار میں اس کے سامنے مودب کھڑے تھے۔ اس نے مزید کھانے کا آرڈر دیا۔

"لیکن موسیو ڈک۔ ڈی۔ کہرائسٹر..." سنہری بالوں والی لڑکی کہنے لگی۔

"چارلس کہو۔ ڈارلنگ، ڈک ڈی کہراسٹر نے ٹوکا۔" مجھے نام کی کوئی پرواہ نہیں ویسے تو مجھے لوگ یہاں لی گرینڈ ڈک کہتے ہیں۔ لیکن لیلا ڈیئر تمہارے لئے میں صرف چارلس ہوں۔"

"میں کہہ رہی تھی۔ کہ تم پہلے ہی بہت کچھ کھا چکے ہو۔"

"کوئی پتہ نہیں کہ کب خشک سالی شروع ہو جائے۔ اور قحط پڑ جائے۔" ولی گمبینڈ ڈک نے پوری سنجیدگی سے جواب دیا۔

اتنی دیر میں میز پر پھر کھانوں سے بھر چکی تھی۔

"میں آج کل ذرا ڈائٹنگ کر رہا ہوں۔" وہ معصومیت سے بولا۔ "مگر شاید تم کچھ کھانا پسند کرو۔"

"لیس۔ شکریہ۔" وہ بھری ہوئی پلیٹوں کو حیرت سے دیکھتے ہوئے بولی۔

کچھ دیر خاموشی رہی پھر لیلا کہنے لگی۔ "ڈیوک۔ میری سمجھ میں اب تک نہیں آیا کہ تم نے مجھے کیوں۔۔۔۔؟"

"پہلی بات تو یہ ہے کہ جو چیز مجھے پسند ہوتی ہے وہ میں ہر قیمت پر حاصل کرتا ہوں۔" وہ لیلا کی بات کاٹتے ہوئے بولا۔ "دوسرے یہ کہ میں تمہارے والد کاؤنٹ ڈیلا بنٹ کو جانتا ہوں اور سب سے بڑھ کر یہ کہ یہاں صرف ایک ہی لڑکی ہے جو حسین بھی ہے اور اکیلی بھی۔"

میزوں پر بیٹھے ہوئے لوگ خاموشی سے ان کی طرف دیکھ رہے تھے لیلا پریشانی کے عالم میں آہستہ سے بولی۔ "لیکن میں اکیلی تو نہیں۔ میرے ساتھ میری سہیلی بھی تو ہے۔"

"وہ لڑکی جو صبح تمہارے ساتھ گھوم پھر رہی تھی؟"

"ہاں۔"

"لیکن مجھے اور میرے بزرگوں کو ہمیشہ سنہری بالوں والی حسینائیں پسند رہی ہیں"

اس نے ایک نظر ایک طرف دیکھا۔ پھر سرگوشی میں کہنے لگا۔ "تمہاری سہیلی کے ساتھ وہ فضول سا آدمی کون بیٹھا ہے؟" یہ سرگوشی ایسی تھی۔ جو کم از کم بیس فٹ کے فاصلے پر سے تو سنی

گئی ہوگی۔

چند قدم کے فاصلے پر بیٹھے ہوئے ایک آدمی نے بڑے غصے میں اپنی عینک اتار کر میز پر رکھ دی۔ اور اٹھنے لگا۔ لیکن اس کے پاس بیٹھی ہوئی سیاہ بالوں والی حسینہ نے اس کے بازو پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔ "پلیز بومین۔ اس کا کوئی فائدہ نہ ہوگا۔"

بومین اس کا مسکراتا ہوا چہرہ دیکھ کر ٹھنڈا پڑ گیا۔

"میں اسے معاف نہیں کر سکتا۔ لیکن تم کہتی ہو تو......" یہ کہہ کر اس نے شراب کے جام کی طرف ہاتھ بڑھایا۔ پیچھے سے لیلا کی آواز آئی۔

"وہ ایک ہیوی ویٹ باکسر لگتا ہے۔"

"جس کی جوانی بیتے بیس سال گزر چکے ہیں۔" لی گرینڈ ڈک نے کہا۔

بومین نے غصے سے جام میز پر پٹک دیا۔ اور اٹھ کھڑا ہوا۔ اور موٹے لی گرینڈ ڈک کی طرف بڑھا۔ لیکن اس کی ساتھی لڑکی سیسل بڑی پھرتی سے ان دونوں کے درمیان آگئی اور اس کا ہاتھ پکڑ کر سوئمنگ پول کی طرف لے چلی جیسے کچھ ہوا ہی نہ ہو۔ بومین کچھ ہچکچایا پھر اس کے ساتھ ہولیا۔

"معاف کرنا۔ لیلا میری دوست ہے۔ اور میں نہیں چاہتی کہ وہ ناراض ہو۔"

"بہت خوب تم اس کی ناراضگی سے تو ڈرتی ہو۔ لیکن میری انسلٹ کا کوئی خیال نہیں۔"

"جانے بھی دو ڈارلنگ۔ اس کی فضول باتوں کا کیا برا ماننا۔" پھر وہ رک کر بولی۔ "مجھے یہ تو بتاؤ کہ تم کرتے کیا ہو؟ تاکہ اگر کبھی ڈیوک سے تعارف کا موقع آئے تو میں بتا سکوں۔"

"جہنم میں جائے یہ ڈیوک کا بچہ۔"

"لیکن یہ میرے سوال کا جواب نہیں۔"

بوبین نے عینک اتاری اور اس کے شیشے صاف کرنے لگا۔" سچی بات تو یہ ہے کہ میں کچھ بھی نہیں کرتا۔"

"یعنی مسٹر بوبین ...."

"نیل کہو۔ تمام دوست مجھے اسی نام سے پکارتے ہیں۔"

"بہت خوب مسٹر نیل،" وہ مسکراتے ہوئے بولی۔" تم بہت جلدی بے تکلف ہو جاتے ہو۔"

"کیا کروں عادت سے مجبور ہوں۔"

"خیر۔ یہ تو بتاؤ۔ کہ کیا واقعی تم کچھ نہیں کرتے؟"

"ہاں بھئی کہہ تو دیا کچھ نہیں کرتا۔"

"لیکن یہ کیسے ہو سکتا ہے؟"

"جب میرا باپ لاکھوں کما رہا ہو تو مجھے محنت کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ پھر میں نوکری اس لئے بھی نہیں کرتا کہ ہو سکتا ہے۔ کہ کوئی اور اس سے زیادہ اس کا مستحق ہو۔" بوبین نے سنجیدگی سے کہا۔" لیکن تم کیا کام کرتی ہو؟"

"میں اور میری سہیلی لیلا ایک کتاب لکھنے کے لئے یہاں مواد اکٹھا کرنے آئے ہیں۔"

"سچ؟ کس موضوع پر؟" سیسل کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیتے ہوئے بوبین نے کہا۔"اس کیلئے سرمایہ کون فراہم کر رہا ہے؟ یونسکو؟ یا برٹش کونسل؟ کیونکہ کوئی عام پبلشر تو اتنا روپیہ خرچ نہیں کر سکتا۔ خیر چھوڑو ان باتوں کو۔ آؤ ہم سمجھوتہ کر لیں۔ نہ تم میری باتوں میں دخل دو گی۔ اور نہ میں تمہارے ذاتی معاملات میں۔" وہ چلتے چلتے صحن میں پہنچ چکے تھے۔

"یہ تمہاری سہیلی کے ساتھ سمارٹ سا لڑکا کون ہے؟" اس کا اشارہ لی گرینڈ ڈک کی

طرف تھا۔

"مجھے معلوم نہیں۔ وہ اپنے آپ کو لیلا کے باپ کا دوست بتاتا ہے۔"

اسی لمحہ ریستوران کا مینجر ان کے قریب سے گذرا۔ وہ اسے روک کر پوچھنے لگی۔ "یہ میری دوست کے ساتھ کون شخص بیٹھا ہے؟"

"ڈک۔ ڈی۔ کرائسٹر مادام۔ انگور کے وسیع باغات کا مالک۔ بڑا مشہور آدمی ہے۔"

"کیا وہ اکثر یہاں آتا ہے؟" لوئین نے پوچھا۔

"پچھلے تین سال سے وہ یہ موسم یہیں پر گذارتے ہیں۔ دراصل وہ سینٹ چارلس میں منعقد ہونے والے خانہ بدوشوں کے اجتماع میں شریک ہونے کے لئے آئے ہیں۔" مینجر نے اپنی تقریر جاری رکھتے ہوئے کہا۔ "وہ ایک بہت بڑے ریسرچ سکالر اور خانہ بدوشوں کے امور کے ماہر سمجھے جاتے ہیں۔ آج کل خانہ بدوشوں کے رسم و رواج پر کتاب بھی لکھ رہے ہیں۔"

"عجیب بات ہے۔ یہاں ہر شخص ہی تحقیق اور جستجو کے کام میں لگا ہوا ہے۔" لوئین نے کہا۔

"میں سمجھا نہیں جناب۔"

"کوئی بات نہیں۔ آہستہ آہستہ سب سمجھ جاؤ گے۔" وہ کنکھیوں سے سسیل کی طرف دیکھ رہا تھا۔ جو بالکل غیر متعلق سی کھڑی تھی۔

"یہ آواز کیسی ہے؟"

وہ غور سے سننے لگے۔ ایسی گڑگڑاہٹ کی آواز سنائی دی۔ جیسے ٹینکوں کی پوری رجمنٹ چلی آرہی ہو۔ کچھ دیر کے بعد خانہ بدوشوں کی گاڑیاں ہوٹل کی طرف آتی ہوئی نظر آئیں۔ وہ کار پارک کرنے کی جگہ پر جمع ہو رہی تھیں۔

"اچھا تو یہ ہے۔ وہ خام مال جس پر موسیولی ڈک اپنی تعمیر کریں گے۔" بوبین نے کہا۔

"جی ہاں۔ جناب۔" مینیجر نے کہا۔

"اور اب یہ خانہ بدوش اپنی فضول رسومات شروع کر دیں گے!"

"جی ہاں۔"

"اوہ میرے خدا!"

"میری ہمدردیاں آپ کے ساتھ ہیں جناب۔" مینیجر بولا۔ "لیکن یہ ایک قدیم روایت ہے۔ معاف کیجئے گا۔ مجھے بہت سے کام کرنے ہیں۔ اس لئے اجازت دیجئے۔"

یہ کہہ کر وہ بڑی تیزی سے خانہ بدوشوں کی طرف چلا گیا۔

"کیا خیال ہے؟ چلو گی اُدھر!" بوبین نے سیسل سے پوچھا۔

"لیکن تم تو کہہ رہے تھے......"

"ہاں۔ مگر تمہاری خاطر...... مجھے یہ شور و غل بھی منظور ہے۔"

بوبین نے اس کا ہاتھ تھام لیا اور دونوں خانہ بدوشوں کی طرف بڑھنے لگے۔ اتنے میں لی گرینڈ ڈک بڑی تیزی سے ان کے پاس سے گذرا۔ اس کی آنکھوں میں اشتیاق کی چمک تھی۔ وہ ایک ہاتھ میں ڈائری اور دوسرے میں ایک سیب پکڑے ہوا تھا۔ لیلا اس کے پیچھے پیچھے چلی آرہی تھی۔

اتنے میں خانہ بدوشوں کے کاروان سے ایک جیپ نکل کر واپس پہنچ گئی۔ جب وہ وہاں پہنچے تو ایک جگہ لوگوں کی بھیڑ لگی ہوئی تھی۔ درمیان میں ایک عورت بین کر رہی تھی۔ مینیجر بھیڑ کو چیرتا ہوا نکلا۔ بوبین نے اسے روک کر پوچھا۔ "کیا بات ہے؟"

"اس عورت کا جوان بیٹا گم ہو گیا ہے۔ کچھ لوگ اسے تلاش کرنے کے لئے گئے ہیں۔"

"لیکن یہ عجیب سی بات معلوم ہوتی ہے۔"

"ہاں اسی لئے تو میں پولیس کو فون کرنے کے لئے جا رہا ہوں۔"

سیسل جو ابھی تک تمام باتوں سے غیر متعلق ایک طرف کھڑی تھی بولی۔ "یہ کیا ہنگامہ ہے! یہ عورت کیوں چیخ رہی ہے!"

"اس کا جوان بیٹا گم ہو گیا ہے!"

"لیکن اس کا یہ مطلب تو نہیں کہ وہ آسمان سر پر اٹھا لے۔"

"ان خانہ بدوشوں کو اپنی اولاد سے بڑا پیار ہوتا ہے۔ کیا تمہارے کوئی اولاد ہے؟"

سیسل کا چہرہ شرم سے لال ہو گیا۔ "یہ کیا بدتمیزی ہے؟"

"اوہ معاف کرنا۔ میرا مطلب ہے کہ اگر تمہارا کوئی بچہ ہوتا اور وہ اس طرح گم ہو جاتا تو تمہاری کیا حالت ہوتی۔!"

اس میں کوئی شک نہیں کہ میں ضرور اس کی طرف سے فکرمند ہوتی۔ لیکن اس طرح ہسٹریائی انداز میں چیخنا۔ ہاں اگر ۔۔۔۔"

"ہاں۔ ہاں۔۔۔۔ اگر۔۔۔۔ بولو۔"

"میرا مطلب ہے کہ اگر مجھے یقین ہو جاتا کہ وہ۔۔۔۔"

"ہاں؟"

"تم جانتے ہی ہو کہ میرا کیا مطلب ہے۔"

"عورتوں کی کوئی بات میری سمجھ میں نہیں آتی۔" لیو مین افسردگی سے بولا۔ "لیکن تمہاری بات میں سمجھ گیا ہوں۔"

وہ آگے بڑھے۔ اچانک لی گرینڈ ڈک سے ان کی مڈبھیڑ ہو گئی۔ دونوں سہیلیاں آپس میں باتیں کرنے لگیں۔ پھر تعارف ہوا۔ لی ڈک زیادہ تر لڑکیوں سے مخاطب تھا۔ "تمہیں معلوم

ہے کہ یہ لوگ "ہنی پرنسز کے دیکھنے سے آتے ہیں۔ ان میں سے بیشتر ہنگری اور رومانیہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ ان کا سردار وہ سامنے جا رہا ہے۔ اس کا نام زرڈا ہے۔ میں گزشتہ سال بھی اس سے ملا تھا۔ وہ بحیرۂ مردار کے علاقے سے تعلق رکھتا ہے۔"

"لیکن یہ لوگ سرحدیں کس طرح عبور کر گئے!" لیونی نے پوچھا۔

"کیا کہا ۔۔۔ اچھا میں سمجھا۔۔۔۔ ان کے راستے میں کوئی رکاوٹ نہیں ڈالتا۔ کیونکہ سب جانتے ہیں کہ وہ زیارت کے لئے جا رہے ہیں۔ پھر اکثر لوگ ان کے جادو ٹونے سے بھی ڈرتے ہیں۔ یہاں تک کہ پولیس بھی ان کے جادو ٹونے سے خوف زدہ ہے۔ میرے نزدیک جادو ٹونا محض بکواس ہے۔ لیکن کیا کیا جائے عوام کا اس پر اعتقاد ہے۔ چلو لیلا اب ہم ان کے پاس چلتے ہیں"

چند قدم چلنے کے بعد ہی ڈیلک کی آواز آئی۔ وہ لیلا سے کہہ رہا تھا۔ "اگر اس لڑکی کے بال کالے نہ ہوتے تو۔۔۔۔۔"

"اس کو بھول جاؤ۔" لیونی نے سیسل کے کان میں سرگوشی کی۔ "مجھے تم ایسی ہی پسند ہو۔"
وہ ہنس پڑی اور پھر موضوع بدلتے ہوئے بولی۔ "یہاں کتنی رونق ہے؟"
"ہاں اگر تمہیں رنگین اور مختصر پسند ہو۔"

ان خانہ بدوشوں نے بڑی پھرتی اور چابکدستی سے سٹال لگا کر ایک میلہ کا سا سماں پیدا کر دیا تھا۔ کہیں نشانہ بازی ہو رہی تھی۔ تو کہیں بھڑکیلے لباس فروخت ہو رہے تھے۔ ایک جگہ کھانے پینے کی چیزیں بک رہی تھیں تو کہیں مشروبات کی دکانیں لگی تھیں۔ سب سے زیادہ مانگ جوتشیوں کی تھی۔ کیونکہ سب سے زیادہ سٹال انہی لوگوں کے تھے۔ بہت سے لوگ ادھر ادھر گھوم پھر رہے تھے۔ ان میں مقامی لوگ بھی تھے۔ خانہ بدوش بھی اور دور دراز سے آنے والے نوجوان بھی۔ غرض بھانت بھانت کے لوگ نظر آ رہے تھے۔

اچانک ایک سپاہی سائیکل پر سوار آتا ہوا دکھائی دیا۔ اتنی گرم شام کو لمبی چڑھائی کے بعد وہ پسینے میں شرابور تھا۔ اور بری طرح ہانپ رہا تھا۔ اس نے اپنی سائیکل ایک دیوار کے ساتھ ٹکا دی۔ اسے دیکھتے ہی بین کرنے والی بوڑھی عورت سبز رنگ کی ویگن کی طرف بھاگ گئی۔

"آؤ ادھر چلیں اور دیکھیں کہ معاملہ کیا ہے۔" بومین نے سسیل کے کہنی مارتے ہوئے کہا
"نہیں ہمیں ان کے معاملات میں دخل نہیں دینا چاہیے۔"
"تم بھی کمال کرتی ہو۔ میں تو صرف یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں۔ کہ لڑکا کیسے گم ہوا، کہاں گم ہوا اور کیوں گم ہوا۔"

وہ ان لوگوں سے چند قدم کے فاصلے پر رہ گئے تھے۔ کہ ایک جیپ تیزی سے آئی اور ایک نوجوان خانہ بدوش اس جیپ سے اتر کر سپاہی اور زرڈا کے قریب گیا۔
"کچھ پتہ چلا؟ فرینک" زرڈا نے پوچھا۔
"تمام علاقہ چھان مارا۔ اس کا کہیں پتہ نہیں۔"

سپاہی نے اپنی نوٹ بک نکالتے ہوئے پوچھا۔ "وہ آخری مرتبہ کب اور کہاں دیکھا گیا تھا؟"
"یہاں سے تقریباً ایک کلومیٹر پیچھے غاروں کے پاس جہاں کھانے پینے کے لئے ٹھہرے تھے۔"
"تم نے اسے ان غاروں میں تلاش کیا۔" پولیس کے سپاہی نے پوچھا۔
فرینک نے اپنے سینے پر صلیب کا نشان بنایا لیکن خاموش رہا۔
زرڈا بولا۔ "تمہیں معلوم ہونا چاہیے۔ کہ کوئی خانہ بدوش ان غاروں کے اندر نہیں جا سکتا۔ وہاں آسیب کا سایہ ہے۔ میرا خیال ہے کہ الیگزنڈر بھی ادھر نہیں گیا ہوگا۔"
سپاہی نوٹ بک اپنی جیب میں رکھ کر بولا۔ "میں بھی ان غاروں میں جانا پسند نہیں کرتا

خاص طور پر رات کو۔ ہاں البتہ صبح کو ..... وہاں جاؤں گا۔"

"اس وقت تک تو وہ واپس آچکا ہوگا۔" زرڈا نے بڑے اطمینان سے کہا۔ "ان لوگوں نے خواہ مخواہ رائی کا پہاڑ بنا کر رکھ دیا ہے۔"

"وہ عورت جو ابھی ابھی اس دکان میں گئی تھی۔ کیا وہ اس گمشدہ لڑکے کی ماں ہے؟"

"جی ہاں۔"

"تو وہ اتنی پریشان کیوں ہے۔!"

"وہ اس کا اکلوتا بیٹا ہے اور پھر تمہیں پتہ ہی ہے کہ ماں کو اپنی اولاد سے کتنی محبت ہوتی ہے اور وہ اپنے بچے کے لئے کتنی پریشان ہو جاتی ہیں۔" زرڈا کندھے اچکاتے ہوئے بولا "خیر میں اسے دلاسہ دے دوں گا" یہ کہہ کر وہ چل دیا۔ سپاہی بھی واپس چلا گیا۔ فرنیک کار پارک کرنے کی جگہ کی طرف چل پڑا۔ بوبن اس کے پیچھے پیچھے چلنے لگا۔

کار پارک کے دائیں طرف جوتشیوں کے چار بوتھ تھے۔ پہلا بوتھ میڈم میری کا تھا۔ دکان کے سامنے لگے ہوئے بڑے بڑے اشتہار میں دعویٰ کیا گیا تھا۔ کہ پیش گوئی سے تسلی نہ ہو تو کوئی معاوضہ نہیں لیا جائے گا۔ اچانک فرنیک مڑا اور بوبن کو گھورنے لگا۔ بوبن جلدی سے اس بوتھ میں گھس گیا۔

میڈم میری سفید بالوں والی ایک بوڑھی عورت تھی اس کے سامنے ایک مٹیالے رنگ کا گولہ رکھا تھا۔ جسے وہ مسلسل گھورے جا رہی تھی۔ اس نے بوبن کی قسمت کا حال بتلاتے ہوئے پیش گوئی کی کہ اس کی زندگی دولت، صحت، عزت اور شہرت سے بھرپور ہوگی۔ پھر وہ اس سے چار فرانک لے کر خاموش ہو گئی۔ یہ اشارہ تھا۔ کہ پیش گوئی ختم ہو گئی۔ بوبن باہر نکل آیا۔ سیسل اسے شریر نظروں سے دیکھ کر مسکرا دی تھی۔

"کیوں کیا بتایا اس نے؛ تمہاری قسمت میں کیا لکھا ہے؟"

"وہ کہہ رہی تھی کہ اگلے دو ماہ کے اندر اندر میری شادی ہو جائے گی۔"

"اور تم شادی نہیں کرنا چاہتے۔" وہ سر ہلاتے ہوئے ہمدردانہ لہجہ میں بولی: "میرا خیال ہے کہ اب تم دوسری خاتون سے جاکر اپنی قسمت کا حال دریافت کرو۔"

لوین نے چاروں طرف نظر دوڑائی سامنے نشانہ بازی کے سٹال کے پاس کھڑا ہوا ایک پستہ قد، گٹھے ہوئے جسم والا آدمی اسے بڑی بری نظروں سے گھور رہا تھا۔

لوین جلدی سے سامنے والے بوتھ میں گھس گیا۔ اندر میڈم زیر لنگ بیٹھی ہوئی تھی۔ شکل وصورت سے وہ میڈم میری کی بڑی بہن معلوم ہوتی تھی۔ تاشوں کی ایک پرانی گڈی کو تیزی سے پھینٹتے ہوئے اس نے وہی الفاظ دہرا دیئے جو لوین نے میڈم میری سے سنے تھے۔ اس کا معاوضہ بھی وہی تھا۔

سیسیل باہر کھڑی اس کا انتظار کر رہی تھی۔ سامنے نشانہ بازی کے سٹال پر اب فرینک بیٹھا ہوا تھا۔ لوین نے عینک اتاری اور اس کے شیشے صاف کرنے لگا۔

"او خدا!" لوین بولا۔ "یہ تو کوئی شادی کا دفتر معلوم ہوتا ہے یہ سب جھوٹ ہے میں اس پر یقین نہیں کر سکتا۔"

"کیوں؟ وہ کیا کہہ رہی تھی؟"

"یہی کہ میں تم جیسی شکل وشباہت والی لڑکی سے شادی کرنے والا ہوں۔"

"یہ منہ اور مسور کی دال؟" سیسیل نے کہا۔

وہ بغیر کوئی جواب دیئے تیسرے بوتھ میں چلا گیا۔ اس خاتون نے وہی باتیں دہرا کر آخر میں اسے بتایا کہ وہ اگلے مہینے سمندر پار کا سفر کرے گا۔ اور وہاں ایک بھورے بالوں

والی لڑکی سے اس کی شادی ہو جائے گی۔ بوبین نے کہا۔" یہ کیسے ہو سکتا ہے۔! میں تو اگلے ہفتے سنہرے بالوں والی خوبصورت لڑکی سے شادی کر رہا ہوں"

خاتون نے اس کا کوئی جواب نہ دیا۔ اور صرف مسکرا دی۔ اور چار فرانک اپنی جیب میں ڈال لئے

باہر پہنچتے ہی سیسل نے مسکراتے ہوئے اس سے پوچھا۔" کوئی نئی بات؟"

بوبین نے عینک اتار کر غیر یقینی انداز میں سر ہلایا۔" میری سمجھ میں تو کچھ نہیں آتا۔ اس عورت نے مجھے بتایا ہے کہ میری ہونے والی بیوی کا باپ سمندر کا بادشاہ ہے۔ اس کا باپ بھی ہے اور باپ کا باپ بھی۔ میرے تو کچھ پلے نہیں پڑا۔"

لیکن سیسل کے چہرے سے مسکراہٹ غائب ہو گئی۔ وہ حیرت سے اس کا منہ تکنے لگی۔ پھر آہستہ سے کہنے لگی۔" میرے والد ایڈمرل ہیں اور میرے دادا اور پر دادا بھی یہی ہے۔ لیکن تمہیں یہ سب کچھ کیسے معلوم ہوا؟"

" یہ کوئی غیر معمولی بات نہیں۔ جب میں کسی لڑکی سے ملتا ہوں تو اس سے پہلے ہی اس کی بابت معلومات میرے پاس پہنچ جاتی ہیں" بوبین نے مسکراتے ہوئے کہا۔" ہاں اس عورت نے ایک بات اور بھی بتائی تھی۔ وہ یہ کہ میری بیوی کی اندرونی ران پر ایک پھول کا نشان بھی ہو گا۔"

" اوہ خدا وندا!"

بوبین مزید کچھ کہے بغیر جو تھے بوتھ میں داخل ہو گیا۔ سیسل اب اتنی حیران ہو چکی تھی کہ وہ بوبین کی عجیب و غریب حرکت پر غور کرنا اس کے لئے ممکن نہ رہا تھا۔

چوتھے بوتھ میں روشنی بہت مدھم تھی۔ ایک چھوٹا سا بلب میز کے اوپر جل رہا تھا جس کی روشنی میں دو خوبصورت ہاتھ میز پر رکھے ہوئے دکھائی دے رہے تھے۔ یہ عورت پچھلی دو عورتوں سے بالکل مختلف تھی۔ اس کے لمبے لمبے بال اس کے شانوں پر بکھرے ہوئے تھے۔ لیکن چہرے

کے نقوش بلب کی مدھم روشنی میں پوری طرح نظر نہیں آ رہے تھے۔ بوبین اس کے سامنے والی کرسی پر بیٹھ گیا۔ میز پر خاتون کا نام ایک کارڈ بورڈ پر لکھا رکھا تھا۔ "شہزادی ہوبیناٹ"

"کیا تم سچ مچ کی شہزادی ہو؟" بوبین نے خوش گوار انداز میں بات کی۔

"تم اپنا ہاتھ دکھانے آئے ہو؟" ایک میٹھی آواز ابھری۔

"جی۔ بالکل۔"

بوبین کا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لے کر وہ جھک گئی۔ حتیٰ کہ اس کے بال میز سے چھونے لگے بوبین خاموشی سے بیٹھا رہا۔ لیکن جب آنسوؤں کے دو گرم گرم قطرے اس کے ہاتھ پر گرے تو اس سے ضبط نہ ہو سکا۔ اس نے اس عورت کا سر اٹھایا۔ لیکن وہ اپنی آنکھوں پر ہاتھ رکھ کر رونے لگی۔

"شہزادی! تم رو کیوں رہی ہو؟"

"تمہاری زندگی کی لکیر....."

"میں پوچھتا ہوں کہ تم رو کیوں رہی ہو؟"

"معاف کرنا۔ میں بہت پریشان ہوں۔"

"کیا میرے آنے کی وجہ سے تم پریشان ہو؟"

"نہیں تو۔"

"پھر؟"

"میرا چھوٹا بھائی گم ہو گیا ہے۔"

"تمہارا چھوٹا بھائی۔ اچھا تمہارا مطلب الیگزنڈر سے ہے؟ کیا وہ اب تک نہیں ملا؟"

اس نے اپنا خوبصورت سر نفی میں ہلا دیا۔

"اور وہ سبز ویگن والی خاتون تمہاری والدہ ہیں؟"

لڑکی نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"لیکن آخر میں رونے کی کونسی بات ہے؟ اسے گم ہوئے زیادہ عرصہ تو نہیں ہوا۔ امید ہے کہ وہ جلد ہی واپس آ جائے گا۔"

وہ خاموش رہی پھر اس نے میز پر سر رکھ کر رونا شروع کر دیا۔ بوبین نے اس کے کندھے کو تھپ تھپایا۔ پھر وہ اٹھ کر باہر آ گیا۔ اس کے چہرے پر سوچ کے سائے گہرے ہو گئے تھے۔

"چار بجے۔" وہ آہستہ سے بولا۔ اور سیسل کا ہاتھ پکڑ کر چل دیا۔ راستے میں لی گرینڈ ڈک نظر آیا۔ لیلا بھی اس کے ساتھ تھی۔ اور وہ ایک خانہ بدوش سے باتیں کر رہا تھا۔ اس خانہ بدوش کے چہرے پر زخم کا گہرا نشان تھا۔ بوبین اس سے چند فٹ کے فاصلے پر ٹھہر گیا۔

"بہت بہت شکریہ کوسک۔" لی گرینڈ ڈک بڑا خوش نظر آ رہا تھا۔ "آج تو ہم نے کافی دلچسپ معلومات حاصل کر لی ہیں۔ اس لئے اب ہمیں چلنا چاہیئے۔ بھوک بھی کھل چکی ہے۔ کیوں نہ چل کر کچھ کھائیں پئیں۔" وہ لیلا سے مخاطب تھا۔

بوبین انہیں ہوٹل کے صحن کی طرف جاتا ہوا دیکھتا رہا۔ پھر وہ سبز رنگ کی ویگن کی طرف دیکھنے لگا۔

"کیوں؟ کیا بات ہے؟" سیسل نے پوچھا۔

"میں اس غمگین ماں کی مدد کرنا چاہتا ہوں۔ شاید میں اس کے کچھ کام آ سکوں۔ میں اس کے بیٹے کو ڈھونڈنے کی کوشش کر سکتا ہوں۔"

"تم بڑے عجیب آدمی ہو۔" سیسل نے تعریفی انداز میں کہا۔

بوبین کوئی جواب دیئے بغیر ویگن کی طرف چلا گیا۔ سیڑھیاں چڑھ کر اندر داخل ہونے لگا

تو ایک سایہ تیزی سے اس کی طرف لپکا۔ اس نے بچنے کی کوشش کی۔ لیکن بہت دیر ہو چکی تھی۔ اسے یوں محسوس ہوا جیسے کسی نے اس کے سینے پر ہتھوڑا دے مارا ہو۔ وہ دور زمین پر جا گرا۔ اب وہ چاروں شانے چت زمین پر پڑا تھا۔ عینک دور جا گری تھی۔ رہی سہی کسر اس کے اچانک گرنے سے پوری ہو چکی تھی۔ سایہ پھر اس کی طرف لپکا۔ اور گریبان پکڑ کر اسے اوپر اٹھا لیا۔

"تم مجھے یاد رکھو گے دوست۔" اس کی آواز ایسی تھی۔ جیسے بجری کوٹی جا رہی ہو۔ "تمہیں یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ ہوول کو تاک جھانک کرنے والے لوگ یا لکل پسند نہیں۔ تمہاری اطلاع کے لئے میں یہ بتا دینا بھی ضروری سمجھتا ہوں کہ آئندہ میں صرف مکے سے ہی تمہاری تواضع نہیں کروں گا۔"

ساتھ ہی ایک زور دار مکہ اسی مقام پر جڑ دیا۔ جہاں پہلے مارا تھا۔ لوبین کو ایسا محسوس ہوا کہ اس کی کئی پسلیاں ٹوٹ گئی ہوں۔ وہ لڑکھڑا کر پیچھے ہٹا اور آخر زمین پر گر گیا۔ اس دفعہ وہ زمین پر بیٹھا ہوا تھا۔ ہوول نے نفرت سے اپنے ہاتھ جھاڑے اور واپس ویگن میں چلا گیا۔ سسیل نے ادھر ادھر نظریں دوڑا کر اس کی عینک تلاش کی۔ پھر اس کے پاس آئی۔ اور اسے سہارا دے کر اٹھا لیا۔

"اس دنیا کے لوگ بڑے احسان فروش ہیں۔" لوبین نے کراہتے ہوئے کہا۔ "میرے خیال میں آج رات کافی تفریح ہو گئی۔ اب ہمیں واپس چلنا چاہیئے۔"

سسیل نے اسے سہارا دے کر ہوٹل کے صحن کی طرف لے چلی۔ لی گرینڈ ڈک سامنے رکھی ہوئی ایک پلیٹ میں سے ایک پھل اٹھا کر کھا رہا تھا۔ وہ اس کی طرف دیکھ کر حقارت سے مسکرایا اور بولا۔ "تمہارے ساتھ واقعی بڑی زیادتی ہوئی ہے۔"

"اس نے اچانک ہی بغیر کسی وارننگ کے مجھ پر حملہ کر دیا۔" لوبین نے اپنی صفائی پیش

کرتے ہوئے کہا۔

"جی ہاں۔ کیوں نہیں۔ کیوں نہیں۔" لی گرینڈ ڈک نے اسی لہجہ میں کہا۔

جب سیل اور بومین کچھ دور چلے گئے تو وہ لیلا سے کہنے لگا۔ "دیکھو۔ میں نہ کہتا تھا۔ کہ اس کی جوانی کے دن گزر چکے ہیں۔"

سیل نے بومین کا بازو پیار سے دبایا اور ایک میز کے پاس لے گئی۔

دو پیگ چڑھا کر بومین کی طبیعت کچھ بحال ہوئی۔ "اچھا اب بتاؤ۔ ہم کہاں رہائش اختیار کریں گے؟ فرانس یا انگلینڈ؟"

"کیا مطلب؟"

"تم نے سنا نہیں جوان قسمت کا حال بتانے والیوں نے کہا تھا؟"

"اوہ میرے خدا! ..... میں کیا کروں؟"

بومین نے تیسرا جام اٹھایا اور کہا۔ "ڈیوڈ کے نام۔"

"کون ڈیوڈ؟"

"ہمارا پہلا بچہ۔ ہم اس کا یہی نام رکھیں گے؟"

سیل خاموشی سے اسے گھورتی رہی۔

۲

بومین نے کمرے گیبرڈین کا سوٹ اتار کر کالی پتلون اور سنہری ہل اور پہنا پھر

چہرے پر کالا نقاب چڑھایا۔ جس میں سے صرف اس کی آنکھیں دکھائی دیتی تھیں پھر اس نے وہ عینک اتار کر رکھ دی۔ جو اس نے بھیس بدلنے کے لئے لگائی تھی۔ اور کمرے کی بتی بجھا کر باہر نکل آیا۔

دو کمروں سے روشنی باہر آرہی تھی۔ ایک کمرہ سیسل کا تھا۔ اور دوسرا لی گمرینڈ ڈک کا۔ لی گمرینڈ ڈک کے کمرے کی کھڑکی کے پردے ہٹے ہوئے تھے۔ لیلا اس کی آغوش میں بیٹھی ہوئی تھی۔ میز پر شطرنج کے مہرے سجے ہوئے تھے۔ ایک طرف ٹرے میں پھل رکھے ہوئے تھے لی ڈک لیلا کو شطرنج کھیلنا سکھا رہا تھا۔ یومین زیر لب مسکرایا اور آگے بڑھ گیا۔

ہوٹل کے صحن میں روشنی پھیلی ہوئی تھی۔ اس نے پچھلی طرف سے جانا مناسب سمجھا۔ ایک لمبا چکر کاٹ کر وہ خانہ بدوشوں کی ویگنوں کے سامنے جا پہنچا۔ زرڈا کے ویگن میں روشنی ہو رہی تھی۔ جو ایک کھلی کھڑکی سے باہر آرہی تھی۔ یومین اندھیرے میں تھا۔ چاروں طرف چاندنی پھیلی ہوئی تھی۔ اتنے میں بادلوں کی ایک ٹکڑی نے چاند کے مکھڑے کو چھپا لیا۔ فوراً ہی یومین بلی کی طرح دبے پاؤں چلتا ہوا کھڑکی سے جا لگا۔ اور اندر جھانکنے لگا۔

اندر تین خانہ بدوش ایک گول میز کے گرد بیٹھے تھے۔ یومین ان تینوں کو پہچانتا تھا۔ ان میں سے ایک زرڈا تھا۔ دوسرا اس کا بیٹا فرینک اور تیسرا کوسک تھا۔ ان کے سامنے ایک نقشہ پھیلا ہوا تھا۔ اور زرڈا پنسل سے کسی مقام پر نشان لگا رہا تھا۔ اور ساتھ ہی ساتھ کچھ بول بھی رہا تھا۔ لیکن نقشہ اتنا چھوٹا تھا۔ کہ اس کی حقیقت کا پتہ نہ چل سکا۔ کھڑکی میں شیشے لگے ہونے کی وجہ سے زرڈا کی آواز بھی سنائی نہ دیتی تھی۔ لیکن اس کے چہرے کے تاثرات سے یومین نے اندازہ لگایا کہ ان لوگوں کے ارادے نیک نہ تھے۔

دوسرے ویگن کی کھڑکی کھلی ہوئی تھی۔ اور پردوں کے بیچ میں سے اندر کا کچھ منظر دکھائی

دے رہا تھا۔ اس کے کونے میں دو آدمی بیٹھے تاش کھیل رہے تھے۔ ان میں سے ایک کو بومین نہیں جانتا تھا۔ لیکن دوسرے سے وہ واقف تھا۔ وہ ہوڈل تھا۔ یہ بات بومین کی سمجھ میں نہیں آرہی تھی۔ کہ اس سبز ویگن میں ہوڈل کیا کر رہا تھا۔ کیا وہ وہاں پہرہ دے رہا تھا! اگر پہرہ دے رہا تھا تو کیوں؟

بومین نے کھڑکی کے پردوں کو تھوڑا سا ہٹایا اور اندر جھانک کر دیکھنے لگا۔ تین آدمی فرش پر پڑے سو رہے تھے۔ ان میں سے دو کے چہرے بومین کی طرف تھے لیکن وہ چہرے روشنی کم ہونے کی وجہ سے صاف نظر نہیں آرہے تھے۔ وہ پردوں کو چھوڑ کر ہٹ گیا اور اس سبز ویگن کی طرف بڑھنے لگا۔ جو اس کی دلچسپی کا مرکز تھا۔

اس کا عقبی دروازہ کھلا ہوا تھا۔ لیکن اندر اندھیرا تھا۔ صرف سب سے اگلی کھڑکی میں سے روشنی باہر آرہی تھی۔ بومین کچھ اور تاک جھانک کرنا چاہتا تھا۔ اس نے اس کھڑکی میں سے اندر جھانکا۔ وہاں اسے چار عورتیں نظر آئیں۔ لیمپ کی روشنی میں ان کے چہروں پر سائے لہرا رہے تھے۔ دو عورتیں نیچے فرش پر بیٹھی تھیں۔ اور دو ایک میز کے پاس کرسیوں پر اس نے الیگزنڈر کی ماں اور بہن کو پہچان لیا تھا۔ تیسری عورت کی عمر تقریباً تیس سال ہوگی۔ چوتھی ایک سیاہ فام نوجوان لڑکی تھی۔ جو رو رہی تھی۔

"میرے خدا!" سیاہ لڑکی نے ہچکیوں کے درمیان کہا۔ "یہ سب کچھ کب ختم ہوگا اس ظلم کی کوئی انتہا بھی ہے؟"

"ہمیں مایوس نہیں ہونا چاہیئے۔" الیگزنڈر کی بہن نے کہا۔ اس کی آواز بالکل سپاٹ تھی۔ "امید کا دامن ہاتھ سے مت چھوڑو۔ اس کے سوا ہم اور کر بھی کیا سکتے ہیں؟"

"امید؟ کیسی امید؟" سیاہ فام لڑکی نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ "تمہیں معلوم ہے۔ کہ

اس گھپ اندھیرے میں امید کی کوئی کرن نہیں۔ اوہ خدایا! الیگزنڈر نے ایسا کیوں کیا؟ اس نے دوسری لڑکی کے کاندھوں کو پکڑ کر ہلاتے ہوئے کہا۔ "سارا! سارا! تمہارے شوہر نے آج ہی ...... "

سارہ کی آواز بھی کم غمناک نہ تھی۔ "مجھے سخت افسوس ہے۔ میں بہت پریشان ہوں" وہ تھوڑی دیر کے لئے رکی پھر کہنے لگی۔ "لیکن ہیباٹ ٹھیک کہتی ہے۔ جب تک سانس تب تک آس۔"

بومین کے خیال میں یہ ایک عجیب بات تھی کہ وہ دونوں عورتیں ڈچ کی بجائے جرمن زبان میں باتیں کر رہی تھیں۔ پھر ویگن میں خاموشی طاری ہو گئی۔ لیکن بومین کو یقین تھا کہ یہ خاموشی جلدی ہی ٹوٹ جائے گی۔ وہ معلومات حاصل کرنے کے لئے ہر خطرہ مول لینے کو تیار تھا۔ لیکن زیادہ دیر تک یہاں ٹھہرنا بھی خطرے سے خالی نہ تھا۔

"اب کوئی امید باقی نہ رہی۔" سفید بالوں والی عورت رومال سے آنسو پونچھتے ہوئے بولی۔ "ماں کو ایسی باتوں کا پہلے سے پتہ چل جاتا ہے۔"

"لیکن ماں ..... "

"زندگی ختم ہو گئی تو امید کہاں؟" اس کی آواز بہت دھیمی تھی۔ "تم اپنے بھائی کو اب کبھی نہیں دیکھ سکو گی۔ اور نہ ہی ٹینا اپنے منگیتر کو پا سکے گی مجھے پتہ ہے کہ میرا بیٹا مر چکا ہے۔" پھر خاموشی چھا گئی۔ ساتھ ہی اسے اپنے پیچھے کھٹکھٹ کرنے کی آواز آئی۔ وہ تیزی سے مڑا۔ چند قدم کے فاصلے پر کوسک اور ہینڈل کھڑے تھے۔ دونوں کے چہروں پر مسکراہٹ کھیل رہی تھی۔ اور ہاتھوں میں لمبے خم دار چاقو تھے۔

اب بومین کو احساس ہوا کہ وہ اس کا انتظار کر رہے تھے۔ شاید وہ اس سے پہلے یہ

معلوم کرنا چاہتے تھے۔ کہ وہ ان کے لئے کتنا خطرناک ثابت ہو سکتا ہے تاکہ اس کو ختم کیا جا سکے۔ اب اسے یقین ہو چلا تھا۔ کہ دال میں کچھ کالا تھا۔ اور اس خانہ بدوشوں کے کاروان میں کوئی خطرناک سازش پروان چڑھ رہی تھی۔

یہ تمام باتیں چشم زدن میں اس کے ذہن میں سے گزر گئیں۔ اچانک وہ تیزی سے کوسک کی طرف لپکا۔ یہ حملہ اتنا اچانک تھا۔ کہ وہ سنبھل نہ سکا۔ اور زمین پر گر پڑا۔ بومین نے موقع غنیمت جانا اور ہوٹل کے صحن کی طرف بھاگ کھڑا ہوا۔

ہودل اور کوسک اس کا پیچھا کر رہے تھے۔ اور ساتھ ہی ساتھ اسے گندی گالیاں بھی دے رہے تھے۔ بومین نے ایک ہی چھلانگ میں ہوٹل کی تمام سیڑھیاں طے کر لیں۔ پھر وہ رکا اور بائیں ٹانگ پر پورا گھوم گیا۔ یہ کوسک کی بدقسمتی تھی۔ کہ وہ ان سب سے آگے تھا۔ اس کے منہ سے ایک چیخ نکلی۔ چاقو ہاتھ سے چھوٹ کر دور جا گرا اور وہ سیڑھیوں پر لڑھکتا ہوا نیچے آ گرا۔

لیکن اتنی دیر میں ہودل اوپر پہنچ چکا تھا۔ بومین کو چاقو کی نوک اپنے بائیں بازو میں چبھتی ہوئی محسوس ہوئی۔ اس نے چیتے کی سی پھرتی کے ساتھ ہودل کے جبڑے پر پوری طاقت سے مکہ جڑ دیا۔ وہ پیچھے کوسک کے اوپر جا گرا۔

بومین نے بائیں ہاتھ کی آستین چڑھائی۔ زخم آدھ انچ لمبا تھا۔ اگرچہ خون کافی بہہ رہا تھا لیکن زخم معمولی تھا۔ اور اسے امید تھی۔ کہ جلد ہی خون بہنا بند ہو جائے گا۔ جب اس نے فرینک کو اپنی طرف بڑھتے ہوئے دیکھا تو وہ اپنی تکلیف بھول گیا۔ اور تیزی سے اوپر چڑھنے لگا۔ ہوٹل میں گھسنے سے پہلے اس نے پیچھے مڑ کر دیکھا۔ ہودل اور کوسک اپنے قدموں پر کھڑے ہو چکے تھے۔ اور تینوں چاقو لہراتے ہوئے اس کی طرف آ رہے تھے۔ تین

مسلح آدمیوں کا مقابلہ ممکن نہ تھا۔ وہ لی ڈک کے کمرے میں گھستا چلا گیا۔ لیلا اور لی ڈک اب تک شطرنج کھیل رہے تھے۔

"خدا کے لئے مجھے بچاؤ۔ مجھے کہیں چھپا دو۔" وہ بری طرح ہانپ رہا تھا۔" وہ لوگ میرا پیچھا کر رہے ہیں۔"

لی گرینڈ ڈک پر جیسے کوئی اثر ہی نہ ہوا اور اطمینان سے شطرنج کی چال چلنے لگا۔

"تم دیکھ رہے ہو۔ کہ ہم مصروف ہیں۔" وہ لیلا کی طرف مڑا۔ جو حیرت زدہ نظروں سے بومین کو دیکھ رہی تھی۔" ڈارلنگ ذرا چال سوچ سمجھ کر چلنا۔ تمہارا وزیر خطرے میں ہے۔ پھر بومین کی طرف سرسری نظر ڈال کر بولا۔" کون لوگ تمہارا پیچھا کر رہے ہیں؟"

"خانہ بدوش اور کون۔ دیکھو۔" بومین نے اپنی آستین چڑھاتے ہوئے کہا۔ "انہوں نے مجھے چاقو مارا ہے۔"

"لیکن آخر کیوں؟"

"بس میں ذرا ادھر گیا تھا......"

"یعنی دخل در معقولات ......" لی گرینڈ ڈک نے کہا" دوسروں کے گھروں میں تاک جھانک کرنے والوں سے مجھے کوئی ہمدردی نہیں۔ تم فوراً یہاں سے چلے جاؤ۔"

"چلا جاؤں؟ لیکن وہ مجھے......"

"ڈارلنگ" لی ڈک نے لیلا سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا۔" ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ مجھے ہوٹل کی انتظامیہ کو اطلاع دینی ہی پڑے گی۔"

بومین جلدی سے باہر نکل گیا۔

"دروازہ تو بند کرتے جاؤ۔"

"لیکن چارلس ....." لیلا نے کہا۔

"تمہیں درپلولد میں مات ہونے والی ہے۔"

سیل بھی سوئی نہ تھی بلکہ بستر پہ بیٹھی رسالے کی ورق گردانی کر رہی تھی بوڈین کی حالت دیکھ کر اس کا منہ تعجب کا کھلا رہ گیا۔ پھر اس نے اپنے حواس مجتمع کئے۔ اور بڑی خاموشی سے اس کی رام کہانی سنتی رہی۔

"یہ کہانی کب گھڑی ہے تم نے؟"

بوڈین نے آستین الٹتے ہوئے کہا۔ "کیا تمہیں یہ بھی من گھڑت کہانی کا حصہ معلوم ہوتا ہے؟"

"ارے ناخون۔ لیکن انہوں نے کیوں ....."

"شش۔" بوڈین نے اسے خاموش رہنے کا اشارہ کیا۔

باہر کسی کے زور سے بولنے کی آوازیں آ رہی تھیں۔ اس نے دروازے کا ہینڈل گھمایا اور اس کے روزن سے باہر جھانکنے لگا۔

ڈی گرینڈ ڈک اپنے کندھے پہ ہاتھ رکھے بڑے اطمینان سے راہداری کے پچھلے سرے پہ ہوٹل۔ فرینک دریوس کا راستہ روکے کھڑا تھا۔ ان تینوں نے چہروں پہ نقاب چڑھا رکھے تھے۔ اس لئے ان کی شکلیں پہچانی نہیں جا رہی تھیں۔ اب بوڈین کو پتہ چلا کہ اسے یہ بدمعاش کی صحت کیوں مل گئی تھی۔

"یہ ہوٹل صرف مہمانوں کے لئے ہے۔" ڈی گرینڈ ڈک گرجدار آواز میں کہہ رہا تھا۔

"راستے سے ہٹ جاؤ۔" فرینک کا لہجہ تحکمانہ تھا۔

"بکواس بند کرو۔ تم جانتے ہو کہ تم کس سے مخاطب ہو؟"

"کیوں نہیں مرنے کو دعوت ....."

"تمہاری یہ مجال ..." لی گرینڈ ڈک نے اتنی ضخیم جسامت کے باوجود حیران کن تیزی سے حرکت کی اور اپنا ہتھوڑے جیسا مکہ فرینک کے منہ پر جڑ دیا۔ وہ لڑکھڑا کر اپنے ساتھیوں پر جا گرا اس کے ساتھی اسے سنبھال کر سہارا دیتے ہوئے باہر لے گئے۔

"واہ کیا کہنے؟ لیلا نے خوشی سے تالی بجاتے ہوئے کہا۔" میں نہیں جانتی تھی۔ کہ تم اتنے بہادر ہو۔"

"اجی وہ کیا اور ہستی کیا۔ میں نے تو اچھے اچھوں کو سیدھا کر دیا ہے" لی گرینڈ ڈک نے کہا۔ "آؤ چلو اندر۔ خواہ مخواہ بازی خراب کر دی۔ ان کم بختوں نے۔ آؤ چلو شطرنج کھیلیں ابھی بازی ختم نہیں ہوئی۔"

"تمہارے نزدیک یہ معمولی بات ہے۔ ارے بھئی ہوٹل کی انتظامیہ کو فون کرو۔ پولیس کو اطلاع دو۔"

"اس کا کیا فائدہ؟ وہ کر بھی کیا لیں گے۔ ان لوگوں نے نقاب پہنے ہوئے تھے۔ اور اب تو وہ کافی دور جا چکے ہوں گے۔"

وہ دونوں کمرے میں چلے گئے۔ اور دروازہ بند کر لیا۔ بومین نے بھی روزن سے آنکھیں ہٹا لیں۔

"تم نے سنا؟"

سیسل نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"یہ ڈیوک تو کام کا آدمی نکلا" بومین نے دروازے کا ہینڈل گھماتے ہوئے کہا۔

"ارے یہ تم جا کہاں رہے ہو؟" سیسل نے بے چینی سے پوچھا۔

"میں دور بہت دور چلا جاؤں گا۔ اور گئے وقت کی مانند نہ پھر آؤں گا۔"

"تمہیں تو شاعری سوجھی ہے۔ بتاؤ نا کہاں جا رہے ہو؟"

"پہاڑیوں پر۔"

"کار میں؟"

"نہیں پیدل۔ ان ٹانگوں پر۔ میرے پاس کار کہاں؟"

"تم میری کار لے سکتے ہو۔ میرا مطلب ہے ہماری ....."

"کیا کہا ہماری؟" "تو کیا واقعی تم سنجیدگی سے یہ کہہ رہی ہو؟"

"بڑے بھولے بنتے ہو۔"

"بھولا تو خیر میں ہوں۔ اور بے وقوف بھی۔ لیکن میرا خیال ہے۔ کہ تمہارے ساتھ میری زندگی اچھی گزرے گی۔ لیکن فی الحال مجھے کار کی کوئی ضرورت نہیں۔ اچھا شب بخیر۔" یہ کہہ کر وہ باہر نکل گیا۔ راہ داری کے دروازے پہ پہنچا ہی تھا۔ کہ تین سائے اندھیرے سے نمودار ہوئے۔

"دیکھنا بچ کر جانے نہ پائے۔" فرینک نے سرگوشیوں میں کہا۔

دروازہ بومین سے تین قدم کے فاصلے پر تھا۔ فرینک کی بات ختم ہونے سے پہلے ہی وہ حرکت میں آ چکا تھا۔ اس سے پہلے کہ وہ تینوں کوئی قدم اٹھاتے وہ اپنے کمرے کے اندر پہنچ کر دروازے کو مقفل کر چکا تھا۔ ان لوگوں نے کچھ دیر تک تو دروازے پر زور آزمائی کی پھر تھک ہار کر چلے گئے۔ ان کے قدموں کی چاپ کی آواز دور ہوتی چلی گئی۔

بومین نے ہوٹل کے عقب میں کھلنے والی کھڑکی کے پٹ کھولے۔ کھڑکی کے پاس ہی ایک تناور درخت تھا۔ جس کی ایک شاخ کھڑکی کو چھو رہی تھی۔ وہ بغیر کسی ہچکچاہٹ کے بندر کی سی پھرتی کے ساتھ اس شاخ پر سے نیچے اتر گیا۔ ابھی وہ ہوٹل کے پیچھے سے گزرنے والی

سڑک پہ ہی پہنچا تھا کہ اسے اپنے پیچھے کسی کے چیخنے کی آواز سنائی دی۔ وہ مڑا۔ دور سے
تین سائے اس کی طرف دوڑتے چلے آ رہے تھے۔ اب یومین کے سامنے صرف دو ہی راستے
تھے۔ یا تو وہ نیچے کھلی پاٹ وادی کی طرف بھاگتا یا پھر پہاڑیوں کے کھنڈرات میں پناہ
لیتا۔ اس نے دوسرے راستے کو ترجیح دی۔ کیونکہ اس صورت میں اس طرح اس کے بچ نکلنے
کے امکانات زیادہ تھے۔ چنانچہ اس نے بل کھاتی ہوئی پگڈنڈی پہ اوپر کی طرف دوڑنا شروع
کر دیا۔ آخر کار اس کی ٹانگیں جواب دینے لگیں اور وہ بری طرح ہانپنے لگا۔ مدت ہوئی کہ اسے
اس قسم کی دوڑ سے اس کا سابقہ نہیں پڑا تھا۔ چند سو گز کے فاصلے پہ ایک موڑ آیا۔ یہاں
پہ پگڈنڈی دو حصوں میں بٹی ہوئی تھی۔ ایک پگڈنڈی نیچے گاؤں کی طرف جا رہی تھی اور
دوسری بل کھاتی ہوئی اوپر کی طرف جا رہی تھی۔ اس نے اوپر جانے کا فیصلہ کر لیا۔ مڑ کر
دیکھا۔ تو تعاقب کرنے والے اس کے قریب پہنچ چکے تھے۔ ان کا درمیانی فاصلہ تیس گز سے
زیادہ نہ تھا۔ ان کے ہاتھوں میں چاقو چمک رہے تھے۔

وہ پوری رفتار سے اوپر کی طرف دوڑ پڑا۔ اور سیدھا دوڑتا چلا گیا اب پیچھا
کرنے والوں کے ہانپنے کی آوازیں سنائی دینے لگی تھیں اس کا اپنا سانس بھی بری طرح پھولا
ہوا تھا۔ تعاقب کرنے والوں کے منہ کھلے ہوئے تھے۔ اور زبانیں باہر نکلی ہوئی تھیں چہرے
بگڑے ہوئے تھے۔ اور وہ پسینہ میں شرابور گرتے پڑتے اس کے پیچھے چلے آ رہے تھے
اب درمیانی فاصلہ اور بھی کم ہو گیا تھا۔ یعنی صرف دس پندرہ گز۔ یومین نے سوچا کہ
اب ادھر ادھر دیکھنے کی بجائے سیدھے بھاگتے رہنا چاہیے۔ اس کے سامنے کوئی پناہ نہیں
تھی۔ سوائے ان غار نما کھنڈرات کے جو ان پہاڑیوں پہ واقع تھے۔

اچانک اسے سڑک کے درمیان جنگلہ نظر آیا۔ آخری فیصلہ کا لمحہ آ گیا تھا۔ اس نے

فیصلہ کرنے میں ذرا بھی دیر نہ کی اور فوراً دائیں ہاتھ کے جنگلے میں واقع دروازے سے نکل کر پگڈنڈی پر دوڑنے لگا۔ یہ ایک تنگ راستہ تھا۔ دونوں طرف پہاڑی چٹانیں واقع تھیں اس نے سوچا کہ یہیں پر اسے ان کا مقابلہ کرنا چاہیئے۔ کیونکہ اس راستہ پر ایک وقت میں ایک شخص ہی گذر سکتا تھا۔ اور ایک آدمی سے مقابلہ کرنا نسبتاً آسان تھا۔ لیکن فوراً ہی اس نے یہ خیال اپنے ذہن سے جھٹک دیا۔ کیونکہ یہ بھی ممکن تھا۔ کہ جب وہ ان میں سے ایک آدمی سے لڑنے میں مصروف ہو تو باقی دونوں چٹان کے اوپر چڑھ کر اس پر آکودیں اور چاقو گھونپ دیں۔ یہ سوچ کر وہ دوڑتا رہا۔ اگر اس کر نے پڑنے اور لڑکھڑاتی ہوئی چال کو دوڑنا کہا جا سکتا تھا۔ تو واقعی وہ دوڑ رہا تھا۔ چند لمحوں کے بعد وہ کھنڈرات میں پہنچ چکا تھا۔ اس نے پیچھے مڑ کر دیکھا۔ تعاقب کرنے والے اب اس سے چالیس گز کے فاصلے پر رہ گئے تھے۔ یہ کوئی حیران کن بات نہ تھی۔ اس کی رفتار یقیناً ان لوگوں سے زیادہ تھی۔ کیونکہ وہ اپنی جان بچانے کے لئے بھاگا تھا۔ اس نے آسمان کی طرف دیکھا۔ چاند پوری آب و تاب سے چمک رہا تھا۔ اس بے وقت کی چاندنی پر اسے بہت غصہ آیا۔ اگر یہ چاندنی نہ ہوتی تو وہ آسانی سے ان لوگوں کی نظروں سے اوجھل ہو سکتا تھا۔

اس کے چاروں طرف سنسان کھنڈرات پھیلے ہوئے تھے۔ کہیں پر پتھروں کے ڈھیر پچاس پچاس فٹ اونچے تھے۔ تو کہیں ٹوٹے پھوٹے ستون کھڑے تھے۔ چٹانوں میں غار تھے۔ کچھ اتنے چھوٹے کہ ان میں بمشکل آدمی گھس سکتا تھا۔ کچھ اتنے بڑے کہ ایک ٹو منزلہ بس آسانی سے داخل ہو سکتی تھی۔ جا بجا شکستہ کوٹھڑیاں تھیں سب سفید پتھر کی بنی ہوئی تھیں۔ چاندنی رات میں یہ منظر کافی پراسرار اور ہیبت ناک محسوس

ہو رہا تھا۔ خوف کے مارے اس کے جسم کے رونگٹے کھڑے ہونے لگے۔ اسے بہرحال اسی جگہ رات بسر کرنی تھی۔ اور یہیں اسے زندگی اور موت کی جنگ لڑنی تھی۔ یہ رات یا تو اس کی زندگی کی آخری رات ہوگی۔ یا پھر ان خانہ بدوشوں کی جو اسے قتل کرنے پر تلے ہوئے تھے۔

بومین نے سوچا کہ اگر وہ کچھ اور اونچائی پر چلا جائے۔ تو اس کے بچنے کے امکانات زیادہ ہو جائیں گے یہ سوچ کر اس نے چڑھائی جاری رکھی۔ زندگی میں اس نے کبھی کوہ پیمائی نہیں کی تھی۔ ان خانہ بدوشوں کے تعاقب کی وجہ سے اب تک اس کی رفتار خاصی تیز رہی تھی لیکن اب اسے پہاڑی پر چڑھنا تھا۔ بہرحال وہ ایک اچھا کوہ پیما ثابت ہوا اور آہستہ آہستہ اس کے اور تعاقب کرنے والوں کا درمیانی فاصلہ زیادہ ہوتا چلا گیا۔ اس صورت حال سے وہ بہت خوش تھا۔ اور اس کا اعتماد بحال ہو رہا تھا۔

اچانک وہ ٹھہر گیا۔ اس مقام سے ناواقفیت کی وجہ سے اس سے ایک غلطی سرزد ہو گئی تھی۔ اور وہ غلط راستے پر چلا آیا تھا۔ کیونکہ موڑ مڑتے ہی اس کے سامنے ایک پتھریلی دیوار تھی۔ راستہ مسدود ہو چکا تھا۔ یہ دیوار ناقابلِ عبور معلوم ہوتی تھی۔ وہ موڑ کی طرف واپس آیا۔ خانہ بدوش قریب پہنچ چکے تھے۔ اسے واپس آتا دیکھ کر پہلے تو وہ رکے پھر بڑے اطمینان سے آہستہ آہستہ اس کی طرف بڑھنے لگے۔ شاید انہیں معلوم ہو چکا تھا۔ کہ وہ پھنس چکا ہے۔

وہ الٹے پاؤں بھاگا۔ دیوار میں سوراخ تھا۔ ان میں سے دو اتنے بڑے تھے کہ ان میں سے ایک آدمی بڑی مشکل سے باہر نکل سکتا تھا۔ وہ بغیر سوچے سمجھے دائیں طرف والے سوراخ میں گھس گیا یہ ایک سرنگ کا دہانہ تھا۔ جو چند قدم آگے جا کر کافی تنگ ہو گئی تھی۔ آخر کار اس کی چوڑائی دو فٹ سے بھی کم رہ گئی۔ اسے یقین ہونے لگا۔ کہ وہ بچ نہیں سکے گا۔ پھر بھی

وہ گھسٹتا ہوا آگے بڑھتا رہا۔ کافی دیر کے بعد اسے اپنے سامنے مدھم سی روشنی دکھائی دی۔ اس نے سوچا کہ شاید یہ اس کا وہم ہے۔ لیکن کچھ ہی دیر بعد وہ سرنگ کے دوسرے سرے پر پہنچ چکا تھا۔ سامنے تاروں بھرا آسمان تھا۔ جہاں چاند بھی پوری آب و تاب سے چمک رہا تھا۔

اس نے جھک کر نیچے کی طرف دیکھا۔ وہ فوراً خوف زدہ ہو کر پیچھے ہٹ گیا اس کے نیچے سینکڑوں فٹ گہری کھائی تھی۔ پھر اس نے سر اٹھا کر اوپر کی طرف دیکھا۔ پہاڑ کی چوٹی تقریباً بیس فٹ اوپر واقع تھی۔ اچانک اس کی نظر دائیں طرف پڑی۔ یہ ایک تنگ راستہ تھا جس پر سے ایک پہاڑی بکری بھی بمشکل گزر سکتی تھی۔ اس کے سوا یہاں سے بچ نکلنے کی کوئی راہ نہ تھی۔ چنانچہ وہ طوعاً و کرہاً اس پل صراط نما پگڈنڈی پر چل پڑا۔ اس کا منہ چٹان کی طرف تھا۔ وہ چٹانوں کو دونوں ہاتھوں سے پکڑ کر آہستہ آہستہ آگے بڑھنے لگا دو مرتبہ اس کے پیروں کے نیچے سے پتھر پھسلے اور اس کی جان ہی نکل کر رہ گئی۔ لیکن موت ابھی دور تھی۔ یہ دو منٹ کا راستہ اسے ایسا معلوم ہوا۔ جیسے صدیاں بیت گئی ہوں۔ آخر وہ پہاڑ کی چوٹی پر جا پہنچا۔ وہ پسینہ میں شرابور تھا۔ اور خزاں رسیدہ پتے کی طرح کانپ رہا تھا۔ چند لمحے رک کر اس نے اپنا سانس درست کیا۔ پھر نیچے نظر دوڑائی وہاں کوئی دکھائی نہیں دے رہا تھا۔

"انہیں اتنی دیر کیسے ہو گئی!" اس نے سوچا۔ "ہو سکتا ہے۔ کہ وہ وہیں اندھیرے میں تلاش کر رہے ہوں۔ یا شاید دوسرے سوراخ میں گھس گئے ہوں؟ لیکن اب ان باتوں پر غور کرنے کا وقت نہ تھا۔ اسے ابھی اس منحوس جگہ سے نکلنے کا راستہ تلاش کرنا تھا اسے معلوم تھا۔ کہ وہ اس راستے سے تو واپس نہیں جا سکتا تھا۔ جس راستے سے وہ یہاں تک

پہنچا تھا۔ یہ بھی ممکن تھا۔ کہ ان بدمعاشوں کو اس راستہ کا علم ہو جس سے وہ آیا تھا۔ اور وہ راستہ میں گھات لگائے اس کے انتظار میں بیٹھے ہوں۔ یہ بھی ہو سکتا تھا۔ کہ واپسی کا کوئی دوسرا راستہ نہ ہو۔ اور وہ اسی ویران اور ہیبت ناک جگہ پر بھٹک کر موت سے ہم کنار ہو جائے۔ اسے سیل کا خیال آیا۔ اس کی زندگی بھی خطرے میں تھی۔ کیونکہ بدمعاشوں کو معلوم ہو چکا تھا۔ کہ وہ اس کی ساتھی تھی۔

وہ ابھی چند قدم ہی چلا ہو گا۔ کہ اسے ایک راستہ نظر آیا۔ جو نیچے میدان کی طرف جا رہا تھا۔ اگرچہ وہ بھی کچھ کم دشوار گزار نہ تھا۔ لیکن اس پر جانے کے سوا اور کوئی چارہ کار نہ تھا۔ اچانک اسے چند آوازیں سنائی دیں۔ وہ پیچھے مڑا۔

" اس راستے سے اوپر جانا پاگل پن ہے۔" یہ ہودل کی آواز تھی۔ اور بومین اپنے تجربے کی بنا پر اس سے اتفاق کئے بغیر نہ رہ سکا۔

" یہ تم کہتے ہو ہودل۔ تمہیں تو کوہ پیمائی کے بڑے دعوے تھے۔" فرینک بولا " اگر وہ مردود اس راستے سے گیا ہے تو ہم بھی جا سکتے ہیں۔ اور تمہیں یہ معلوم ہی ہے کہ اگر ہم نے اس کا قصہ پاک نہ کیا۔ تو بنا بنایا کھیل بگڑ جائے گا۔"

کوسک کی خواہش واپس جانے کی معلوم ہوتی تھی۔ اسی لئے اس نے کہا۔ " مجھے یہ مار دھاڑ پسند نہیں۔"

" اب تم واپس نہیں جا سکتے۔ اباجان کا حکم ہے کہ ہم اس کی لاش لئے بغیر واپس نہ جائیں۔"

بادل نخواستہ ہودل اس راستہ پر آہستہ آہستہ اوپر چڑھنے لگا۔ اسے کوہ پیمائی کا کافی تجربہ تھا۔ اسی لئے اس کی رفتار بومین کے مقابلہ میں کافی تیز تھی۔ بومین نے قریب ہی

پڑا ہوا ایک بڑا پتھر اٹھا کر ہاتھوں میں تولا۔ اس پتھر کا وزن میں سیر سے کم نہ تھا۔ وہ انتظار کرتا رہا حتیٰ کہ ہودل عین اس کے نیچے آ گیا۔ ہودل نے ایک مرتبہ پہلے بھی اسے جان سے مارنے کی کوشش کی تھی۔ اس وقت بھی اس کے ارادے خطرناک معلوم ہوتے تھے۔ مرتا کیا نہ کرتا۔ اس نے وہ پتھر اس کے اوپر سے مارا۔ پتھر بغیر کسی آواز کے ہودل پر گرا۔ ہودل کے منہ سے چیخ نکلی پتھر اور ہودل نیچے گہری وادی میں جا گرے یہ سب کچھ پلک جھپکنے میں ہو گیا۔ بوبن نے نیچے جھانک کر فرینک اور کڈسک کو دیکھا۔ تھوڑی دیر کے لئے تو اس کا سانس رک گیا فرینک نے پستول نکال لیا تھا۔ اور وہ فائر کرنے ہی والا تھا۔ بوبن پیچھے ہٹا۔ اسی لمحہ گولی سنناتی ہوئی اس کے پاس سے گذر گئی۔ ساتھ ہی فائر کی آواز پہاڑیوں میں گونجنے لگی۔ وہ بجلی کی سی پھرتی کے ساتھ پیچھے ہٹ گیا۔

پستول نے اس کے لئے ایک نئی اور زیادہ خطرناک صورت حال پیدا کر دی تھی وہ ہر ممکن خاموشی اور احتیاط سے اس کا پیچھا کر رہے تھے۔ لیکن اب وہ ہر قیمت پر اس کی جان لے کر رہیں گے۔ بوبن تیزی سے بھاگ پڑا۔ کیونکہ اسے یقین تھا۔ کہ وہ دونوں اس غار میں بیٹھ کر اس کا انتظار نہیں کریں گے۔ بلکہ دوسرے راستے سے اس تک پہنچنے کی کوشش کریں گے۔

وہ ڈھلوان پر بھاگتا ہوا نیچے اترا۔ توازن برقرار رکھنے کی ہر ممکن کوشش کے باوجود وہ آدھے راستے پر ہی لڑھک گیا۔ اس نے سنبھلنے کی بہت کوشش کی۔ لیکن سب بیکار تھا۔ آخر لڑھکتا ہوا وہ ایک جگہ پتھروں کے ڈھیر سے جا ٹکرایا اس ٹکر کا سارا زور اس کے دائیں گھٹنے پر پڑا۔ اسے ایسا محسوس ہوا۔ جیسے اس کے گھٹنے کی چپٹی ہڈی ٹوٹ گئی ہو۔ اس نے ٹانگ ہلانے کی کوشش کی۔ مگر ناکام رہا۔ لیکن کئی مرتبہ کی کوشش کے بعد وہ بڑی مشکل

سے اٹھ کھڑا ہو گیا۔ صدمے کی وجہ سے گھٹنا عارضی طور پر ناکارہ ہو گیا تھا۔ اب اس میں درد کی ٹیسیں اٹھ رہی تھیں۔ ابھی چوٹ تازہ تھی۔ اس لئے کچھ زیادہ تکلیف نہ تھی۔ لیکن اسے معلوم تھا۔ کہ بعد میں اس کی کیا حالت ہو گی۔ بہرحال وہ لڑکھڑا کر چلنے لگا۔ اگرچہ اس کا دایاں گھٹنا اپنی مرضی کا مالک تھا اور ہر دوسرے قدم پر جواب دے جاتا تھا۔

اچانک اس کے سامنے کے پتھر سے گولی ٹکرائی اور ساتھ ہی فائر کی آواز سنائی دی وہ اس کے قریب آ پہنچے تھے۔ بوبین نے بھی چھپنے کی کوشش نہ کی۔ کیونکہ فرینک نے اسے دیکھ لیا تھا۔ اور اب چھپنے کا مطلب اپنی موت کو دعوت دینا تھا۔ چنانچہ اس نے اپنی باقیماندہ قوت کو جمع کیا اور نیچے کی طرف کھسکنے لگا۔ کئی گولیاں اس کے بالکل نزدیک پتھروں سے ٹکرائیں مگر وہ کھسکتا ہی چلا گیا۔ گولیوں کے درمیان بھاگتے ہوئے قدموں کی آوازیں آتی رہیں۔ وہ نزدیک پہنچتے جا رہے تھے۔ بوبین نے مڑے بغیر اپنا سفر جاری رکھا۔

اب پتھریلا سفر ختم ہو چکا تھا۔ اور ہموار زمین شروع ہو چکی تھی۔ وہ کھڑے ہو کر بھاگنے لگا۔ فائرنگ بند ہو چکی تھی شاید پستول میں گولیاں ختم ہو گئی تھیں اور فرینک کے پاس پستول دوبارہ بھرنے کا وقت نہ تھا۔ بوبین کا رخ گاؤں کی طرف تھا گھٹنے کے درد میں لمحہ بہ لمحہ اضافہ ہوتا جا رہا تھا۔ لیکن حیرت کی بات یہ تھی۔ کہ وہ اب تک اس کا ساتھ دے رہا تھا۔

گاؤں کے قریب ایک موڑ پر وہ رک گیا۔ پیچھا کرنے والے اب بھی اس کا تعاقب کر رہے تھے۔ یہ ایک دوراہا تھا۔ اسے کس راستہ پر جانا چاہیئے۔ اس نے سوچا وہ غالباً یہیں سوچیں گے۔ کہ وہ گاؤں کی طرف گیا ہے کیونکہ وہی محفوظ اور آسان راستہ تھا۔ دوسرا راستہ ایک میدان میں جا کر ختم ہوتا تھا۔ وہ اسی راستے پر چل پڑا بھوڑی دور جا کر راستہ

کے بالکل درمیان ایک پرانی صلیب گڑی ہوئی تھی۔ جسکے ایک جانب ایک پرانا چرچ تھا۔ چرچ کا بیرونی احاطہ ایک نیچی دیوار تھی۔ دیوار اور چرچ کے درمیان چٹانیں تھیں جن میں چھوٹے بڑے بے شمار سوراخ نظر آرہے تھے۔ وہ بھاگ کر دیوار کی طرف گیا۔ اور دوسری طرف جھانک کر دیکھا اسے ایک گہرا کھڈ نظر آیا۔

فرینک لومین کی توقع کے خلاف کچھ زیادہ ہی ہوشیار ثابت ہوا۔ وہ ابھی دیوار پر سے جھانک ہی رہا تھا۔ کہ اسے اپنے پیچھے قدموں کی چاپ سنائی دی۔ لومین دبے پاؤں چٹان کی اوٹ میں جا کھڑا ہوا

آنے والا کوسک تھا۔ اس کے ہاتھ میں کھلا ہوا چاقو تھا۔ لومین انتظار کرتا رہا۔ حتیٰ کہ وہ اس کے بالکل قریب آگیا۔ وہ اچانک اپنی کمین گاہ سے نکلا۔ اور آنے والے پر ٹوٹ پڑا۔ یہ اس کی خوش قسمتی تھی۔ کہ چاقو والے ہاتھ کی کلائی اس کے ہاتھ میں آگئی چاقو حاصل کرنے کی کوشش میں دونوں زمین پر گر پڑے لومین نے کوسک کی کلائی کو موڑنا چاہا لیکن ایسا معلوم ہوتا تھا۔ جیسے کہ وہ کلائی فولاد کی بنی ہوئی ہو۔ پھر اس کی گرفت کمزور پڑنے لگی۔ وہ فوراً الگ ہوگیا۔ اور قلا بازیاں کھاتا ہوا چند قدم کے فاصلے پر اٹھ کھڑا ہوا۔ کوسک بھی اٹھ کر کھڑا ہوگیا۔

ایک لمحہ کے لئے دونوں بے حس و حرکت کھڑے ہوئے ایک دوسرے کو گھورتے رہے پھر لومین آہستہ آہستہ پیچھے ہٹنے لگا۔ اور دیوار کے ساتھ لگ کر کھڑا ہوگیا۔ اب اس کے لئے نہ جائے رفتن تھی نہ پائے ماندن۔

کوسک آگے بڑھا۔ اس کے چہرے پر خوفناک مسکراہٹ کھیل رہی تھی۔ لومین اسے دھوکہ دینے کے لئے آگے بڑھا۔ پھر تیزی سے دائیں طرف گیا۔ لیکن کوسک ان چالوں کو

سمجھتا تھا۔ وہ بھی پھرتی سے ادھر مڑا۔ اور اس کا چاقو والا ہاتھ تیزی سے لوبین کی طرف لپکا لیکن لوبین چالاکی سے اپنے بائیں گھٹنے کے بل زمین پر بیٹھ گیا۔ چاقو اس کے بالوں کو چھوتا ہو [illegible] گیا۔ اس نے موقع غنیمت جانا اور پوری طاقت سے اپنا کاندھا اس کی ٹانگوں سے ٹکرا دیا۔ کوسک اپنے ہی زور میں ہوا میں اچھلا۔ اور اس کے سر پر سے تیرتا ہوا دوسری طرف تاریکی میں چلا گیا۔ لوبین نے جھانک کر نیچے دیکھا۔ کوسک لڑھکتا ہوا کھڈ کی گہرائیوں میں ڈوبتا جا رہا تھا۔ پھر ایک چیخ کی آواز سنائی دی۔ اس کے بعد خاموشی چھا گئی۔

ناول ملکیت وسیکننگ: ساگر زمان

۳

دنیا میں بہت کم عورتیں ایسی ہوں گی۔ جو اس حالت میں بھی اتنی خوبصورت نظر آئیں۔ سیمیں بھی انہیں عورتوں میں سے ایک تھی۔ اس کی گردن چادر میں ڈھکی ہوئی تھی۔ زلفیں بکھری ہوئی تھیں۔ اور آنکھیں نیند کے نشے سے مخمور ہو رہی تھیں۔ اس نے پلکیں جھپکائیں۔ اور سوالیہ نظروں سے لوبین کو دیکھا۔ لوبین کا حلیہ بگڑا ہوا تھا۔ سوٹ کیچڑ میں لتھڑا ہوا تھا۔ کوٹ پھٹ کر چیتھڑے بن گیا تھا۔

وہ کہنے لگی۔ "میرا خیال تھا۔ کہ تم اب تک دوسرے علاقے میں پہنچ چکے ہو گے"

"ہاں جی میں دوسری دنیا سے واپس آ رہا ہوں۔" اس نے روشنی کے بٹن سے ہاتھ ہٹایا

"اور صرف تمہارے لئے۔"

"میرے لئے؟ کیا مطلب؟"

"مطلب یہ کہ تمہاری زندگی خطرے میں ہے۔ جلدی سے کپڑے بدل لو۔"

"لیکن . . . ."

"لیکن ویکن کچھ نہیں۔ تم سے جیسا کہا ہے ویسا کرو۔ کپڑے بدل کر فوراً باندھ لو۔"

اس نے آہستہ سے اپنے ہونٹ کاٹے اور پھر یوں سر ہلایا۔ جیسے وہ سب کچھ سمجھ گئی ہو وہ سوچ رہا تھا۔ کہ فریک کو اتنی دیر کیوں ہو گئی ہے۔ شاید وہ ایک ہاتھ میں پستول دوسرے میں چاقو لئے اب تک کھنڈرات میں بھٹک رہا ہو گا۔

"میں تیار ہوں۔" یہ سیسل کی آواز تھی۔

وہ مڑا اور یہ دیکھ کر حیران ہوا۔ کہ وہ بالکل تیار کھڑی تھی۔ حتیٰ کہ اس نے کنگھی چوٹی بھی کر لی تھی۔ قریب ہی میز پر سوٹ کیس پڑا ہوا تھا۔ وہ ہچکچائی۔ "دیکھو میں اس طرح اکیلی کس طرح جا سکتی ہوں. . . . لیلا کو. . . ."

"اسے ایک پرچہ چھوڑ جاؤ۔ کہ تم اسے سینٹ میری میں ملو گی۔ اچھا اب جلدی کرو میں اپنا سامان لے کر ایک منٹ میں آتا ہوں۔"

وہ تیزی سے اپنے کمرے میں آ گیا۔ ادھر ادھر نظریں دوڑا کر کچھ کپڑے سوٹ کیس میں ٹھونسے اور فوراً واپس آ گیا۔ سیسل ابھی لیلا کو خط لکھ رہی تھی۔

"صرف سینٹ میری ہی لکھنا کافی ہے۔" لیوین تیزی سے بولا۔ "اپنی رام کہانی کسی اور وقت کے لئے اٹھا رکھو۔"

اس نے نظریں اٹھا کر لیوین کو دیکھا۔ اور کوئی نوٹس لئے بغیر اپنے کام میں لگ گئی

بیس سیکنڈ اور گزر گئے۔ پھر اس نے اپنے دستخط کئے۔ لومین کے خیال میں ان ہنگامی حالات کو دیکھتے ہوئے یہ ایک فضول چیز تھی۔

اس نے دونوں سوٹ کیس اٹھائے اور روانہ ہو گئے۔ لیلا کے کمرے کے پاس پہنچ کر اس نے پرچہ کواڑ کے نیچے کھسکا دیا۔ پھر وہ ہوٹل سے باہر نکل آئے۔ سیسل خاموشی سے اس کے پیچھے چل رہی تھی۔ ابھی وہ دل ہی دل میں اپنی جان بچنے اور سیسل کو بچا لانے پر خوش ہی ہو رہا تھا۔ کہ سیسل نے اس کا بایاں بازو پکڑ کر روک لیا۔

"کیا ہم یہاں محفوظ ہیں۔" سیسل نے پوچھا۔

"ہاں۔ فی الحال تو ہم محفوظ ہیں۔"

"ذرا سوٹ کیس نیچے رکھ دو۔"

"اب تک تو میں تمہارا ہر حکم بلا چوں و چرا مانے چلے جا رہی ہوں۔" وہ تیز آواز میں بولی۔ "لیکن اب میری برداشت سے باہر ہے۔ آخر سب ہو کیا رہا ہے۔ ابھی ...."

"تم مصیبت میں پھنس گئی ہو۔" لومین نے کہا۔ "اور یہ سب میری وجہ سے ہوا ہے اس لئے اب یہ میرا فرض ہے کہ تمہیں اس مصیبت سے نجات دلاؤں۔"

"کیا کہا میں مصیبت میں پھنس گئی ہوں؟

"ہاں۔ ہم دونوں ہی مصیبت میں پھنس چکے ہیں۔ تین خانہ بدوش ہم دونوں کے خون کے پیاسے بنے ہوئے ہیں۔ ان میں سے ایک تو مارا گیا۔ دوسرے کو میں عجیب شے کر آ رہا ہوں۔ تیسرا خانہ بدوشوں کے سردار کا بیٹا فریک اب بھی میری تلاش میں ہوگا۔ جب اسے نہیں ملوں گا۔ تو وہ جا کر اپنے باپ کو اطلاع کر دے گا۔ اور پھر وہ لوگ ہم دونوں کے کمرے پر ہلہ بول دیں گے۔"

"لیکن میری خطا؟ میرا قصور؟" سہیل نے سوال کیا۔

"تمہاری خطا یہی ہے کہ تم میرے ساتھ گھومتی پھرتی دیکھی گئی ہو اور تمہارا قصور یہ ہے۔ کہ تم نے مجھے اپنے کمرے میں پناہ دی۔"

"لیکن اس طرح بھاگ کھڑے ہونا کچھ عجیب سا لگتا ہے۔" وہ سر ہلاتے ہوئے بولی "مجھے تو ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ تمہارا دماغ چل گیا ہے۔"

"شاید ایسا ہی ہو۔"

"تمہیں چاہیئے تھا۔ کہ فون کر دیتے۔"

"کس کو فون کر دیتا۔؟"

"پولیس کو اور کس کو۔" تم نے حماقت کی۔ کہ ان کو اپنے پیچھے لگا لیا اور اب بھاگتے پھر رہے ہو۔"

"میں نے کوئی حماقت نہیں کی۔ اگر میں پولیس کو اطلاع دیتا۔ تو قتل کے الزام میں گرفتار کر لیا جاتا۔"

وہ حیرت زدہ نظروں سے اسے گھور رہی تھی۔

"ان وحشی خانہ بدوشوں سے پیچھا چھڑانا اتنا آسان نہ تھا۔" وہ یونہی بولتا چلا گیا۔ "آج رات دو خوفناک حادثے ہوئے۔ اور دو انسانی جانیں ضائع ہوئیں۔"

"یہ بھی تمہاری من گھڑت کہانی کا ایک حصہ ہے۔"

"تمہیں میری بات کا یقین نہیں آتا" وہ اس کا ہاتھ پکڑتے ہوئے بولا۔ "آؤ میں تمہیں ان کی لاشیں دکھاؤں۔ تب تو تمہیں میری بات کا یقین آئے گا۔"

پھر اچانک اسے احساس ہوا جیسے کہ اب اسے کسی بات کو ثابت کرنے کی ضرورت

نہیں رہی۔ کیونکہ سیسل کا چہرہ اس کے الفاظ سن کر زرد پڑ چکا تھا۔ وہ اس کے قریب آ کر بولی۔" تم کہاں جانا چاہتے ہو۔ ؟
فرانس؟ یا انگلینڈ؟"
وہ ایک لمحہ رک کر بولا۔" سینٹ میری۔"
" کیا کہا سینٹ میری؟ کیوں؟"
" اس لئے کہ سب خانہ بدوش وہاں جا رہے ہیں۔"
" کیا اپنی موت کی تلاش ہے۔؟"
" نہیں مجھے زندگی کی تلاش ہے۔ زندگی کا کوئی نہ کوئی مقصد ہوتا ہے۔" وہ بولتا رہا
" زندگی کا بھی ایک مقصد ہے۔ خانہ بدوشوں کا ایک نوجوان لڑکا گم ہو گیا ہے! اس کی ماں اور تین لڑکیاں سخت خوف زدہ ہیں۔ تین خانہ بدوش میری جان کے لاگو ہو رہے ہیں۔ میں ان سب کی وجوہات معلوم کرنا چاہتا ہوں۔ اور یہی میری زندگی کا مقصد ہے اسی لئے میں زندہ ... چاہتا ہوں۔ وہ لوگ تمہاری جان کے دشمن بھی بنے ہوئے ہیں۔ کیا تم اس کی وجہ معلوم کرنا نہیں چاہو گی۔"؟
سیسل نے اثبات میں سر ہلا دیا۔
" تمہاری کار کہاں ہے!" لوپین نے پوچھا۔
" کار پارک کے آخری کونے میں۔"
" لاؤ اس کی چابیاں مجھے دے دو۔"
" تمہارا کیا خیال ہے؟ کیا میں اپنی کار خود ڈرائیو ..."
" ضرور کر سکتی ہو۔ لیکن اگر کسی نے تمہیں روکنے کی کوشش کی۔ تو تم اسے روند نہیں

سکو گی۔"

"لیکن وہ لوگ تو سو رہے ہیں۔"

"تمہارا خیال غلط ہے ڈارلنگ۔ وہ اس وقت میری موت کی خوش خبری سننے کے لئے بے تاب ہوں گے"

سیل نے پرس میں سے چابیاں نکال کر اس کے ہاتھ میں تھما دیں جب وہ جانے لگا۔ تو وہ بھی اس کے پیچھے چل دی۔

"تم یہیں ٹھہرو۔" وہ سر ہلا کر بولا۔

دو منٹ کے بعد وہ صحن کے گیٹ پر اندھیرے میں کھڑا تھا۔ اس کے سامنے تین ویگن تھے۔ زرڈا اپنے ویگن کے سامنے بیٹھا دو آدمیوں کے ساتھ شراب پی رہا تھا۔ ان کی باتوں سے بومین کو پتہ چلا کہ ان میں سے ایک کا نام میکا تھا۔ اور دوسرے کا مین بومین اور ان لوگوں کے درمیان میں ایک جیپ کھڑی تھی۔ "ضرورت پڑنے پر یہ جیپ میرا تعاقب کرنے کے لئے استعمال کی جائے گی" بومین نے سوچا۔ اس سلسلے میں مجھے کچھ نہ کچھ کرنا چاہیئے۔"

وہ جیپ کی آڑ میں جھک کر آگے بڑھنے لگا۔ اور اگلے پہیے کے پاس پہنچ کر زمین پر بیٹھ گیا۔ اور پہیے سے ہوا نکالنے لگا۔ ہوا رکنے کی آواز کو دبانے کے لئے اس نے رومال استعمال کیا۔ آہستہ آہستہ ہوا نکلتی رہی بالآخر پہیے کا رم زمین سے جا لگا

"مجھے تو کچھ دال میں کالا معلوم ہوتا ہے۔" زرڈا کی آواز سنائی دی۔

"وہ تینوں کوئی بچے نہیں ہیں۔" یہ میکا کی آواز تھی۔ "کیا پتہ انہیں بومین کا کافی دور تک پیچھا کرنا پڑا ہو۔"

"نہیں۔" زرڈا کھڑا ہو گیا۔ "انہیں گئے ہوئے بہت دیر ہو گئی ہے۔ ہمیں ان کے پیچھے جانا چاہیئے۔"

وہ دونوں بھی ہچکچاتے ہوئے اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔ اچانک دور سے بھاگتے ہوئے قدموں کی چاپ سنائی دی۔ فرینک گرتا پڑتا بھاگتا چلا آرہا تھا۔

"ابا! ابا! وہ مر گئے۔" اس کی آواز بھرائی ہوئی تھی۔ "ہودل اور کسک دونوں مر گئے۔"

"یہ تم کیا بک رہے ہو؟"

"میں صحیح کہہ رہا ہوں۔ میں نے کوسک کی لاش دیکھی ہے اس کے جسم کی ہر ہڈی چکنا چور ہو گئی ہے شاید یہی حال ہودل کا ہوا ہے۔ ابا جان وہ دونوں مر گئے ہیں دونوں۔"

زرڈا نے اسے کندھوں سے پکڑ کر زور سے ہلایا اور چیخ کر بولا۔ "انہیں کس نے ہلاک کیا ہے؟"

"یوہین نے۔"

"اس نے! اور وہ خود کہاں ہے؟"

"وہ بچ نکلا ہے۔"

"تم گدھے! اگر وہ بچ نکلا تو ہم سب مارے جائیں گے۔ جلدی سے اس کے کمرے میں چلو۔"

"اور اس لڑکی کا کیا کیا جائے؟"

"کون؟ کیا وہ سیاہ بالوں والی؟"

مال۔ اسی نے اسے پناہ دی تھی۔"

"کے کمرے کی تلاشی بھی لیں گے۔"

وہ چاروں ہوٹل کی طرف دوڑ پڑے۔ لوبین جیپ کے پیچھے سے نکلا اور بڑے اطمینان سے جیپ کے دوسرے پہیئے کی ہوا بھی خارج کردی۔ اب اس کی آواز دبانے کی ضرورت نہ تھی۔ پھر وہ اٹھ کھڑا ہوا اور تیز قدم چلتا ہوا کار پارک کی طرف بڑھنے لگا۔

اندھیرے میں اسے سیسل کی کار تلاش کرنے میں بڑی دقت پیش آرہی تھی۔ اسی اثنا میں اسے تیز تیز باتوں کی آوازیں سنائی دیں۔ اس نے جھانک کر دیکھا۔ زرڈا کی ویگن کے قریب وہ چاروں کھڑے آپس میں بحث کررہے تھے۔ شاید انہیں پتہ چل چکا تھا۔ کہ وہ اور سیسل غائب ہیں۔ اب ان کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا۔ کہ کیا کریں۔

اچانک اس کی نظر ہوٹل کی بالکنی کی طرف گئی۔ وہاں فرینڈ ڈک دھاری دار پاجامہ پہنے کھڑا تھا۔ ان کی توجہ ان خانہ بدوشوں کی طرف تھی۔ وہ ایک ہاتھ میں سیب تھامے مزے سے اسے کھانے میں مصروف تھا۔

کار پارک کرنے کی عقبی جگہ کو اس نے چھان مارا۔ لیکن سیسل کی کار وہاں نہیں تھی۔ اگلے حصہ میں پہنچا تو کار مل گئی۔ وہ کار میں داخل ہوگیا۔ اور آہستہ سے دروازہ بند کردیا چابی لگائی۔ کار کو پہلے گیئر میں ڈالا اور پھر اسے سٹارٹ کرکے تیزی سے باہر نکلا۔ ایک دم چاروں خانہ بدوش زرڈا کی گاڑی کے پاس سے ہٹ کر اس کے راستہ میں آ کھڑے ہوئے ان میں سے صرف فرینک کے ہاتھ میں پستول تھا۔ اور اس کا رخ لوبین کی طرف تھا۔ اب لوبین کے لئے اس کے سوا کوئی چارہ نہ تھا۔ کہ وہ گاڑی کو فرینک کی طرف موڑ دے چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا۔ فرینک نے تیزی سے ایک طرف ہٹنے کی کوشش کی لیکن گاڑی کی سائیڈ

اس کی ٹانگ پر لگی۔ اور وہ ہوا میں اچھل گیا۔ زرڈا اور اس کے دو دوسرے ساتھی
طرف ہٹ گئے۔ بومین نے گاڑی صحن سے باہر نکال لی۔ سسیل کے قریب لا کر اس نے
زور سے بریک لگائی اور جلدی سے کار سے باہر نکل آیا۔

"جلدی کرو۔" وہ غصہ میں سوٹ کیس اس کی طرف پھینکتے ہوئے بولی۔" وہ
آرہے ہیں۔"

"مجھے معلوم ہے۔" وہ اطمینان سے کہنے لگا۔" لیکن میرا خیال ہے کہ ہمارے پاس
کافی وقت ہے۔" انہیں جیپ کے آنے کی آواز سنائی دی۔ پھر وہ موڑ پر نظر آئی۔
شرابی کی طرح جھومتی جھالتی آرہی تھی۔ زرڈا پاگلوں کی طرح اسٹیرنگ وہیل گھما
رہا تھا۔ لیکن اگلے دونوں پہیوں میں ہوا نہ ہونے کی وجہ سے جیپ اس کے قابو سے باہر
ہو رہی تھی۔ آخر وہ بے قابو ہو کر ایک دھماکے کے ساتھ سڑک پر ایک چھوٹے سے
گڑھے میں جا پھنسی۔

"چ۔ چ۔ چچ۔" بومین نے سسیل سے کہا۔" کیسا اناڑی ڈرائیور ہے اسے تو جیپ
چلانا بھی نہیں آتی۔"

بومین نے دیکھا کہ جیپ کو گڑھے سے باہر نکالنے کی کوشش میں زرڈا نے اسے الٹ
دیا تھا۔ اب وہ ایک پہلو پر الٹی پڑی تھی۔ اس کے پہیے ہوا میں معلق گھوم رہے تھے۔
خانہ بدوش جنہوں نے ٹکر سے پہلے چھلانگ لگائی تھی۔ کراہتے ہوئے اٹھ کر کھڑے ہو رہے
تھے۔ فرینک کو ان میں نہ پا کر بومین زیر لب مسکرایا۔ اب سسیل بھی اس کے پہلو میں کھڑی تھی۔

"تو یہ تمہاری کارستانی ہے۔"

"میں نے تو صرف ٹائروں کی ہوا نکالی تھی۔"

"لیکن..... لیکن اگر وہ مرجاتے۔ جیپ ان پر سے گزر جاتی تو...."

"خدا کے کاموں میں کوئی دخل نہیں دے سکتا" بومین نے منہ بنا کر کہا سیسل اسے غصہ سے گھور رہی تھی۔

"بے وقوفی کی باتیں مت کرو سیسل۔ اگر میں ایسا نہ کرتا تو وہ مردود مجھے مار ڈالتے اگر تمہیں ان سے ایسی ہی ہمدردی ہے تو جاکر ان کی خیر خیریت معلوم کر لو۔"

وہ کچھ کہے بغیر مڑی اور کار میں جا بیٹھی اور اس کے بعد وہ بھی کار میں داخل ہو گیا کچھ دیر تک کار درمیانی رفتار سے چلتی رہی اور اندر خاموشی چھائی رہی۔ پھر اس نے کار روک لی۔

"یہاں گاڑی روکنے کا کیا مطلب ہے!"

اس نے انجن بند کیا اور سیٹ سے ٹیک لگا کر اطمینان سے بیٹھتے ہوئے بولا "میری مرضی۔"

"لیکن یہاں تو ہم بڑی آسانی سے پکڑے جائیں گے۔" وہ جھنجھلا کر بولی۔

"بس وہ آنے والے ہی ہوں گے۔

"نہیں وہ اس صدمے سے اتنی جلدی نہیں سنبھل سکتے پھر ان کے خیال میں ہم اس وقت تک کافی دور نکل چکے ہوں گے۔"

ان کے سامنے بڑے غاروں کے دہانے منہ کھولے کھڑے تھے۔ عجیب ہشت ناک، منظر تھا۔ کوئی بھی باہوش انسان سورج ڈوبنے کے بعد ان غاروں میں داخل ہونے کی جرأت نہیں کر سکتا۔ لیکن بومین کے خیال میں ان کا جائزہ لینا ضروری تھا۔

اس نے اپنے سوٹ کیس سے ایک ٹارچ نکالی۔ اور سیسل سے بولا "تم یہیں ٹھہرو"

"نہیں مجھے ڈر لگتا ہے۔ تم مجھے یہاں اکیلا چھوڑ کر مت جاؤ۔"

"غاروں میں تو اس سے بھی زیادہ بھیانک ماحول ہوگا۔"

"تم ساتھ ہو تو مجھے کوئی پرواہ نہیں۔"

"جیسی تمہاری مرضی۔"

وہ دونوں بائیں طرف سب سے بڑے غار میں داخل ہو گئے۔ اس غار کا دہانہ تین منزلہ عمارت سے بھی اونچا تھا۔ بومین نے ٹارچ کی روشنی میں اس کی دیواروں کا جائزہ لیا اور پھر دائیں طرف ایک اور بڑے غار میں داخل ہو گیا۔ سیسیل اس کے پیچھے تھی۔

"عجیب ہیبت ناک جگہ ہے۔" سیسیل نے سرگوشیوں میں کہا۔ پھر کچھ دیر کے بعد بولی۔ "کیا میں تمہارا ہاتھ پکڑ سکتی ہوں؟"

"ہاں مجھے بھی سہارے کی ضرورت ہے۔"

"یہ بات نہیں۔ مجھے ڈر نہیں لگ رہا ہے۔ یہ سب تمہاری ٹارچ کی روشنی کی وجہ سے ہو رہا ہے جو تم دیواروں پر ڈال رہے ہو۔ اس کی وجہ سے میری آنکھوں میں چکا چوند ہو جاتی ہے۔ اور میں لڑکھڑا جاتی ہوں۔"

"اچھا۔"

دونوں ہاتھوں میں ہاتھ ڈالے چلنے لگے اب سیسیل کا لڑکھڑانا بند ہو چکا تھا۔

وہ ایک غار میں گھسے تو چند قدم چلنے کے بعد یکدم بومین رک گیا۔

"کیوں رک گئے؟" سیسیل نے سرگوشی کی۔

"معلوم نہیں کیا بات ہے؟" وہ رکا اور پھر کہنے لگا۔ "شاید۔ اسی جگہ۔" پہلی دفعہ اس کا جسم کانپ اٹھا۔

"تو..... تو..... تم بھی؟"

"ہاں میں بھی خوف زدہ ہوں۔ یہی وجہ ہے اگر تم میرے جیسے حالات اور واقعات سے گزرتیں تو تمہیں بھی اس کی بو محسوس ہوتی۔" بوبین نے کہا۔ اور ٹارچ بجھادی۔

"تمہارا مطلب موت کی بو سے ہے۔؟" سیسل کی آواز کانپ رہی تھی، .....

..... "لیکن کوئی زندہ انسان اسے نہیں سونگھ سکتا۔"

"لیکن میں سونگھ سکتا ہوں۔" بوبین نے کہا۔ اور ٹارچ بجھادی۔

"ٹارچ جلاؤ۔ جلاؤ نا۔" وہ ہسٹریائی انداز میں چیخی۔ "خدا کے لئے اندھیرا مت کرو۔"

اس نے سیسل کو اپنے بازوؤں میں سمیٹ لیا۔ دونوں ہی کانپ رہے تھے۔

"تم نے اس غار میں کوئی نئی بات محسوس کی؟" بوبین نے پوچھا۔

"ہاں۔ اس میں کہیں سے روشنی آرہی ہے۔" سیسل کی آواز اتنی دھیمی تھی۔ کہ بمشکل سنائی دیتی تھی۔

وہ آہستہ آہستہ آگے بڑھنے لگے حتیٰ کہ پتھروں کے ایک بڑے اونچے ڈھیر کے قریب جا پہنچے یہ ڈھیر بہت اونچا چلا گیا تھا۔ اور اس کے اوپر تاروں بھرا آسمان تھا۔ ان کے عین سامنے نیچے سے اوپر تک ایک نیا راستہ بنا ہوا تھا۔ جیسے کہ اس پر کوئی لڑھکا ہو۔ اس کے بالکل نیچے چونے کے پتھروں کا ایک تازہ ڈھیر تھا۔ جو تقریباً آٹھ فٹ لمبا اور تین فٹ چوڑا تھا۔

"دیکھا تازہ اور پرانے ڈھیروں کا فرق؟" بوبین فخریہ انداز میں بولا۔ "اب تم ذرا پیچھے ہٹ جاؤ۔"

"نہیں۔ میں بالکل ٹھیک ہوں۔ مجھے کچھ نہیں ہوگا۔"

بومین نے پتھر ہٹانے شروع کر دیئے۔ ان ظالموں نے الیگزنڈر کو پوری طرح ڈھکنے کی زحمت بھی گوارا نہ کی تھی۔ چند پتھر ہٹانے کے بعد ہی ایک پھٹی ہوئی سفید قمیض کا کچھ حصہ نظر آنے لگا۔ قمیض خون میں لتھڑی ہوئی تھی۔ لاش کے گلے میں زنجیر سے ایک صلیب لٹک رہی تھی۔ اس نے زنجیر کھولی۔ اور صلیب اتار کر اپنی جیب میں ڈال لی۔

وہ واپس اسی مقام پر لوٹ آئے جہاں سے سیل کار میں سوار ہوئی تھی۔ بومین نے کار روکی اور بولا۔ "اس دفعہ تم یہیں ٹھہرو گی۔"

جیپ اسی جگہ الٹی پڑی تھی۔ جہاں انہوں نے اسے چھوڑا تھا۔ اب اسے گڑھے سے نکالنے کے لئے کرین کی ضرورت تھی۔

ہوٹل کے صحن میں خاموشی چھائی ہوئی تھی۔ اور کوئی ذی روح نظر نہ آتا تھا۔ لیکن بومین زرڈا کو مزید موقعہ دینا نہیں چاہتا تھا۔ اسی لئے وہ بڑی احتیاط سے آگے بڑھ رہا تھا سامنے خانہ بدوشوں کی ویگنیں کھڑی تھیں۔ صرف زرڈا کے ویگن میں روشنی ہو رہی تھی۔ اچانک ٹن کی آواز کے ساتھ دھات کی کوئی چیز اس کے جوتوں سے ٹکرائی وہ چونک پڑا جھکا اور ٹٹول کر اسے اٹھا لیا۔ یہ فرینک کا پستول تھا۔ اگرچہ اسے امید تھی۔ کہ اب عرصہ تک فرینک پستول کو استعمال کرنے کے قابل نہ ہو سکے گا۔ لیکن پھر بھی اس نے پستول اس کے مالک کو واپس کرنے کا ارادہ کر لیا۔ پستول جیب میں ڈال کر آگے بڑھا: ویگن کے دروازے کے پاس پہنچ کر اس نے اندر جھانکا۔ زرڈا کے بائیں بازو پر پٹی بندھی ہوئی تھی۔ تھوڑی چھلی ہوئی تھی۔ اور ماتھے پر ایک بڑا سا پھایا لگا ہوا تھا۔ پھر بھی اس کی حالت اپنے بیٹے سے بہتر تھی۔ فرینک نیم بے ہوشی کے عالم میں لیٹا ہوا کراہ رہا تھا۔ زرڈا اس کے سر پہ

بندھی ہوئی خون آلود پٹی اتار رہا تھا۔ بومین نے دیکھا کہ فرینک کے ماتھے پر گہرا زخم تھا۔ اس کا چہرہ بھی خاصا مسخ ہو چکا تھا۔ اس کے کراہنے کے کربناک انداز سے محسوس ہوتا تھا کہ اسے کئی جگہ چوٹیں لگی تھیں۔

فرینک بڑی مشکل سے اٹھ کر بیٹھا تاکہ نئی پٹی باندھی جاسکے۔ پھر اپنا چہرہ دونوں ہاتھوں میں چھپا کر چیخنے لگا۔ "او میرے خدا! میرا سر اڑا۔ میں مرا۔"

"ہمت سے کام لو۔ تم جلدی سے ٹھیک ہو جاؤ گے۔" زرڈا نے اسے تسلی دیتے ہوئے کہا۔ "بس معمولی سا زخم ہے۔"

"لیکن یہ سب ہوا کیسے؟"

"کیا تمہیں یاد نہیں کہ بومین نے تمہیں کار سے کچلنے کی کوشش کی تھی۔"

فرینک نے بومین کو کوستے ہوئے کہا "لیکن اب وہ کہاں ہے؟"

"وہ بچ نکلنے میں کامیاب ہو گیا۔ اس نے ہماری جیپ بھی تباہ کر دی۔ دیکھو میں بھی زخمی ہوا ہوں۔"

کچھ دیر کے بعد فرینک چونک کر بولا۔ "میرا پستول۔ ارے میرا پستول کہاں ہے؟"

"وہ میرے پاس ہے۔" بومین نے ویگن کے اندر داخل ہوتے ہوئے کہا۔ اور ساتھ ہی دونوں کو پستول کی زد میں لے لیا۔ دونوں بھونچکا ہو کر بیوقوفوں کی طرح اس کا منہ تک رہے تھے۔ بومین آگے بڑھا اور خون آلود صلیب جیب سے نکال کر میز پر رکھ دی۔

"یہ صلیب میں نے اس بدنصیب نوجوان کی ماں کو پہنچانی ہے۔" وہ بولا۔ "لیکن اس سے پہلے میں اس پر لگے ہوئے خون کے دھبے صاف کرنا چاہتا ہوں۔" وہ ایک لمحہ کے لئے رکا۔ "خون کا بدلہ خون۔ یہی انصاف کا تقاضا ہے۔ لیکن اب اگر میں تمہیں

قتل کر دوں زرڈا تو کوئی یہ ثابت نہیں کر سکے گا۔ کہ تم نے اس لڑکے کو قتل کیا ہے اس لئے اس وقت میں تمہیں قتل نہیں کروں گا۔ لیکن کچھ عرصہ کے بعد میں تمہیں ضرور کیفر کردار کو پہنچاؤں گا۔ تمہارا خاتمہ میرے ہاتھ سے لکھا ہوا ہے۔ اور گیس سٹروم کا قصہ بھی میں ہی پاک کروں گا۔ تم اسے بتا دینا۔"

"تم گیس سٹروم کے بارے میں کیا جانتے ہو؟" زرڈا کی آواز سرگوشی سے زیادہ بلند نہ تھی۔

"میں اتنا کچھ تو جانتا ہی ہوں۔ جو تم دونوں کو پھانسی کے تختے تک پہنچانے کے لئے کافی ہے۔"

"ابھی ابھی تم نے کہا تھا کہ اس وقت تم مجھے مارنا نہیں چاہتے۔" زرڈا مسکراتا ہوا اس کی طرف بڑھا۔ بومین نے کچھ کہے بغیر پستول کا رخ فرینک کی طرف موڑ دیا۔ زرڈا اپنی جگہ پر جم کر کھڑا ہو گیا۔ بومین نے ایک اسٹول کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ "اپنے بیٹے کی طرف منہ کر کے بیٹھ جاؤ۔"

زرڈا نے اس کی ہدایت پر عمل کیا۔ اب اس کی پشت بومین کی طرف تھی۔ ابھی وہ بمشکل بیٹھا ہی تھا۔ کہ بومین نے پستول کا دستہ اس کی کنپٹی پر پوری قوت سے دے مارا۔ یہ وار اس کے حواس غائب کرنے کے لئے کافی تھا۔ اب فرینک کی باری تھی دوسرے ہی لمحے وہ بھی بے ہوش پڑا تھا۔

"یہ کیا ہو رہا ہے ....." بومین کے پیچھے سے آواز آئی۔ بومین مشینی انداز میں اچھلا اور پھر زمین پر لیٹ گیا۔ اس کے بعد وہ تیزی سے گھوما۔ اور اس کے ساتھ ہی اس کی انگلی پستول کے ٹریگر پر جم گئی۔ آنے والی ہستی کو دیکھتے ہی اس کا پستول والا ہاتھ آہستہ آہستہ نیچے

آگیا۔ اور وہ اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ آنے والی ہستی سیسیل تھی۔ وہ دروازے میں کھڑی ہوئی تھی۔ اس کا چہرہ زرد تھا، اور آنکھیں پھٹی ہوئی تھیں۔

"بے وقوف لڑکی۔" لوپین تیزی سے بولا۔ "خدا نے تمہیں بچا لیا۔ ورنہ تم نے تو اپنی موت کو خود دعوت دینے میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی تھی۔ آخر تمہیں یہاں آنے کی ضرورت کیا تھی؟"

وہ اندر آگئی اور دروازہ بند کر دیا۔ پھر فرش پر پڑے ہوئے دونوں آدمیوں کی طرف دیکھنے لگی۔ "خدا کی پناہ! تم نے زخمیوں کو بھی نہ چھوڑا اور انہیں مار مار کر بے ہوش کر دیا۔ آخر کیوں؟"

"اس لئے کہ اس وقت ان کی موت میرے لئے فائدہ مند نہ تھی۔" لوپین نے بڑے اطمینان سے جواب دیا۔ پھر اس نے ویگن کی تلاشی لینی شروع کر دی۔ اس تلاشی کے دوران اس نے وہاں کی تمام چیزوں کو الٹ پلٹ کر رکھ دیا۔ فرنیچر، کراکری، بستر، قالین غالیچے سب ایک بے کار ڈھیر کی صورت میں منتقل ہو گئے۔ لیکن یہ تلاشی بے فائدہ ثابت ہوئی اور کام کی کوئی چیز لوپین کے ہاتھ نہ لگ سکی۔ آخر میں ایک میز کی دراز سے اسے نوٹوں کی گڈی ملی جس میں ایک ایک ہزار فرانک کے اسی نوٹ تھے۔

"اسی ہزار فرانک! یہ رقم زرڈا نے کہاں سے حاصل کی ہے؟" اس نے نوٹوں کی گڈی اپنی جیب میں ٹھونستے ہوئے کہا۔ اور پھر تلاشی لینی شروع کر دی۔

"لیکن یہ تو چوری ہے۔ تم چور ہو۔"

"بلکہ سینہ زور بھی۔" لوپین نے جواب دیا۔ "چوروں کا مال چرانا چوری نہیں۔"

"نہیں جناب۔ یہ تو بہت بڑی نیکی ہے۔"

ایک لمحہ کے لئے تو یومین کے چہرے کا رنگ اڑ گیا. لیکن جلد ہی اس نے اپنے اوپر قابو پا لیا۔

"کیا تم چند لمحے خاموش نہیں رہ سکیں؟"

"لیکن آخر تمہیں سوجھی کیا! تم خاصے کھاتے پیتے آدمی ہو۔ تمہیں چوری کرنا زیب نہیں دیتا؟"

"ہو سکتا ہے کہ میری آمدنی کا ذریعہ یہی ہو۔"

وہ دوسری درازوں کی تلاشی لینے لگا۔ اسی اثناء میں فرینک کو ہوش آ گیا۔ اس نے کھڑا ہونے کی کوشش کی۔ یومین نے ہاتھ پکڑ کر اسے کھڑا کر دیا۔ اور پھر ایک زور دار مکہ اس کے جبڑے پر مارا۔ جب وہ بے ہوش ہو گیا۔ تو بڑی احتیاط سے فرش پر لٹا دیا۔ یہ سیسل کی برداشت سے باہر تھا۔ وہ منہ پھیر کر کھڑی ہو گئی۔

یومین کو ایک دراز سے ایک ڈبہ ملا۔ یہ لکڑی کا ایک خوبصورت سا ڈبہ تھا۔ جس پر خوبصورت نقش و نگار بنے ہوئے تھے۔ بظاہر وہ کوئی آرائش کی چیز معلوم ہوتا تھا۔ یومین نے زرداسے نوکدار چاقو سے اسے کھولنے کی کوشش کی۔ سیسل نے چاروں طرف بکھرے ہوئے سامان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ "کیا میں اس کی چابی تلاش کروں؟"

"نہیں۔ اس کی کوئی ضرورت نہیں" یہ کہہ کر اسے فرش پر رکھا اور پھر پیروں کے نیچے کچل ڈالا۔ اس میں سے ایک مہر لگا ہوا لفافہ برآمد ہوا۔ لفافہ میں سے ایک کاغذ نکلا جس پر چند بے معنی الفاظ اور اعداد ٹائپ کئے ہوئے تھے۔

"یہ کیا ہے؟" سیسل نے پوچھا۔

"کوئی خفیہ کوڈ معلوم ہوتا ہے۔ اس کے کچھ الفاظ تو واضح ہیں۔ مثلاً سوار، جو

ہیں مئی ۔۔۔۔ اور گرو ڈوڈو روٹی ۔ یہ سمندر کے کنارے مچھیروں کی چھوٹی سی بندرگاہ ہے
جہاں لوگ سیر و تفریح کے لئے آتے ہیں۔ میری سمجھ میں یہ بات نہیں آئی۔ کہ ایک خانہ بدوش
کو خفیہ کوڈ استعمال کرنے کی ضرورت کیوں پیش آئی؟ تھوڑی دیر تک وہ کچھ سوچتا رہا
پھر سیل کا ہاتھ پکڑ کر بولا۔" آؤ چلیں!"

ناول ملکیت و سکیننگ : ساگر زمان

۴

جب لوبین کی آنکھ کھلی تو کافی دن چڑھ چکا تھا۔ اور دھوپ کھڑکی کے راستے
اندر آرہی تھی۔ یہ کسی ہوٹل کے کمرے کی کھڑکی نہ تھی۔ بلکہ سیل کی کار کی کھڑکی تھی اس
نے رات کے آخری پہر میں درختوں کے ایک جھنڈ کی آڑ میں کار کھڑی کرلی تھی۔ تاکہ شاہراہ
پر سے گزرنے والوں کی نظروں سے بچ کر کچھ دیر آرام کیا جاسکے۔ لیکن اب جبکہ چاروں طرف
روشنی پھیل چکی تھی۔ تو اسے پتہ چلا۔ کہ یہ کوئی محفوظ جگہ نہ تھی۔ اور وہ سڑک پر سے صاف
نظر آرہے تھے۔

سیل نے رات کا باقیماندہ حصہ نسبتاً سکون و آرام سے گزارا تھا وہ اس کے کندھے
پہ سر رکھے ہوئے سوتی رہی تھی، اور لوبین اس خیال سے کہ اس کی نیند میں خلل نہ پڑے
اپنی جگہ سے نہ ہل سکا تھا۔ رات بھر کی مشقت نے اس کا جوڑ جوڑ دکھا دیا تھا۔ اس

نے کار کی کھڑکی کا شیشہ نیچے کیا۔ اور ایک سگریٹ سلگا لیا۔ لائٹر کی آواز سیل کو جگانے کے لیے کافی ثابت ہوئی۔ اس نے آنکھیں کھول دیں۔ اور خالی خالی آنکھوں سے چاروں طرف دیکھتی رہی پھر اسے احساس ہوا کہ اس وقت وہ کہاں ہے۔

"رات اتنی بری نہیں گذری۔" وہ بولی۔

"مجھے تمہاری یہی بات تو پسند ہے۔ کہ تم ہر چیز میں اچھائی کا پہلو تلاش کر لیتی ہو۔"

"اس وقت میں نہانا چاہتی ہوں۔"

"تمہیں جلد ہی نہانے کا موقع ملنے والا ہے اور وہ بھی آرلس کے بہترین ہوٹل میں۔"

"اتنے پرامید مت ہو۔ تمام کمرے ہفتوں پہلے ہی ریزرو ہو چکے ہوں گے۔ کیا تمہیں معلوم نہیں کہ اب وہاں خانہ بدوشوں کا میلہ شروع ہونے والا ہے۔"

"وہ تو ٹھیک ہے لیکن ان ریزرو ہونے والے کمروں میں سے ایک وہ کمرہ بھی ہوگا جو میں نے ریزرو کروایا ہے۔"

"اچھا تو یہ بات ہے۔" اس نے اپنا سر لوسین کے کندھے سے ہٹا لیا اور دوسری طرف ٹیک لگاتے ہوئے بولی۔ "تو گویا تم نے دو مہینے پہلے ہی اپنے لیے کمرہ ریزرو کروا لیا تھا۔"

"جی ہاں۔"

میں اب تک بڑے صبر سے سب کچھ دیکھتی رہی ہوں اور میں نے تم سے کوئی سوال نہیں کیا۔"

"یہ ایک اچھی عادت ہے۔" لوسین نے مسکراتے ہوئے کہا۔ "تم واقعی ایک اچھی بیوی ثابت ہوگی۔ جب میں دیر سے دفتر سے گھر....."

"تم نے پھر بہکنا شروع کر دیا۔ آخر یہ سب کچھ کیا ہے۔ اور تم کون ہو؟"

"ایک عالم فاضل انسان جو اپنی جان بچانے کے لئے مارا مارا پھر رہا ہے۔"

"مارا مارا پھر رہا ہے۔ یا خانہ بدوشوں کی مرمت کر رہا ہے۔"

"میں ظلم کا بدلہ لئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ میں بڑا منتقم مزاج واقع ہوا ہوں۔"

"یہ تو تم مانتے ہو۔ کہ میں نے تمہاری مدد کی ہے۔"

"کیوں نہیں؟"

"میں نے تمہیں اپنی کار دی۔ اور پھر تمہاری وجہ سے میری جان کو خطرہ لاحق ہوا"

"مجھے اس کا احساس ہے۔ واقعی تمہیں میری وجہ سے بڑی تکلیفیں اٹھانی پڑیں اسی لئے تمہاری انگلستان واپسی کا بندوبست کر رہا ہوں۔" وہاں تم بالکل محفوظ ہو گی اب تم اپنی کار بھی اپنے ساتھ لے جاؤ۔ میں کسی نہ کسی طرح آرلس پہنچ ہی جاؤں گا۔"

"تم مجھے بلیک میل کرنا چاہتے ہو؟"

"بلیک میل! میں سمجھا نہیں۔ میں تو تمہارے بھلے کے لئے کہہ رہا ہوں۔" بومین نے کہا "کیا تمہارا مطلب یہ تو نہیں۔ کہ تم میرے ساتھ رہنا چاہتی ہو۔"

سیسل نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"میری سمجھ میں تو ان عورتوں کی نفسیات کبھی آئی نہیں۔" اس نے سیسل کو پیار سے گھورتے ہوئے کہا۔ "ایک عورت ایک قاتل پر اتنا بھروسہ کر سکتی ہے۔ یہ کبھی میرے خواب و خیال میں بھی نہ آیا تھا۔"

سیسل نے کوئی جواب نہ دیا۔ صرف زیرلب مسکرا دی۔

وہ ونڈ سکرین سے باہر جھانکتے ہوئے بولا۔ "ایسا معلوم ہوتا ہے کہ عشق کا دیوتا ہم

دونوں پر مہربان ہو رہا ہے اور وہ جو کہا ہے کسی شاعر نے کہ دونوں طرف ہے آگ برابر لگی ہوئی۔"

"جناب کس خیال میں ہیں؟" سہیل نے کہا۔ "میں اور عشق۔ چھی چھی اپنا منہ دھو رکھو۔"

"پھر تم میرے ساتھ کیوں جانا چاہتی ہو۔ تمہیں معلوم ہے کہ وہ ہماری گھات میں ہیں۔ اور ہر قدم پر موت ہمارا پیچھا کر رہی ہے۔ اس کے باوجود بھی؟"

"مجھے کچھ پتہ نہیں۔"

بومین نے کار سٹارٹ کی "میری بھی سمجھ میں اب تک کچھ نہیں آیا۔"

سڑک پر پہنچتے ہی سہیل بولی۔ "بومین واقعی تم بڑے چلتے پرزے ہو۔"

"کیا مطلب؟"

"چند لمحے پہلے میں نے تم سے ایک سوال کیا تھا۔ جس کو تم نے بڑی خوبصورتی سے ٹال دیا۔"

"سوال؟ کون سا سوال؟ کیسا سوال؟"

"خیر جانے دو۔" وہ کھسیا کر بولی۔ "مجھے خود یاد نہیں رہا کہ میں نے کیا سوال کیا تھا۔"

لی کہ بینڈ ڈک دھاریدار شب خوابی کا لباس پہنے بستر پر بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے سامنے ایک بڑی سی ٹرے رکھی ہوئی تھی۔ جس پر ناشتہ چنا ہوا تھا۔ وہ اس کا صفایا کرنے میں مشغول تھا۔ کہ اچانک دروازہ کھلا اور لیلا داخل ہوئی اس کے بال بکھرے ہوئے تھے

اور وہ پریشان نظر آرہی تھی۔ ہاتھ میں پکڑے ہوئے کاغذ کو ہلاتے ہوئے لیلا بولی: "سیل چلی گئی ہے اور یہ چھوڑ گئی ہے۔"

"چلی گئی ہے؟" لی ڈک ایک بڑا سا نوالہ نگل کر بولا۔ "ناشتہ تو واقعی بڑا لذیذ ہے ان۔ کہاں گئی ہے وہ؟"

"مجھے معلوم نہیں۔ وہ اپنے کپڑے بھی ساتھ لے گئی ہے۔"

"یہ خط مجھے دکھاؤ۔" اس نے لیلا کے ہاتھ سے کاغذ لے لیا اور بلند آواز سے پڑھنے لگا۔ "سینٹ میری میں ہماری ملاقات ہوگی۔"

پھر لی گرینڈ ڈک بولا۔ "میرا خیال ہے کہ یہ اس آدمی کی کارستانی ہے جو تمہاری سہیلی کے ساتھ تھا۔ کیا نام تھا اس کا؟"

"بوبین۔"

"ہاں وہی۔ دیکھنا کہیں وہ بھی تو غائب نہیں اور تمہاری کار کہاں ہے؟"

"میں نے تو اس کی بابت سوچا ہی نہیں۔"

"آدمی کو ہر چیز کا خیال رکھنا چاہیئے۔" لی گرینڈ ڈک نے نصیحت کی۔

وہ جلدی سے باہر کی طرف بھاگی۔ اس کے جاتے ہی لی ڈک نے دراز سے ڈائری نکالی۔ ایک دن پہلے لیلا اس ڈائری پر خانہ بدوشوں سے لئے گئے انٹرویو قلم بند کرتی رہی تھی۔ اس نے وہ کاغذ کا ٹکڑا اٹھایا جو لیلا چھوڑ گئی تھی۔ اور دونوں کی تحریر کا موازنہ کیا۔ دونوں تحریریں ایک جیسی تھیں۔ اتنے میں لیلا واپس آگئی۔

"بوبین غائب ہے اور کار بھی۔ اوہ خدا اب میں کیا کروں!"

"لی گرینڈ ڈک کے ہوتے ہوئے تمہیں فکر کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہم

بھی سینٹ میری جا سکو گے۔"

"لیکن کیسے! میری کار تو۔۔۔"

"تم میرے ساتھ چلو گی ڈارلنگ۔ لی گرینڈ ڈک کوئی ایسا گیا گذرا آدمی نہیں اس کے پاس سواری کے لئے کوئی نہ کوئی ٹرانسپورٹ ضرور ہوتی ہے:" وہ رکا باہر سے کچھ آوازیں آرہی تھیں۔" یہ خانہ بدوش بھی کتنا شور مچاتے ہیں۔ ذرا یہ ٹرے تو اٹھا کر میز پہ رکھ دو"

اس نے ایک میز کی طرف اشارہ کیا۔ جو کھڑکی کے پاس رکھی تھی۔ لیلا نے ٹرے اٹھا کر میز پہ رکھ دی۔ لی ڈک بستر سے اتر آیا۔ اور ایک شوخ رنگ کا ڈریسنگ گون پہن کر بالکنی میں چلا گیا اور نیچے جھانکنے لگا۔ صحن میں زرڈا کی ویگن کے چاروں طرف بہت سے خانہ بدوش جمع تھے بڑا شور مچا ہوا تھا۔ خانہ بدوشوں کے لہجے سے ایسا معلوم ہوتا تھا۔ جیسے کہ وہ بہت ہی غصہ میں ہوں۔

"ذرا کیا منظر ہے ادھر آؤ۔ تم بھی دیکھو۔"

وہ نیچے جانے لگا۔ تو لیلا نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔" لیکن تم اس حالت میں نیچے نہیں جا سکتے" لیکن اس نے کوئی پرواہ نہ کی اور نیچے آگیا۔ زیادہ تر ویگن جا چکے تھے۔ باقی روانگی کی تیاریاں کر رہے تھے۔ لیکن زرڈا کے ویگن کے گرد لوگوں کا مجمع لگا ہوا تھا۔ لی گرینڈ ڈک کے پیچھے لیلا چلی آرہی تھی۔ قریب پہنچے پر انہوں نے زرڈا اور اس کے بیٹے کو ویگن کی سیڑھیوں پہ بیٹھے ہوئے دیکھا۔ انہوں نے اپنے سر ہاتھوں میں تھام رکھے تھے۔ ان کی حالت بڑی خستہ ہو رہی تھی وہ بری طرح زخمی نظر آ رہے تھے۔ اور تمام جسم پہ پٹیاں بندھی ہوئی تھیں ویگن کے کھلے ہوئے دروازے میں سے اندر مکمل تباہی کا منظر دکھائی دے رہا تھا۔

" تچ۔ تچ:" لی ڈک نے ناپسندیدگی کے انداز میں سر ہلایا۔" کوئی خاندانی جھگڑا

معلوم ہوتا ہے۔ یہ لوگ بڑے جھگڑالو ہوتے ہیں یہ لڑنا جھگڑنا بڑی غیر رومانی حرکت ہے۔ یہاں ہمارا کیا کام! آؤ چلیں۔" اس نے ایک بیرے کو بلایا۔" جاؤ کار لے آؤ۔"

"کونسی کار؟" لیلا نے کہا۔" وہ تو ہوٹل ہی میں ہے۔"

"تمہارا خیال ہے کہ ہم یہیں پڑے سڑتے رہیں گے۔ نہیں ہم جائیں گے اور بڑے ٹھاٹ سے جائیں گے۔ تم دیکھتی جاؤ کہ کیا ہوتا ہے؟ میں کوئی ایرا غیرا نتھو خیرا نہیں ہوں۔ میں لی گمرینڈ ڈک ہوں۔ سمجھیں۔"

بیرا اثبات میں سر ہلا کر چلا گیا۔

دونوں نے سفر کی تیاریاں مکمل کر لیں۔ لی ڈک نے گہرے رنگ کا ڈبل بریسٹ سوٹ پہنا اور سر پہ تنکو کا ہیٹ رکھ لیا۔ لیلا کا خیال کار کی طرف رہا۔ نجانے وہ کیسی ہوگی جب اس نے کار دیکھی تو اس کی آنکھیں حیرت سے پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔ یہ کار ایک عظیم الشان رولس رائز تھی۔ کشادہ اور آرام دہ اس کی شوفر سبز وردی پہنے ہوئے حسین اور جمیل لڑکی تھی۔ شوفر کار سے باہر نکلی اور لی ڈک کے سامنے آکر مودب کھڑی ہو گئی۔ لی ڈک اور لیلا کار میں سوار ہو گئے۔ تو حسین شوفر نے کار کا دروازہ بند کیا اور خود سٹیرنگ پر جا بیٹھی۔

"تم اتنی حسین اور طرحدار لڑکی کو بھی اپنے ساتھ ہوٹل میں نہیں ٹھہراتے؟"

"بالکل نہیں۔ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ مجھے اپنے ملازموں کا کوئی خیال نہیں"

لی گمرینڈ ڈک نے ایک بٹن دبایا اور درمیان سے شیشہ ہٹ گیا۔

اس نے شوفر سے پوچھا۔" تم نے رات کہاں گذاری؟"

"جناب کسی ہوٹل میں کوئی کمرہ خالی نہ تھا۔"

"پھر بھی؟"

"میں اسی کار میں سوتی رہی۔"

"تچ۔ تچ۔" لی کم ہینڈ ڈک نے شیشہ پھر چڑھا دیا۔ اور لیلا سے بولا۔ "خیر کوئی بات نہیں۔ یہ کار بھی کم آرام دہ نہیں ہے۔"

آرلس پہنچنے تک بومین اور سیسل کے درمیان سرد مہری پیدا ہو چلی تھی۔ کیونکہ وہ راستے میں جھگڑتے رہے تھے۔ کپڑوں کی ایک بڑی دوکان کے سامنے جا کر اس نے کار روک لی۔ اور اس کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔ "پھر اب کیا ارادے ہیں؟"

"میرا خیال ہے کہ تمہارا دماغ خراب ہو گیا ہے۔ تم پاگل ہو گئے ہو۔" وہ رک رک کر بولی۔

"بس بس بہت ہو چکا۔" بومین نے پچھلی سیٹ سے اٹیچی کیس اٹھا لیا اور منہ پھلائے ہوئے دوکان کے شوکیس کے سامنے جا کر کھڑا ہو گیا۔ شوکیس میں زرق برق کپڑے لٹکے ہوئے تھے اسے شوکیس کے شیشے میں کار کا عکس نظر آ رہا تھا۔ اس نے دیکھا۔ کہ سیسل کے ہونٹ بھنچے ہوئے تھے۔ اور وہ غصہ میں بھنائی ہوئی معلوم ہوتی تھی۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ کار سے اتری اور اس طرف آئی۔ جہاں وہ کھڑا تھا۔

"آخر تم چاہتی کیا ہو؟" بومین نے پوچھا

"تمہاری ٹھکائی کرنا۔" سیسل نے کہا۔

"وصول دھپا اس سراپا ناز کا شیوہ نہیں۔" بومین نے کہا۔

"اس خیال میں مت رہنا۔ میں بہت بری عورت ہوں۔" سیسل بولی۔

"نا۔ نا۔ تم بری عورت نہیں ہو۔ یقین نہ آئے تو میرے دل سے پوچھ لو۔"

"خدا کے لئے اپنی بکواس بند کرو۔ اور اپنا سامان واپس کار میں رکھ دو۔"

"اب آئیں نا راہ راست پر۔" یومین نے کہا۔ اور اپنا اٹیچی کیس کار کی پچھلی سیٹ پر رکھ دیا۔ پھر وہ سسیل کو لے کر ملبوسات کی دوکان میں داخل ہو گیا۔ بیس منٹ کے بعد وہ خانہ بدوشوں کے روایتی سیاہ لباس میں ملبوس تھا۔ اور سسیل کے جسم پر قوس قزح کے رنگوں والا خانہ بدوشوں کا لباس عجیب بہار دکھا رہا تھا۔

"مادام۔ آپ اس لباس میں بڑی پیاری لگ رہی ہیں۔" دکان کی مالکہ نے کہا۔

"اس میں اس لباس کا قصور نہیں۔" یومین بولا۔ "سب قصور انکے اپنے جسم کا ہے۔ یہ ہیں ہی حسین ملکہ مہ جبین۔ اچھا اب قیمت بتاؤ۔"

دوکان کی مالکہ نے قیمت بتائی جو یومین نے ادا کر دی۔ پھر اس نے اپنے اور سسیل کے اتارے ہوئے کپڑے پیک کروائے۔

"ارے یہ کیا کر رہے ہو؟ کیا میں ان کپڑوں میں باہر جاؤں گی؟"

"بے شک۔"

"مگر... مگر ان کپڑوں میں تو میں بالکل جوکر لگوں گی۔"

"ارے یہ خانہ بدوشوں کا میلہ ہے۔ یہاں یہی لباس چلے گا۔"

"موسیو ٹھیک کہہ رہے ہیں۔" دوکان کی مالکہ نے کہا۔ "آج یہاں ہر شخص مختلف قسم کے خانہ بدوشوں کے سرخ لباس میں گھوم رہا ہوگا۔"

وہ باہر آکر کار میں بیٹھ گئے۔ یومین کار ڈرائیو کر رہا تھا۔ تھوڑی دور جا کر ایک ویران سے کار پارک میں اس نے گاڑی روک لی۔ سسیل نے سوالیہ نظروں سے دیکھا۔

"میرا میک اپ کا سامان دینا ذرا۔" اس نے پچھلی سیٹ پر ایک لفافہ کی طرف

اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ "میں اس کے بغیر سفر کر ہی نہیں سکتا۔"

"لیکن مردوں کو میک اپ کرنے کی کیا ضرورت ہے!"

"میک اپ کرنے پر صرف عورتوں کی اجارہ داری نہیں ہے۔ مردوں کو بھی اس کا حق حاصل ہے۔"

بیس منٹ کے بعد جب وہ آرلس ہوٹل کے کمرۂ استقبالیہ میں کھڑے تھے تو ان کی شکلیں اور حلیے بالکل بدلے ہوئے تھے۔ اب انہیں پہچاننا تقریباً ناممکن تھا۔ سیل کا رنگ کچھ سیاہی مائل ہو گیا تھا۔ اور اس نے گہرا میک اپ کیا ہوا تھا۔ لومین کے چہرے کا رنگ بھی بھاگنی جیسا ہو رہا تھا۔ اور لمبی لمبی مونچھیں بھی نمودار ہو گئی تھیں۔ استقبالیہ کلرک نے پاسپورٹ واپس کرتے ہوئے کہا۔

"آپ کا کمرہ تیار ہے مسٹر پارکر۔ اور یہ آپ کے ساتھ کیا آپ کی بیگم ہیں؟"

"یہ کیا بدتمیزی ہے؟" سیل نے چڑ کر کہا۔ لومین نے سیل کا ہاتھ پکڑا اور لفٹ کی طرف چل پڑا۔ جب وہ اپنے کمرے میں پہنچ گئے تو سیل اسے گھورتے ہوئے بولی۔ "آخر یہ مذاق کب ختم ہو گا!"

"کون سا مذاق! کیسا مذاق؟"

"یہی میاں بیوی والا۔"

"اوہ... بھی ختم ہو جائے گا۔"

"آخر کب؟"

"جب ہماری شادی ہو جائے گی۔"

"منہ دھو رکھو۔"

"ارے نہیں۔ میک اَپ خراب ہو جائے گا۔ ابھی مجھے اس سے بہت کام لینا ہے۔" بوبین نے کہا۔ اچانک اس کی نظر سیسل کے ہاتھوں پر پڑی۔ "انگوٹھی۔ تمہاری انگوٹھی کہاں ہے!"

"ارے وہ تو کہیں گم ہو گئی۔"

"بڑا بُرا ہوا۔ یہ لوگ بڑے چالاک ہوتے ہیں۔ کہیں لینے کے دینے نہ پڑ جائیں۔"

"کیا ہم گفتگو کا موضوع نہیں بدل سکتے!"

"تو تم چاہتی ہو کہ میں گدھوں گھوڑوں کی بابت باتیں کرنا شروع کر دوں اچھا اب تھوڑی دیر کے لئے باہر جا رہا ہوں۔ اتنے میں تم غسل وغیرہ کر لو۔ لیکن خدا کے لئے کہیں اپنے میک اَپ کا بیڑہ غرق مت کر دینا۔ میرے پاس میک اَپ کا سامان بھی تقریباً ختم ہو چکا ہے"

"لیکن اس میک اَپ میں بھلا میں کس طرح نہا سکوں گی!" وہ اپنے ہاتھوں اور چہرے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بولی۔ "اگر تم چاہو تو تمہیں نہلانے میں میں تمہاری مدد کر سکتا ہوں" بوبین نے مسکراتے ہوئے شوخی سے کہا۔

"شرارتی کہیں کے!" سیسل نے کہا۔ پھر غسل خانے میں گھس کر دروازہ اندر سے بند کر لیا

بوبین کمرے سے باہر نکلا۔ اور نیچے آ گیا۔ لابی میں ایک ٹیلیفون رکھا تھا۔ لیکن اس کے ڈائیل پر نمبر نہ تھے۔ اس کا مطلب یہ تھا۔ کہ اسے ہوٹل کے ایکسچینج کے ذریعہ فون کرنا پڑیگا وہ کچھ دیر سوچتا رہا۔ پھر ہوٹل سے باہر آ گیا۔ باہر بڑی چہل پہل تھی۔ سیاح ابھی تک نہیں پہنچے تھے۔ یہ صرف مقامی لوگ تھے۔ جو طرح طرح کے اسٹال سجانے میں مصروف تھے ابھی سے میلہ کا سماں پیدا ہو چکا تھا۔

بوبین پوسٹ آفس میں داخل ہو گیا۔ اور ایک خالی ٹیلیفون بوتھ میں داخل ہو کر لندن کے وائٹ ہال کا نمبر ملایا۔ اتنی دیر میں کہ کال ملے۔ اس نے زرڈا کی گاڑی سے ملنے

والا کاغذ جیب سے نکالا۔ اور اپنے سامنے رکھ لیا۔

کم و بیش سو خانہ بدوش گھٹنوں کے بل سر جھکائے گھاس پر بیٹھے ہوئے تھے ان کے سامنے ایک سیاہ پوش پادری کھڑا وعظ دے رہا تھا۔ جب اس کا وعظ ختم ہوا تو وہ لوگ منتشر ہو گئے۔ ان میں سے کچھ ادھر ادھر بے مقصد گھومنے لگے۔ اور کچھ اپنی گاڑیوں کی طرف چلے گئے ان گاڑیوں میں تین گاڑیاں صاف پہچانی جاتی تھیں۔ ان میں سے ایک تو سبز رنگ کی ویگن تھی۔ جس میں الیگزینڈر کی ماں اور تین خانہ بدوش لڑکیاں موجود تھیں۔ دوسری ویگن زرد رنگ کی تھی۔ جسے ایک ٹرک کھینچ کر لایا تھا۔ اور تیسری گاڑی وہ رولس رائس تھی۔ جس میں لی گرینڈ ڈک لیلا کے ساتھ آیا تھا۔ کار کی حسین شوفر ٹوپی اتارے کار سے ٹیک لگائے بیٹھی رہی تھی۔ اس کے سرخی مائل بال اس کے شانوں پر بکھرے ہوئے تھے۔ پاس ہی لیلا کھڑی تھی۔ کار کے اندر لی گرینڈ ڈک پاؤں پسارے شراب پی رہا تھا۔

لیلا نے کہا۔ "میں نے ان خانہ بدوشوں کو اس سے پہلے اتنے قریب سے کبھی نہیں دیکھا تھا"

"کیوں نہیں۔ کیوں نہیں۔" لی گرینڈ ڈک نے اس کی ہاں میں ہاں ملاتے ہوئے کہا

"لیکن تمہیں معلوم ہونا چاہیئے۔ کہ ان کی رسومات اور تاریخ پر میری رائے حرف آخر کی حیثیت رکھتی ہے۔ ان خانہ بدوشوں کا مذہب کاکالی کہلاتا ہے۔ اور یہ سارا دیوی کی پوجا کرتے ہیں لیکن یہ تمام روکھی پھیکی باتیں ہیں۔ تم ان سے بور ہو جاؤ گی۔

"بور اور میں؟ ناممکن۔ یہ تو بڑی دلچسپ باتیں ہیں۔ لیکن ان خانہ بدوشوں نے یہ سیاہ چشمے کیوں لگا رکھے ہیں؟"

"اپنے گناہوں کا اعتراف کرنے کے لئے وہ یہ سیاہ چشمہ لگا لیتے ہیں۔ اور یہ ان کے گناہوں

کے اعتراف کی جگہ ہے۔ ویسے یہ لوگ سیاہ چشمے کم ہی استعمال کرتے ہیں۔ ان لوگوں کے اپنے اصول ہیں۔ وہ نیکی اور بدی کو اپنے ہی پیمانوں سے ناپتے ہیں۔ وہ دیکھو زرڈا اپنے دھن میں جا رہا ہے۔" لی گرینڈ نے کہا۔ اور پھر اپنی کلائی کی گھڑی کو دیکھنے لگا۔ "اس وقت سوا نو بجے ہیں۔ اب وہ لنچ کے وقت ہی باہر آئے گا۔"

"ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ تم اس شخص کو پسند نہیں کرتے۔" لیلا نے کہا "شاید تمہارا خیال ہے کہ....."

"مجھے ان حضرت کی بابت کچھ معلوم نہیں۔" لی گرینڈ نے کہا۔ "میں تو صرف اتنا کہہ سکتا ہوں کہ یہ صاحب کسی چکر یا پھیر میں ہیں اس سے زیادہ میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔"

اسی اثنا میں زرڈا ایک خیمے میں داخل ہو گیا۔ یہ خیمہ دائرہ نما اور بہت چھوٹا تھا اس کا قطر بمشکل دس فٹ ہو گا۔ اس میں فرنیچر کے نام کی کوئی چیز نہ تھی۔ صرف ایک چبوترہ بنا ہوا تھا۔ یہ چبوترہ اعتراف گناہ کے لئے مخصوص تھا۔"

"خوش آمدید۔ میرے بچے!" چبوترے پر سے گہری، نپی تلی گر تحکمانہ آواز آئی۔

"کھل کر سامنے آؤ۔ سرل!" زرڈا نے وحشیانہ انداز میں کہا۔ اسی لمحہ ریشم کا پردہ گرا اور چبوترے پر بیٹھے ہوئے پادری کی شکل دکھائی دی۔ جس نے آنکھوں پر چشمہ لگا رکھا تھا اس کے چہرے سے ایسا معلوم ہوتا تھا۔ جیسے اس گناہگار دنیا سے اس کا کوئی تعلق نہ ہو۔ اس نے زرڈا کے زخمی چہرے کی طرف دیکھا اور کہا۔ "لوگوں کے لئے میں محض فادر ہوں۔"

"لیکن میرے لئے تم سرل ہو اور ہمیشہ سرل ہی رہو گے!" زرڈا نے حقارت سے کہا۔

"سائمن سرل ایک مقدس پادری! ہے نا عجیب بات!"

"میں یہاں بیکار باتوں کے لئے نہیں آیا ہوں" سائمن سرل نے سنجیدگی سے کہا: "میں گیس سٹروم کی طرف سے آیا ہوں۔"

یہ الفاظ سن کر زنڈا کے چہرے کا رنگ اڑ گیا۔ اس نے پادری کے سپاٹ چہرے کی طرف دیکھا۔

"میرا خیال ہے۔" سرل نے کہا۔ "تمہاری وضاحت بظاہر تو ٹھیک معلوم ہوتی ہے لیکن اصل حقیقت کیا ہے یہ تو وقت ہی بتلائے گا۔ خدا کرے کہ تو جو کچھ کہہ رہی ہے صحیح ہو۔"

"میرا یہاں دم گھٹ رہا ہے۔" سیاہ فام لڑکی ٹینا نے کہا۔ اور خیمے کی کھڑکی کی طرف تکنے لگی۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ اپنی ساتھی عورتوں کی طرف مڑی۔ اس کی آنکھیں سرخ تھیں۔ اور سوجی ہوئی دکھائی دیتی تھیں۔ اس کا چہرہ زرد ہو رہا تھا۔ "میرا یہاں دم نکل جائے گا۔ مجھے تازہ ہوا کی ضرورت ہے۔ میں یہاں زیادہ دیر تک نہیں ٹھہر سکتی۔"

میری لی ہینباٹ، اس کی ماں اور سارا نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا۔ ان کی حالت بھی ٹینا سے کچھ مختلف نہ تھی۔ ان کے چہرے بھی ویسے ہی افسردہ تھے جیسے بومین نے گزشتہ رات دیکھے تھے۔

"تمہیں احتیاط سے کام لینا چاہیئے۔ ٹینا۔" الیگزنڈر کی ماں نے کہا۔ "اور اپنے باپ کا خیال کرنا چاہیئے۔"

"سب کچھ ٹھیک ہو جائے گا ماں۔" میری نے کہا۔ "ٹینا کو معلوم ہے۔ اب اسے پتہ چل گیا ہے۔ تمہیں معلوم ہی کہ ہے کہ اسے الیگزنڈر سے کتنی محبت تھی۔"

"ہاں مجھے معلوم ہے۔" الیگزنڈر کی ماں نے سرد آہ بھرتے ہوئے کہا۔ "اگرچہ مجھے اس بات کا افسوس ہے کہ الیگزنڈر کو ٹینا سے اتنی محبت نہیں تھی جتنی کہ ٹینا کو اس سے تھی۔"

اسی اثنا میں ٹینا خیمے سے باہر نکل چکی تھی۔ ٹینا اس کاروان کے عقبی حصے کی طرف گئی۔ ایک ادھیڑ عمر خانہ بدوش سیڑھیوں پر بیٹھا تھا۔ دوسرے خانہ بدوشوں کے برعکس وہ کافی بدصورت تھا۔ اس کے چہرے پر زخم کا نشان تھا۔ اور دہانہ کھینچا ہوا تھا۔ وہ کافی طاقت ور اور صحت مند جسم کا مالک تھا۔ جب اس نے ٹینا کو آتے ہوئے دیکھا تو اس نے اپنے بدصورت ٹوٹے پیلے دانت نکال دیئے۔

"خوبصورت لڑکی۔ تو کہاں جا رہی ہے!" اس کی آواز بھی کافی کرخت تھی

"میں سیر کے لئے جا رہی ہوں۔" وہ بولی۔ اس نے اپنی حقارت کو بھی چھپانے کی کوشش بھی نہ کی۔ "مجھے تازہ ہوا کی ضرورت ہے۔"

"کیا تجھے معلوم نہیں کہ میکا اور مسین پہرے پر ہیں اور تیری نگرانی کر رہے ہیں؟"

"کیا تمہارا خیال ہے کہ میں بھاگ رہی ہوں۔"

"تو اتنی خوف زدہ ہے کہ بھاگنے کی جرأت ہی نہیں کر سکتی۔"

"میں تم سے نہیں ڈرتی۔ کسی سے بھی نہیں ڈرتی۔" ٹینا نے جواب دیا۔

"میں تجھ جیسی خوبصورت لونڈیا کو ڈرانا بھی نہیں چاہتا۔"

زرڈا نے جو وضاحت کی اس سے سرل کی تسلی نہ ہوئی۔ اور اس کا اظہار کرنے سے بھی وہ نہ ہچکچایا۔ زرڈا نے اپنے دماغ میں بہت کچھ کیا۔ لیکن بے سود۔

"آخر میں کر بھی کیا سکتا تھا!" زرڈا نے کہا۔ "تم دیکھتے نہیں ہو کہ مجھے کتنے زخم آئے ہیں۔" اس نے اپنے زخمی چہرے کی طرف اشارہ کیا۔

"جو تکلیف مجھے پہنچی ہے وہ اگر تمہیں پہنچی تو آٹے دال کا بھاؤ معلوم ہوتا۔ اس

تکلیف کا احساس گیس سٹروم بھی نہیں کر سکتا۔ اس نے مجھے مارا۔ میرے بیٹے کو مار ا پیٹا۔ میرے دو آدمی قتل کر دیئے۔ میرے خیمے کی ہر چیز تباہ کر دی۔ میری جیب کا ستیاناس کر دیا۔ حد تو یہ ہے۔ کہ وہ اسی ہزار فرانک بھی چرا کر لے گیا۔"

"جو تم نے ابھی کمائے بھی نہ تھے۔ وہ رقم گیس سٹروم کی تھی۔ زرڈا۔ اب وہ تم سے وہ رقم واپس مانگے گا۔ اگر اسے اپنی رقم نہ ملی۔ تو وہ اس کے بدلے میں تمہاری جان لے لے گا۔"

"خدا کی قسم..... یونہی غائب ہو گیا ہے۔ میں نہیں جانتا کہ..."

"تم اس کا پتہ لگاؤ گے اور پھر اس کو اس کے اوپر استعمال کرو گے"۔ سرل نے اپنے لبادے میں سے سائلنسر لگا ہوا پستول نکال کر اسے دیتے ہوئے کہا۔ "اگر تمہیں اس میں کامیابی نہ ہو۔ تو اسے اپنے اوپر استعمال کر لینا۔ تاکہ ہم اس زحمت سے بچ سکیں۔"

زرڈا ایک طویل لمحے تک سرل کا منہ تکتا رہا۔ "یہ گیس سٹروم کون ہے؟"

"مجھے کچھ معلوم نہیں۔"

"کبھی ہم دونوں نے دوستی نبھانے کی قسم کھائی تھی۔ اسی دوستی کا واسطہ مجھے بتا دو کہ وہ کون ہے؟"

"میں قسم کھا کر کہہ سکتا ہوں کہ مجھے معلوم نہیں۔ میں اس سے کبھی نہیں ملا ہوں"

سرل نے کہا۔ "اس کی ہدایات یا تو خط کے ذریعہ معلوم ہوتی ہیں یا ٹیلی فون پر یا کبھی کبھی کسی انسانی ذریعہ سے۔"

"تو پھر کیا تم جانتے ہو کہ یہ شخص کون ہو سکتا ہے؟" زرڈا سرل کا ہاتھ پکڑ کر

خیمہ کے دروازے پر لاتے ہوئے بولا۔ اس نے دروازہ کا پردہ تھوڑا سا ہٹا کر ایک طرف اشارہ کیا۔ سرل نے اس طرف دیکھا۔ لی گرینڈ ڈک وہاں موجود تھا۔

"اب بتاؤ۔ کیا تم اس شخص کو جانتے ہو؟" زرڈا نے پوچھا۔

"اس آدمی کو میں نے پہلے کہیں دیکھا ہے۔ میرا خیال ہے۔ کہ اس کا تعلق کسی شریف خاندان سے ہے۔"

"ایک دولت مند شریف خاندان سے جو گیس سٹروم کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے؟"

"مجھے معلوم نہیں۔ نہ ہی مجھے معلوم کرنے کی خواہش ہے۔"

"یہ تیسری مرتبہ ہے۔ کہ میں نے اس شخص کو یہاں زیارت کے وقت آتے دیکھا ہے اور یہ تیسرا سال ہے۔ کہ جب سے میں گیس سٹروم کے لئے کام کر رہا ہوں۔ اس نے کل رات مجھ سے کچھ سوال پوچھے تھے۔ آج صبح وہ میرے خیمے میں تباہی کا منظر دیکھنے کے لئے آیا تھا اور اس وقت بھی اس کی نظریں ہماری ہی طرف ہیں۔ میرا خیال ہے کہ...."

"اپنے خیال کو اپنے تک ہی محدود رکھو" سرل نے نصیحت کی۔ "اور یہ معلوم کرنے کی کوشش مت کرو۔ کہ تمہارا باس کون ہے۔ اسے گمنام ہی رہنے دو۔ وہ نہیں چاہتا کہ کوئی اس کے تخلیہ میں خلل ڈالے۔ تم سمجھ گئے نا؟"

زرڈا نے اثبات میں سر ہلایا۔ پستول کو اپنی جیب میں رکھا۔ اور رخصت ہو گیا۔ جونہی وہ خیمے سے باہر نکلا۔ لی گرینڈ ڈک نے پرخیال انداز میں اپنے چشمے کے اوپر سے اسے دیکھا۔

"خداوندا! یہ تو پہلے کے مقابلے میں کافی سکڑ گیا ہے۔"

"کیوں! کیا ہوا چارلس؟" لیلا نے پوچھا۔

"کچھ نہیں ڈیئر۔ کچھ نہیں"؛ اس نے کہا۔ اب اس کی توجہ کا مرکز ٹینا تھی۔ جو گھاس پر گذر رہی تھی۔

"دیکھو وہ ایک خوبصورت بچھڑی ہے۔ اگرچہ کافی افسردہ نظر آ رہی ہے۔ لیکن ہے بہت خوبصورت۔"

لیلا نے کہا۔ "چارلس میرا خیال ہے کہ مقابلہ حسن کے مقابلوں میں جج کے فرائض انجام دیتے رہو۔"

"حسن کے معیار کو جانچنا ہم امراء کا پیشہ ہے۔ اُف۔ میرے خدا.... یہ میرا سر کیوں چکرا رہا ہے۔"

"کیوں کیا ہوا چارلس؛ تمہاری طبیعت تو ٹھیک ہے؛ میرا خیال ہے کہ تمہیں دھوپ ستا رہی ہے۔ سایہ کر دوں!"

"نہیں بھئی۔ مجھے بہت زور کی بھوک لگی ہے۔" لی گرینڈ ڈک نے کہا۔

ٹینا نے رولس رائس کو جاتے ہوئے دیکھا۔ اور پھر اپنے چاروں طرف نظر دوڑائی تمام پہرے دار غائب تھے۔ کوئی نظر نہیں آ رہا تھا۔ پھر وہ اس خیمے کے پاس گئی۔ جو اعتراف گناہ کے لئے مخصوص تھا۔ یہاں پہنچ کر اس نے یہ بھی دیکھنے کی زحمت گوارا نہ کی۔ کہ کوئی اسے دیکھ تو نہیں رہا تھا۔ اس نے خیمے کا پردہ اٹھایا۔ اور اندر داخل ہو گئی۔

"فادر۔ فادر۔" اس کی آواز سرگوشی سے زیادہ نہ تھی۔ "میں آپ سے باتیں کرنا چاہتی ہوں۔"

خیمہ کے اندرونی حصہ کی طرف سے سرل کی گہری اور سنجیدہ آواز سنائی دی؛ "آؤ۔ آؤ۔ میری بچی۔ ہم یہاں اسی لئے بیٹھے ہیں!"

"نہیں۔ نہیں۔" وہ سرگوشیوں میں بولی۔ "میں یہاں اعتراف گناہ کے لئے نہیں آئی ہوں۔ میں آپ کو چند خوفناک باتیں بتانا چاہتی ہوں۔"

"اللہ والوں کے لئے کوئی بات خوفناک نہیں ہوتی۔ تمہارا راز، راز ہی رہے گا۔ میری بچی۔"

"میں چاہتی ہوں کہ آپ جا کر پولیس کو اطلاع دے دیں۔"

پادری اٹھا اور سرل نمودار ہوا۔ اس کے چہرے پر سنجیدگی چھائی ہوئی تھی۔ اس نے اپنا بازو ٹینا کے کندھے پر رکھ دیا۔

"تمہیں جو بھی تکلیف ہے بس یہ سمجھ لو وہ دور ہوگئی۔ میری بچی۔ کیا نام ہے تمہارا؟"

"ٹینا۔ ٹینا ڈیل۔"

"خدا پر بھروسہ رکھو۔ اور مجھے سب کچھ بتا دو۔"

سبز ویگن میں میری، اس کی ماں اور سارا غمگین بیٹھی تھیں۔ کبھی کبھی ماں کی سسکیوں کی آواز آجاتی تھی۔ اور وہ رومال سے اپنے آنسو پونچھ لیتی تھی۔

"ٹینا کہاں ہے؟" آخرکار اس نے کہا۔ "وہ کہاں ہو سکتی ہے۔ اسے گئے ہوئے کافی دیر ہوگئی ہے۔"

"فکر مت کیجئے مادام۔" سارا نے اسے تسلی دیتے ہوئے کہا۔ "ٹینا ایک ہوشیار لڑکی ہے۔ وہ کوئی بے وقوفی کی بات نہیں کرے گی۔"

"سارا ٹھیک کہتی ہے ماں۔" میری نے کہا۔ "کل رات کے بعد۔۔۔"

"میں جانتی ہوں۔ میں جانتی ہوں۔ کہ میں نے بے وقوفی کی بات کی تھی لیکن الیگزنڈر"

"ماں... خدا کے لئے..."

اس کی ماں نے اثبات میں سر ہلایا اور خاموش ہو گئی۔ اچانک ڈیک کا دروازہ کھلا اور کسی نے ٹینا کو اندر پھینک دیا۔ وہ منہ کے بل فرش پر گر ہی۔ تینوں عورتوں نے نظریں اٹھا کر دیکھا۔ زرڈا اور بدصورت ادھیڑ عمر خانہ بدوش دروازے میں کھڑے دانت نکوسے ہنس رہے تھے۔ ٹینا وہیں پر پڑی رہی۔ جہاں وہ گری تھی۔ بالکل بے حس وحرکت، صاف ظاہر تھا۔ کہ وہ بے ہوش ہو چکی تھی۔ اس کی پشت کے کپڑے پھاڑ دیئے گئے تھے۔ اور پیٹھ پر زخم کے گہرے نشان تھے۔ جن پر خون کے لوتھڑے جمے ہوئے تھے۔ اسے بڑی بے رحمی سے کوڑے مارے گئے تھے۔

"دیکھ لیا۔" زرڈا نے کہا۔ "اب اگر کسی نے ایسی حرکت کی تو اس کا اس سے بھی برا حال ہو گا۔ سمجھیں!"

یہ کہہ کر وہ باہر نکل گیا۔ اور دروازہ بند کر دیا۔ تینوں خوفزدہ عورتیں پھٹی پھٹی آنکھوں سے ستم رسیدہ لڑکی کو تھوڑی دیر تک گھورتی رہیں۔ اور پھر دو زانو ہو کر اس کو سہارا دے کر اٹھانے کی کوشش کرنے لگیں

۵

بومین نے انگلینڈ کو جو کال بک کرائی تھی وہ جلد ہی مکمل ہو گئی اور وہ پندرہ

منٹ سے اندر اندر واپس ہوٹل پہنچ گیا۔ خاصا کمرے تک کے برآمدے کے فرش پر قالین بچھے ہوئے تھے۔ اس لئے وہ بے آواز چلتا ہوا دروازے تک جا پہنچا۔ اس نے دروازے کے ہینڈل پر ہاتھ رکھا ہی تھا۔ کہ آواز سنائی دی۔ اس نے غور سے سننے کی کوشش کی۔ یہ سسیل کی آواز تھی۔ جو وقفوں کے بعد آ رہی تھی۔ لیکن وہ کیا کہہ رہی تھی۔ یہ اس کی سمجھ میں نہ آیا کیونکہ بند دروازے کی وجہ سے آواز دب گئی تھی۔ وہ دروازے پر کان لگانے ہی والا تھا۔ کہ ملازمہ برآمدے میں نمودار ہوئی۔ یومین غیر متعلق انداز میں آگے چلنے لگا۔ ملازمہ کے جانے کے بعد وہ واپس دروازے پر آیا۔ اب کمرے میں خاموشی چھائی ہوئی تھی۔ اس نے دروازہ کھٹکھٹایا اور اندر داخل ہو گیا۔

سسیل کھڑکی کے پاس کھڑی تھی۔ جونہی اس نے دروازہ بند کیا۔ وہ مڑی اور مسکرا کر اسے دیکھنے لگی۔ اس وقت وہ پہلے سے بھی زیادہ خوش نظر آ رہی تھی۔

" بڑی کھلی ہوئی ہو۔" یومین نے کہا۔ " ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ میرے بغیر تم زیادہ ہی خوش رہی ہو۔ آخر تم میرے بغیر کس طرح خوش رہ لیتی ہو۔؟ جبکہ میں ہر وقت تمہاری یادوں کو سینہ سے لگائے پھرتا ہوں۔"

" بیکار باتیں مت کرو۔" سسیل کے ہونٹوں کی مسکراہٹ غائب ہو چکی تھی" اور یہ بتاؤ۔ کہ تم نے اپنا نام مسٹر پارکر رجسٹر کروایا ہے۔ اور تم نے پاسپورٹ بھی دکھایا ہے۔ آخر تم نے یہ سب کچھ کیسے کر لیا مسٹر یومین؟"

" وہ پاسپورٹ میرے ایک دوست نے دلوا دیا تھا۔"

" کیوں نہیں! کیا تمہارا دوست بہت اہم شخصیت ہے؟"

" تمہیں اس سے کیا؟"

"مجھے سچ سچ بتا دو کہ تم کون ہو اور کیا کام کرتے ہو۔؟"

"میں تمہیں سب کچھ بتا چکا ہوں۔"

"بیشک بیشک۔ وہ تو میں بھول ہی گئی تھی۔ تم روڈ انسپکٹری کرتے ہو۔" وہ سرد آہ بھرتے ہوئے بولی۔ "اب ناشتہ کی بابت کیا خیال ہے؟"

پہلے میں شیو کروں گا۔ اگرچہ اس سے میرا بہروپ خراب ہو گا۔ لیکن میں دوبارہ میک اپ کر لوں گا۔ اس کے بعد ناشتہ کروں گا۔"

اس نے اپنے سوٹ کیس سے شیو کا سامان نکالا۔ باتھ روم میں گیا۔ دروازہ بند کر کے شیو کرنے لگا۔ اس دوران اس نے اس طرف دیکھا۔ وہ بھی اس باتھ روم میں آئی تھی۔ لیکن اس نے غسل نہیں کیا تھا صرف بالوں میں کنگھی کی تھی۔ اس کا مطلب یہ ہوا۔ کہ پندرہ منٹ جو اس نے غسل میں صرف کئے تھے۔ اس دوران وہ کچھ اور بھی کرتی رہی تھی۔ کیا کرتی رہی تھی۔ یہ لومین کی سمجھ میں نہ آیا۔ یہ سب کچھ اسے اس طرح معلوم ہوا کہ غسل خانہ کا ٹب بالکل خشک تھا۔ اور اس کا ٹیپ بھی نہیں کھولا گیا تھا۔ اس طرح تولیہ بھی خشک تھا۔ لومین نے شیو کیا۔ اس کے بعد اپنا میک اپ درست کیا۔ اور سیسیل کو لے کر ہوٹل میں چلا گیا۔ وہ ایک میز کے پاس دونوں جا بیٹھے۔ اس وقت ریستوران میں کافی ہجوم تھا جن میں مقامی لوگ اور سیاح دونوں ہی شامل تھے۔ ابھی وہ پوری طرح بیٹھے بھی نہ تھے۔ کہ ان کی نظر بڑی سی رولس رائس کار پر پڑی جو ہوٹل کے پائیں باغ میں کھڑی ہوئی تھی۔ اور اس کے پاس ہی اس کی ڈرائیور کار کے رنگ کی وردی میں ملبوس کھڑی تھی سیسیل نے تعریفی نظروں سے کار کو دیکھا۔

"کتنی شاندار کار ہے [illegible]

"بے شک۔" یومین نے اس سے اتفاق کرتے ہوئے کہا۔" اس کی ڈرائیو بھی شاندار ہے کیا تمہارا خیال ہے۔ کہ وہ اتنی بڑی کار کو چلا لیتی ہو گی۔ خصوصاً جبکہ اس کار میں بھاری بھرکم آدمی سوار ہو۔

سسیل نے اس کی نظروں کا پیچھا کیا۔ ان سے تیسری منزل پر لی گرینڈ ڈک اور لیلا بیٹھے تھے۔ ان کے پاس ہی ایک بیرا بڑی سی ٹرے میں کھانے پینے کی چیزیں لئے کھڑا تھا۔ لی گرینڈ ڈک نے چیزیں اٹھا کر میز پر رکھ لیں اور ایک گلاس اورنج جوس کا پیا۔ پھر دوسری چیزیں کھانے میں مصروف ہو گیا۔ جب بیرا برتن اٹھا کر جانے لگا۔ تو لی گرینڈ ڈک نے کہا۔" میرا خیال تھا کہ یہ شخص اب پھر کبھی نہیں آئے گا۔ اس لئے میں نے ایک ہی دفعہ سب چیزیں منگوا لیں؟"

"چارلس۔" لیلا نے کہا۔" تمہیں اپنے پیٹ کا خیال رکھنا چاہئے۔ تم ناشتہ میں بہت کچھ کھا چکے ہو۔"

"ابھی تو میں نے کھایا ہی کیا ہے؟" لی گرینڈ ڈک نے کہا۔" بھوک ذرا سی بھی تو کم نہیں ہوئی۔ ذرا دیا وہ پلیٹ۔"

"ارے۔" سسیل نے یومین کا بازو پکڑتے ہوئے کہا۔" وہ تو لیلا اور ڈیوک ہیں"

"اس میں تعجب کی کونسی بات ہے؟" یومین نے کہا۔ اور لی گرینڈ ڈک کو بدستور دیکھتا رہا۔ لیلا نے اس کے لئے کافی انڈیلی۔" یہ بالکل قدرتی بات ہے اسے یہاں ہونا ہی چاہئے تھا۔ جہاں خانہ بدوش ہیں وہیں ان کے لوک گیت جمع کرنے والا بھی ہونا چاہئے بلاشبہ بہترین ہوٹل بھی ہونا چاہئے۔ کیونکہ وہ ایک امیر کبیر آدمی ہے اور یہ لیلا تو اس پر خاصی مہربان معلوم ہوتی ہے۔ لیکن ان دونوں میں معاشقہ تو شروع نہیں ہو گیا؟" کیا

وہ اچھا کھانا پکا سکتی ہے؟"

"ہاں۔ کیوں نہیں! وہ ایک اچھی باورچن ہے۔"

"تب تو وہ ضرور اسے اغوا کر کے لے جائے گا۔"

"لیکن اب تک وہ اس کے ساتھ کیا کر رہی ہے؟"

"ارے بھئی تم نے تو اسے سینٹ میری میں ملنے کو کہا تھا۔ وہ وہاں جانا چاہتی ہوگی اس کے پاس کار بھی نہیں ہے کیونکہ اسے ہم لے آئے ہیں۔ ڈیوک بھی وہاں جا رہا ہے۔ اور اس کے پاس کار بھی ہے۔ مجھے سو فیصدی یقین ہے کہ وہ شاندار رولس رائیز اسی کی ہے۔۔۔۔

۔۔۔۔ دونوں کے تعلقات بھی کافی گہرے معلوم ہوتے ہیں لیکن میری سمجھ میں یہ نہیں آیا کہ وہ اس بد شکل بیٹو کے ساتھ کیسے گزارہ کرے گی۔"

"میرا خیال ہے کہ وہ اتنا بدصورت تو نہیں۔ اپنے انداز میں وہ قبول صورت ہے"

"تم ٹھیک ہی کہتے ہو۔"

"تم اسے ناپسند کرتے ہو۔" وہ بولی۔ "صرف اس لئے کہ اس نے تمہیں۔۔"

"مجھے اس کی کسی بات کی کوئی پرواہ نہیں۔ وہ ڈینگیں مارتا ہے اور جھوٹا بھی ہے۔ میں شرط لگا سکتا ہوں کہ وہ یہاں خانہ بدوشوں کے لوک گیت جمع کرنے کے لئے یا ان کی بابت معلومات حاصل کرنے کے لئے نہیں آیا ہے۔ اگر وہ واقعی مشہور مصنف ہوتا تو ہمیں بھی اس کی بابت معلوم ہونا چاہئیے تھا۔ ہم نے تو اس کا نام کبھی نہیں سنا۔ اور پھر پچھلے تین سال سے متواتر یہاں کیوں آرہا ہے۔ خانہ بدوشوں کے رسم و رواج کی بابت معلومات حاصل کرنے کے لئے اس کا ایک مرتبہ ہی یہاں آنا کافی تھا۔

"ہو سکتا ہے کہ وہ خانہ بدوشوں کو پسند کرتا ہو۔"

"ہاں ہاں ہو سکتا ہے۔ کہ وہ ان کو غیر معمولی وجوہات کی بنا پر پسند کرتا ہو۔"
سسیل نے اس کی طرف دیکھا۔ رکی اور دھیمی آواز میں بولی۔ "کیا تمہارے خیال میں وہ گیس سڑوم ہے؟"
"میں نے اس قسم کی کوئی بات نہیں کہی۔ اور یہاں یہ نام مت لو..... اگر تمہیں زندگی عزیز ہے۔ تو اس کا نام منہ سے مت نکالو۔"
"لیکن ...."
"لیکن ویکن کچھ نہیں..... ہمیں پوری احتیاط سے کام لینا چاہیئے"
"اچھا جی۔ غلطی ہو گئی۔ اب ایسا نہیں ہوگا۔"
"ٹھیک ہے۔"
وہ لی گرینڈ ڈک کی میز کی طرف دیکھ رہا تھا۔ لیلا کھڑی ہو چکی تھی۔ اور باتیں کر رہی تھی۔ لی گرینڈ ڈک نے ہاتھ سے اشارہ کیا۔ اور وہ ہوٹل کے دروازہ کی طرف گئی
بومین نے اسے دروازے سے باہر جاتے ہوئے دیکھا۔
"وہ خوبصورت ہے۔ ہے نا؟" سسیل نے کہا۔
"ایں۔ کیا کہا؟" بومین نے چونکتے ہوئے کہا۔ "ہاں۔ ہاں۔ بے شک وہ حسین ہے بدقسمتی کی بات یہ ہے۔ کہ میں تم دونوں سے شادی نہیں کر سکتا۔ کیونکہ قانون اس کی اجازت نہیں دیتا" یہ کہہ کر وہ پھر خیالوں میں ڈوب گیا۔ اس نے لی گرینڈ ڈک کو دیکھا۔ پھر سسیل سے کہنے لگا۔ "جاؤ اس بوڑھے سے باتیں کرو۔ اس کا ہاتھ دیکھو۔ اور اس کی قسمت کا حال بتاؤ"
"کیا کہا؟"
"جاؤ۔ ڈیوک کے پاس جاؤ۔"

"مجھے اس قسم کا مذاق پسند نہیں۔"

"نہ ہی مجھے پسند ہے۔" بومین نے کہا۔ "لیکن کیا کروں مجبوری ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ تم جا کر ڈیوک کا ہاتھ دیکھ کر اس کی قسمت کا حال بتاؤ۔ وہ اس بھیس میں تمہیں پہچان نہیں سکے گا۔ کیونکہ اس نے تمہیں زیادہ قریب سے نہیں دیکھا ہے۔ رہی لیلا تو اس وقت وہ وہاں موجود نہیں کہ تمہیں پہچان سکے۔ موقع اچھا ہے۔ اس سے فائدہ اٹھانا چاہیے۔"

"نہیں۔ میں نہیں جاؤں گی۔"

"پلیز سسیل!"

"نہیں۔"

"یہ بہت ضروری ہے۔"

"اچھا جیسی تمہاری مرضی۔" وہ اٹھ کر کھڑی ہو گئی۔

"جاؤ اور اس کا ہاتھ دیکھ کر کہنا کہ مستقبل قریب میں اس کے عظیم الشان منصوبے ہیں۔ جن میں وہ کامیاب نہیں ہو سکتا ... اتنا کہہ کر خاموش ہو جانا۔ اسے یہ تاثر دینے کی کوشش کرنا کہ اس کا کوئی مستقبل نہیں ہے پھر اس کے ردعمل کا مشاہدہ کرنا۔"

"تو کیا تمہیں واقعی شک ہے۔"

وہ ہچکچاتی ہوئی لی گرینڈ ڈک کی طرف جانے لگی۔ پھر رک گئی اور بولی "سارا سے میرے لئے دعا کرنا۔"

"سارا سے؟"

"ہاں سارا سے۔ وہی خانہ بدوشوں کی دیوی ہے۔"

بومین نے اسے جاتے ہوئے دیکھا۔ جاتے جاتے اس کی ٹکر پادری سے ہو گئی۔

دونوں نے ایک دوسرے سے معذرت طلب کی۔ یہ پادری سائمن سرل تھا۔ اس کے بعد سیل لی گرینڈ ڈک کی میز کے پاس جا کر رکی۔ لی گرینڈ ڈک نے خشمگیں نظروں سے اسے دیکھا جیسے کہ اسے دخل در معقولات ناپسند ہو۔

"کیوں، کیا ہے؟" وہ بولا۔

"گڈ مارننگ سر" سیل نے سلام کیا۔

"ہاں۔ ہاں۔ گڈ مارننگ" اس نے کافی کا پیالہ اٹھاتے ہوئے کہا۔ "تم کیا چاہتی ہو۔؟"

"قسمت کا حال سر"

"تم دیکھتی نہیں ہو کہ میں مصروف ہوں۔ جاؤ۔"

"صرف دس فرانک۔ پیارے سر"

"میرے پاس دس فرانک نہیں ہیں۔" اس نے کافی کا پیالہ میز پہ رکھ دیا اور پہلی مرتبہ غور سے سیل کو دیکھا۔ "ارے تم تو خاصی قبول صورت ہو۔ اگر تمہارے بالوں کا رنگ سنہری ہوتا تو قیامت ڈھاتیں۔"

سیل مسکرائی اور بے تکلفی سے کرسی پہ بیٹھ کر لی گرینڈ ڈک کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں تھام کر کہنے لگی۔ "تمہاری زندگی کی لکیریں بڑی لمبی ہیں۔"

"اس میں شک کی کوئی گنجائش نہیں کہ میری عمر طویل ہے۔ کیونکہ میری صحت قابل رشک ہے۔"

"اور آپ ایک شریف خاندان سے تعلق رکھتے ہیں۔"

"یہ تو کوئی احمق بھی دیکھ سکتا ہے۔"

" آپ بڑے رحم دل واقع ہوئے ہیں "

" بھوک کی حالت میں میں قطعاً رحم دل نہیں ہوتا " اس نے ہاتھ کھینچتے ہوئے کہا۔
اور پلیٹ میں سے کریم رول اٹھا کر کھانے لگا۔ اس نے لیلا کو واپس آتے ہوئے دیکھا۔ تو کریم رول سے سیسل کی طرف اشارہ کرتے ہوئے لیلا سے کہا۔

" اس بلا سے میرا پیچھا چھڑاؤ۔ یہ مجھے پریشان کر رہی ہے "

" لیکن تم تو پریشان دکھائی نہیں دیتے۔ چارلس "

" بھوک سے میرا بُرا حال ہے۔ وہ تم کس طرح دیکھ سکتی ہو "

لیلا سیسل کی طرف مڑی اور نیم دوستانہ مسکراہٹ کے ساتھ اسے دیکھا۔ یہ مسکراہٹ اس وقت غائب ہو گئی۔ جب اس نے سیسل کو پہچان لیا۔ لیکن پھر مسکرانے لگی۔ اور بولی

" میں چاہتی ہوں کہ تم میرا ہاتھ دیکھ کر میری قسمت کا حال بتاؤ "

" نا بابا۔ مجھے تنگ مت کرو۔ اسے یہاں سے لے جاؤ " لی گرینڈ ڈک نے بیزاری کے انداز میں کہا۔

وہ دونوں وہاں سے ہٹ گئیں۔ لی گرینڈ ڈک انہیں جاتے ہوئے دیکھتا رہا۔ اس کا منہ چل رہا تھا۔ اور ماتھے پر سلوٹیں پڑی ہوئی تھیں۔ پھر اس نے اس کرسی کی طرف ۔۔۔ دیکھا۔ جہاں لیلا بیٹھی رہی تھی۔ بوبین اسے دیکھ رہا تھا۔ لیکن دونوں کی نظریں چار ہوئیں۔ تو بوبین نے نظریں جھکا لیں۔ اور دوسری طرف دیکھنے لگا۔ لی گرینڈ ڈک نے اس کی نظروں کا پیچھا کیا۔ اسے ایسا محسوس ہوا جیسے کہ اس کی توجہ کا مرکز وہ پادری تھا۔ جو اس کے دائیں طرف میز پر بیٹھا کافی پی رہا تھا۔ لی ڈک نے دلچسپی سے یہ بات بھی نوٹ کی کہ وہ پادری خود اس کی ذات میں دلچسپی لے رہا تھا۔ بوبین نے سیسل اور لیلا کی طرف دیکھا

سسیل نے لیلا کا ہاتھ تھام رکھا تھا۔ اور کچھ کہہ رہی تھی۔ جیسے کہ وہ اس کی قسمت کا حال بتا رہی ہو۔ اس نے لیلا کو سسیل کے ہاتھ میں کچھ تھماتے ہوئے دیکھا۔ اس کے بعد بوبی نے ان دونوں میں دلچسپی لینی چھوڑ دی۔ اور دوسری طرف دیکھا۔ اسے الیگزنڈر کی بہن میری لی ہینباٹ دکھائی دی۔ وہ تیزی سے جا رہی تھی۔ وہ ہوٹل کے دروازے میں سے صاف نظر آ رہی تھی۔ وہ میلے میں سے گذر رہی تھی۔ سسیل اس کے پاس آ بیٹھی۔

معاف کرنا۔ ایک کام اور کرنا پڑے گا تمہیں۔"

"لیکن کیا تم میری رپورٹ نہیں سننا چاہتے اور پھر ہم کو ناشتہ بھی کرنا ہے۔"

"یہ کام بعد میں بھی ہو سکتے ہیں۔ سبز اور سیاہ لباس میں اس خانہ بدوش لڑکی کا تمہیں پیچھا کرنا ہے اور یہ دیکھنا ہے کہ وہ کہاں جاتی ہے اس وقت وہ بہت جلدی میں ہے جاؤ جلدی کرو کہیں وہ ہجوم میں گم نہ ہو جائے۔" اس نے میری کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"اچھا جی۔" کہہ کر وہ اٹھی اور ہوٹل کے دروازے سے باہر نکل گئی۔ بوبی نے اسے جاتے ہوئے دیکھنے کی کوشش نہ کی۔ اس کی بجائے وہ سامنے سرل کی طرف دیکھنے لگا۔ سرل میز پہ کافی کے پیالے کے پاس سکے چھوڑ کر اٹھا اور باہر نکل گیا۔ چند لمحے بعد بوبی بھی اس کے پیچھے روانہ ہو گیا۔ لی گرینڈ ڈک نے دونوں کو جاتے ہوئے دیکھا۔

پادری کے لمبے لبادے کی وجہ سے اس کا تعاقب کرنا آسان تھا۔ وہ ہجوم میں نمایاں نظر آ رہا تھا۔ پادری نے اپنے آپ کو چھپانے کی کوشش بھی نہیں کی اس لئے بھی اس کا پیچھا کرنا چنداں مشکل نہ تھا۔ آہستہ آہستہ دونوں کا درمیانی فاصلہ کم ہونے لگا۔ جو گھٹ کر بالآخر دس فٹ رہ گیا۔ اب وہ سسیل کو بھی دیکھ سکتا تھا۔ جو سرل سے دس فٹ آگے چلی جا رہی تھی۔ اس سے آگے میری لی ہینباٹ جا رہی تھی۔ بوبی نے اپنی رفتار مزید تیز

کر دی اور سرل کے قریب پہنچ کر موقع کا انتظار کرنے لگا۔

وہ موقع اچانک ہی آ گیا۔ مچھلی کی دکانوں کے قریب کچھ خانہ بدوش دبلے پتلے کمزور گھوڑے بیچ رہے تھے۔ ابھی پوبین کا سرل سے فاصلہ پانچ فٹ ہو گا۔ کہ اس کی ٹکر ایک موٹے تازے سیاہ فام نوجوان آدمی سے ہو گئی۔ دونوں نے ایک دوسرے سے معذرت کی اور اپنی اپنی راہ پر چلنے لگے۔ دو قدم آگے جا کر سیاہ فام نوجوان آدمی چونک کر مڑا۔ اور پوبین کو دیکھنے لگا۔ جواب تقریباً اس کی نظروں سے اوجھل ہو چکا تھا۔

پوبین سے آگے سرل ٹھہر گیا۔ کیونکہ اس کے سامنے ایک گھوڑا رک گیا تھا۔ اس گھوڑے نے پادری کا راستہ روک دیا تھا۔ سرل اس سے بچنے کے لئے پیچھے ہٹا۔ عین اسی وقت پوبین نے پیچھے سے اس کے گھٹنے میں زوردار ٹھوکر ماری۔ سرل پاؤں پکڑ کر زمین پر بیٹھ گیا۔ پوبین دو گھوڑوں کے درمیان چھپا ہوا۔ سرل کے اوپر جھکا۔ اور دونوں ہاتھوں سے اس کا گلا گھونٹنے لگا۔ حتیٰ کہ سرل بے ہوش ہو گیا۔

"ارے ان کم بخت گھوڑوں کو قابو میں کرو۔" پوبین نے چیخ کر کہا۔

فوراً کئی خانہ بدوش آگے بڑھے۔ انہوں نے گھوڑوں کو قابو کیا اور دونوں گھوڑوں کو ہٹا کر دیکھا۔ انہیں زمین پر لیٹا ہوا سرل نظر آیا۔

"ارے انہیں کیا ہوا ہے۔؟" ان میں سے ایک نے کہا۔

"یہ ان گھوڑوں کی کارستانی ہے۔ تم لوگ ان کو سنبھال بھی نہیں سکتے۔ اس گھوڑے کی دولتی سے یہ بے ہوش ہو گئے ہیں۔ اب کھڑے کھڑے منہ کیا تک رہے ہو۔ جلدی سے ڈاکٹر کو بلاؤ۔"

ایک خانہ بدوش ڈاکٹر کو بلانے کے لئے چلا گیا۔ جبکہ دوسرے پادری کو ہوش میں

لانے کی کوشش کرنے لگے. جب وہ لوگ پادری کی طرف متوجہ ہوئے. تو یوین موقع غنیمت جان کر وہاں سے کھسک گیا. لیکن سیاہ فام نوجوان آدمی نے اسے فرار ہوتے ہوئے دیکھ لیا تھا

جب سہیل واپس لوٹی تو یوین ناشتہ ختم کر چکا تھا.

"مجھے زور کی بھوک لگی ہے." سہیل نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا.

یوین نے بیرے کو بلایا اور ناشتہ لانے کا آرڈر دیا.

"ہوں. تو اب بتاؤ کہ تم نے کیا دیکھا؟"

"وہ ایک کیمسٹ کی دکان میں گئی. اور مرہم پٹی کا سامان خریدا. اور واپس قافلے میں چلی گئی...... اور ایک ویگن میں داخل ہو گئی."

"اس ویگن کا رنگ سبز تھا؟"

"ہاں. وہاں دو عورتیں اس کا انتظار کر رہی تھیں اور پھر وہ تینوں اندر چلی گئیں."

"وہ دو عورتیں کیسی تھیں؟"

"ایک بوڑھی تھی اور دوسری جوان جس کے بال سرخ رنگ کے تھے."

"وہ میری کی ماں اور سارا تھیں. بے چاری ٹینا."

"میں تمہارا مطلب نہیں سمجھی."

"سمجھنے کی ضرورت بھی نہیں. یہ معرفت کی باتیں ہیں جن کو کوئی پہنچا ہوا انسان ہی سمجھ سکتا ہے." یوین نے کہا: "تم اس ہنسوں کے جوڑے کو دیکھو."

سہیل نے ادھر دیکھا. جدھر یوین نے اشارہ کیا. وہاں لی گرینڈ ڈک کھانے پینے سے فارغ ہو کر میٹھا مسکرا کر لیلا کو دیکھ رہا تھا.

"تمہاری سہیلی بڑی بھولی بھالی نظر آ رہی ہے."

"جی ہاں۔ بالکل میری طرح۔"

"تو تم نے اسے سب کچھ بتا دیا؟"

"نہیں۔ میں نے صرف اتنا بتایا ہے۔ کہ تم اپنی جان بچانے کے لئے جد وجہد کر رہی ہو۔"

"کیا اسے اس بات پر تعجب نہیں کہ تم یہاں آئی ہو!"

"میں نے اسے کہہ دیا ہے کہ میں یہاں آنا چاہتی تھی۔ میلہ دیکھنے کے لئے۔"

"کیا تم نے اسے بتا دیا ہے کہ مجھے ڈیوک پر شک ہے؟"

"لیکن۔۔۔۔"

"ٹھیک ہے۔ کوئی بات نہیں۔ اچھا یہ بتاؤ۔ کہ اس نے تمہیں کیا بتایا۔"

"کوئی خاص بات نہیں بتائی۔ صرف اتنا بتایا ہے۔ کہ وہ خانہ بدوشوں کی مذہبی رسومات دیکھنے کے لئے رکے تھے۔"

"مذہبی رسومات؟"

"ہاں۔"

"کیا وہ مذہبی رسومات کسی باقاعدہ پادری نے انجام دی تھیں؟"

"ہاں۔ لیلا نے یہی کہا تھا۔"

"اپنا ناشتہ ختم کر لو۔" اس نے اپنی کرسی کو پیچھے ہٹاتے ہوئے کہا۔ "میں ابھی آیا"

"لیکن میرا خیال تھا۔ کہ تم ڈیوک کا ردعمل جاننے کے خواہش مند ہو گے کیونکہ اسی لئے تم نے مجھے بھیجا تھا۔"

"کیا واقعی؟" لوسین نے کہا۔ "اچھا تمہاری رام کہانی پھر کبھی سن لیں گے۔"

سیسل حیرت سے اسے جاتے ہوئے دیکھتی رہی۔

زرڈا کے سامنے چار آدمی بیٹھے تھے۔ فرینک، سامئن سرل، وہ بدصورت آدمی جس نے پیٹلے سے بات کی تھی۔ اور وہ سیاہ فام نوجوان آدمی جو میلے میں بومین سے ٹکرایا تھا۔

"تو تم نے اسے دیکھا تھا؟" زرڈا نے سیاہ فام نوجوان سے پوچھا۔

"اس کے چہرے کا رنگ سیاہ تھا۔ سرخ اور سفید نہیں جیسا کہ تم کہتے ہو۔" سیاہ فام نوجوان نے کہا۔ "اور اس کے مونچھیں بھی تھیں۔"

"وہ یقیناً بھیس بدلے ہوئے تھے۔" زرڈا نے کہا۔ "لیکن اپنی فطرت کو وہ پوشیدہ نہیں رکھ سکتا۔ اور اس کی فطرت ہے مار پیٹ کرنا۔"

"کاش کہ یہ شخص مجھے مل جائے۔" لکار پو نے کہا۔ یہ وہی بدصورت ادھیڑ عمر شخص تھا۔ جس نے پیٹلے سے مذاق کیا تھا۔

"تو تم نے اسے جلدی میں دیکھا تھا۔" زرڈا نے سیاہ فام نوجوان سے کہا......

......"اور تم اس کی شکل اچھی طرح نہ دیکھ سکے۔" پھر وہ سرل کی طرف مڑا اور بولا۔

"اور تمہیں تو اس کو دیکھنے کا موقع ہی نہیں ملا ہوگا۔"

"ہاں۔ میں نے کچھ نہیں دیکھا۔ اس نے پیچھے سے میرے گھٹنے پر ٹھوکر ماری اور میرا گلا دبوچ لیا۔ اب تک گردن میں درد ہو رہا ہے۔" سرل نے گردن پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا۔

"آخر تم ہوٹل میں گئے کیوں تھے؟"

"میں دراصل لی گرینڈ ڈک کو قریب سے دیکھنا چاہتا تھا۔ تم نے ہی مجھے اشتیاق دلایا تھا۔ یہ کہہ کر وہ کیپس سٹروم ہے۔ میں اس کی آواز سننا چاہتا تھا۔ کیونکہ کیپس سٹروم فون پر مجھے ہدایات دیتا ہے۔"

"وہ ایک انگریز عورت کے ساتھ آیا اور بالکل بے ضرر ہے۔"

"اس قسم کے آدمی عموماً بے ضرر ہی دکھائی دیتے ہیں۔" سرل نے کہا۔

"اور ہوشیار آدمی ایسی حرکت نہیں کرتے۔ جیسی کہ تم نے کی ہے" زرڈا نے کہا۔

"اب بومین کو معلوم ہو گیا ہے۔ کہ تم کون ہو۔ اور شاید اسے یہ بھی علم ہو گیا ہے۔ ایگزوڈر کی ماں کے ویگن میں کوئی نہایت زخمی حالت میں پڑا ہے۔ اگر واقعی لی گرینڈ ڈک دہی ہے جو تم سمجھتے ہو۔ یعنی گیس سٹروم۔ تو وہ یہ تمام باتیں برداشت نہیں کرے گا۔" یہ الفاظ سن کر سرل کے چہرے کا رنگ اڑ گیا۔

زرڈا نے اپنی بات جاری رکھتے ہوئے کہا۔ "سب سے خطرناک بومین ہے۔ اس کو ہر قیمت پر خاموش کرنا پڑے گا۔ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے اور آج ہی۔ لیکن بڑی احتیاط اور خاموشی کے ساتھ۔ اس طرح کہ کسی کو شبہ تک نہ ہو۔ یعنی حادثاتی طور پر۔ ہو سکتا ہے کہ یہاں اس کے دوست بھی موجود ہوں۔ اور خدا جانے وہ دوست کون ہیں؟"

"میں تمہیں بتا چکا ہوں۔ کہ اس کا کام تمام کیا جا سکتا ہے۔" سیاہ فام نوجوان نے کہا۔

"یہ کام لکارڈو کر سکتا ہے۔ کیونکہ بومین نے اس سے پہلے اسے نہیں دیکھا ہے۔" زرڈا نے کہا۔ "اس کام کے لئے وہی موزوں ترین آدمی ہے۔"

پھر وہ لکارڈو سے مخاطب ہو کر بولا۔ "تم ہوٹل میں جاؤ۔ اس پر نظر رکھو۔ اس کا پیچھا کرو۔ اب اس کو بھاگ نکلنے کا موقع نہیں ملنا چاہئے۔ تم اس کو مار کر ہی واپس آؤ گے۔"

"میں یہ کام بڑی خوشی سے کرنے کو تیار ہوں۔" لکارڈو نے کہا۔ "وہ میرے ہاتھ سے بچ کر نہیں جا سکتا۔"

"شاباش۔ مجھے تم سے یہی امید تھی۔ لیکن کوئی تشدد نہیں ہونا چاہیے۔" ندوڈا نے کہا۔

"تشدد نہیں ہوگا۔ بالکل نہیں ہوگا" لکاریو نے کہا۔ "لیکن میں اس کی شکل تو اچھی طرح پہچانتا نہیں۔ لمبا تڑنگا۔ مضبوط نوجوان۔ ایسے تو سینکڑوں نوجوان یہاں ہوں گے۔ میں اسے کس طرح پہچانوں گا؟"

"اگر یہ وہی نوجوان ہے تو اس کے ساتھ ایک خانہ بدوش لڑکی بھی ہوگی۔" سرل نے کہا۔ "میں نے ہوٹل میں ان دونوں کو ایک ساتھ دیکھا تھا۔ وہ لڑکی نوجوان، خوبصورت سیاہی مائل رنگ کی ہے۔ اس نے سبز اور سنہری رنگ کا خانہ بدوش لڑکیوں کا لباس پہنا ہوا ہے۔ اور دائیں کلائی میں سونے کے کڑے پہنے ہوئے تھے۔"

سہیل نے باقیماندہ ناشتہ کو دیکھا۔ اسی لمحہ لوسین اس کے ساتھ آ شامل ہوا۔

"تم کہاں گئے تھے؟"

"ذرا خرید و فروخت کے لئے گیا تھا۔"

"کیا خریدا؟"

"کچھ نہیں۔"

"محض بہانہ سازی! پھر اب کیا ارادے ہیں؟"

"مجھے کچھ ضروری کام کرنے ہیں۔"

"جیسے کہ ابھی کر کے آئے ہو۔"

"یہ مذاق نہیں حقیقت ہے کہ مجھے بہت ضروری کام کرنا ہے۔"

"مثلاً؟"

"یہاں بیٹھنا اور انتظار کرنا۔" یومین نے کہا۔ "کیا تم نے اس شہر میں چینی لوگ دیکھے ہیں؟"

"یہ تم کیا بے تکی باتیں کر رہے ہو؟"

"دیکھو وہ ایک چینی جوڑا بیٹھا ہوا ہے۔ بالکل رومیو اور جولیٹ معلوم ہو رہے ہیں۔ ادھر مت دیکھنا۔ اس چینی کی عمر چالیس سال ہو گی۔ اس کے ساتھ جو عورت ہے وہ اس کے مقابلہ میں بہت کم عمر ہے صورت شکل بھی اچھی ہے۔ یوریشین معلوم ہوتی ہے۔ دونوں دھوپ کے چشمے لگائے ہوئے ہیں ایسے کہ تم اندازہ نہیں لگا سکیں۔ کہ وہ کدھر دیکھ رہے ہیں۔"

سیسل نے اپنا پیالہ اٹھایا۔ اور اس کی آڑ میں سے ادھر دیکھا۔ جدھر یومین نے اشارہ کیا تھا۔ پھر بولی۔ "اچھا وہ لوگ؟ اب میں انہیں دیکھ رہی ہوں۔"

"اس قسم کے چشمے لگائے ہوئے لوگوں سے محتاط رہنا ان پر کبھی بھروسہ نہ کرنا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ لی گرینڈ ڈک میں خاصی دلچسپی لے رہا ہے۔" یومین نے کہا اور چینی جوڑے کو دیکھا۔ پھر اس نے لیلا اور لی گرینڈ ڈک کو دیکھا۔ اس کے بعد پھر چینی جوڑے کو دیکھنے لگا۔ مختصر وقفے کے بعد اس نے کہا۔

"اب ہمیں چلنا چاہیئے۔"

"لیکن اس ضروری کام کو کیا ہوا جس کا تم ابھی تھوڑی دیر پہلے ذکر کر رہے تھے!"

"وہ ضروری کام ہو چکا ہے۔" یومین نے کہا۔ آؤ چلیں"

لی گرینڈ ڈک نے انہیں رخصت ہوتے ہوئے دیکھا۔ پھر لیلا سے کہا، "ایک

گھنٹے کے بعد ہم اپنی رعایا کو شرف باریابی بخشیں گے۔"

"رعایا۔؟"

"ہاں، خانہ بدوش۔ لیکن اس سے پہلے میں اپنی کتاب کا ایک اور باب مکمل کرنا چاہتا ہوں۔"

"کاغذ اور قلم لاؤں؟"

"اس کی کوئی ضرورت نہیں۔"

"کیا مطلب؟ کیا تم تصور میں وہ باب قلم بند کرو گے؟ یہ کیسے ہو سکتا ہے؟" اس نے لیلا کے شانوں کو تھپتھپایا اور مسکرانے لگا۔

"ان باتوں کو چھوڑو اور میرے لئے ایک لیٹر ہیڈ کا بندوبست کرو۔ کافی گرمی ہو چلی ہے جاؤ ویٹر کو تلاش کر کے لاؤ۔ پلیز۔"

لیلا نے اس کی ہدایت پر عمل کیا۔ وہ اسے جاتے ہوئے دیکھتا رہا۔ جب اس نے لیلا کو اس خانہ بدوش لڑکی سے باتیں کرتے ہوئے دیکھا۔ جس نے اس کا ہاتھ دیکھ کر قسمت کا حال بتانے کی کوشش کی تھی۔ تو اس نے کسی قسم کی دلچسپی کا اظہار نہ کیا۔ اسی طرح اس نے قریب کی میز پر بیٹھے ہوئے بڑھیا جوڑے کو بھی نظر انداز کر دیا۔ نہ ہی اس نے بوہین کی طرف توجہ دی جو باہر سٹریٹ میں ایک سفید کار میں بیٹھا جا رہا تھا۔ اور سب سے بڑھ کر یہ کہ اس نے اس پر کسی تعجب کا اظہار نہیں کیا۔ کہ جب اس نے اس کار کے پیچھے ایک جیپ کو روانہ ہوتے ہوئے دیکھا۔

سسیل نے سفید کار کی چھت کو تکتے ہوئے کہا۔ "یہ سب کیا ہے؟ یہ کار کہاں سے آئی؟"

"فون سے۔" یوسین نے کہا۔ "میں نے فون پر دو کرائے کی کاریں حاصل کر لی تھیں۔ اس وقت تم ناشتہ کرنے میں مصروف تھیں۔" یہ کار ان میں سے ایک ہے۔"

"دو کاریں۔"

"ہاں دو کاریں۔ کیا پتہ کب دوسری کی ضرورت پیش آجائے! میں نے دونوں کا زر ضمانت جمع کرا دیا ہے۔"

"پرائے مال پر یاسین اسی کو کہتے ہیں۔"

"زندگی زندہ رہنے کے لئے ہے اور روپیہ خرچ کرنے کے لئے۔"

"تم سے بحث کرنا فضول ہے۔ بالکل فضول۔ بہرحال یہ بتاؤ کہ آخر اس کار کی ضرورت کیا تھی۔"

"تاکہ ہم تعاقب کرنے والوں سے محفوظ رہیں۔"

"اچھا میں سمجھی۔ لیلا کی کار میں ہمارے پہچانے جانے کا خطرہ تھا" سمیل نے کہا۔ "اب ہم کہاں جا رہے ہیں؟"

"میں یقین کے ساتھ کچھ نہیں کہہ سکتا۔" میں کسی ایسی جگہ کی تلاش میں ہوں جہاں ہم آزادی سے باتیں کر سکیں۔"

"اچھا!"

"یہ تم مجھے عجیب نظروں سے کیوں دیکھ رہی ہو؟"

"میں سوچ رہی ہوں۔"

"کیا سوچ رہی ہو۔؟"

"وہ لوگ تمہارے پیچھے لگے ہیں۔"

"مجھے معلوم ہے۔"

"پھر تم نے کار بدلنے کی زحمت کیوں کی؟"

"اس لئے کہ اس وقت مجھے معلوم نہیں تھا۔ کہ وہ میرے پیچھے لگ چکے ہیں۔"

"اور اب تم پھر مجھے خطرے میں ڈالنے کے لئے جارہے ہو؟"

"کاش ایسا نہ ہو۔ اگر ایسا ہوا تو مجھے افسوس ہوگا۔ اور اگر وہ مجھے پہچاننے میں کامیاب ہوگئے ہیں تو اس کی وجہ محض وہ خوبصورت خانہ بدوش لڑکی ہے۔ جو اس وقت میرے پاس بیٹھی ہوئی ہے یہ مت بھولو کہ یہ تم تھیں۔ جس کا وہ پادری تعاقب کررہا تھا۔ جس کی میں نے مرمت کی ہے۔ اس لئے میں تمہیں وہاں خطرے میں چھوڑنا نہیں چاہتا تھا۔"

"تم نے میرے لئے کوئی چوائس نہیں چھوڑی ہے۔" سیسل نے کہا۔ "اب میں تمہارے ساتھ جانے کے سوا اور کر بھی کیا سکتی ہوں۔"

بوہین نے کار کے شیشے میں سے پیچھے آنے والی جیپ کو دیکھا۔ جو ان کی کار سے تقریباً سو گز کے فاصلہ پر آرہی تھی۔ سیسل نے بھی پیچھے مڑ کر دیکھا۔

"تم یہاں رک کر اس سے بات کیوں نہیں کر لیتے؟ یہاں بہت سے لوگ آجارہے ہیں۔"

"ہاں بہت سے لوگ آجارہے ہیں۔" بوہین نے کہا۔ "اسی لئے یہاں میں اس سے بات نہیں کرنا چاہتا۔ میں ایسی جگہ اس سے بات کروں گا۔ جہاں دور دور تک دوسرا کوئی نہ ہو۔"

سیسل نے حیرت سے اس کی طرف دیکھا لیکن منہ سے کچھ نہ بولی۔ بوہین کار چلاتا ہوا دریا کے بائیں کنارے پر لے گیا۔ اور پھر یہ یک لخت رک گئے۔ تعاقب کرنے والی جیپ بھی رک گئی۔ بوہین نے پھر کار چلا دی۔ تعاقب کرنے والی جیپ بھی سٹارٹ ہو گئی۔

ایک میل سفر کرنے کے بعد ایک میدانی علاقے میں لوبین نے پھر کار روکی جیپ بھی رک گئی لوبین کار سے باہر نکلا۔ کار کی ڈگی کھولی۔ اوزاروں کے تھیلے سے کوئی اوزار نکال کر جیب میں ڈال لیا۔ ڈگی بند کی۔ اور پھر کار میں آ کر بیٹھ گیا۔ اور اپنی جیب سے اوزار نکال کر اپنے پاس کار کے فرش پر رکھ دیا۔

"یہ کیا ہے؟"

"پہیہ کسنے والا پیچ کش۔"

"کیا پہیوں میں کوئی خرابی پیدا ہو گئی ہے؟"

"پہیہ کسنے والا پیچ کش کسی اور کام بھی آ سکتا ہے۔"

اس نے پھر کار چلا دی۔ چند منٹ کے بعد سڑک کی چڑھائی شروع ہو گئی۔ پھر ایک موڑ آیا۔ موڑ مڑتے ہی سامنے دریائے رون کا پانی چمکتا ہوا نظر آیا۔ لوبین نے پوری طرح بریک لگا دیئے۔ جلدی سے کار سے باہر نکلا۔ اور واپس اس طرف گیا۔ جدھر سے وہ آ رہے تھے۔ موڑ پر جیپ ظاہر ہوئی۔ اور اس کے ڈرائیور نے کار کی رفتار بہت کم کر دی تھی۔ کیونکہ موڑ پر تیز رفتار چلنے سے جیپ کے الٹنے کا اندیشہ تھا۔ جب وہ لوبین سے دس فٹ کے فاصلے پر پہنچی تو لوبین جھپٹ کر اس کی طرف بڑھا اور جیپ پر چڑھ گیا۔ لکار بو نے اسے گھور کر دیکھا۔

"میرا خیال ہے کہ تم میرا پیچھا کر رہے ہو۔" لوبین نے کہا۔

لکار بو نے کوئی جواب نہیں دیا۔۔۔۔ بلکہ ایک ہاتھ سٹیرنگ پر رکھ کر اچھلا۔

لوبین اس حملہ کے لئے پہلے سے ہی تیار تھا۔ وہ ایک طرف کو ہٹ گیا۔ لکار بو اپنے وزن سے آگے کی طرف گیا۔ لوبین نے پیچ کش پوری طاقت سے اس کے بائیں بازو پر دے مارا۔

لکاریو کے منہ سے چیخ نکل گئی۔

"تمہیں کس نے بھیجا ہے؟" بوبین نے پوچھا۔

لکاریو زمین پر پڑا ہوا تکلیف سے بل کھا رہا تھا۔ اس نے دائیں ہاتھ سے اپنا بایاں بازو پکڑا تھا۔ اور منہ ہی منہ میں بوبین کو گالیاں دے رہا تھا۔

"بکواس بند کرو۔" بوبین نے گرجتے ہوئے کہا۔ "میں جانتا ہوں کہ میرا واسطہ قاتلوں سے ہے۔ اور میں قاتلوں سے نمٹنا خوب جانتا ہوں۔ میں نے تمہارا ایک بازو پہلے ہی توڑ دیا ہے۔ جب تک تمہارے ہوش و حواس قائم ہیں۔ میں ایک ایک کر کے تمہارے جسم کی ہڈیاں توڑتا چلا جاؤں گا۔ جب تک کہ تم یہ نہ بتا دو۔ کہ سبزو یگین کی چار عورتیں کیوں خوف زدہ ہیں۔ اگر تم بے ہوش ہو جاؤ گے۔ تو میں یہاں بیٹھ کر تمہارے ہوش میں آنے کا انتظار کروں گا۔ اس کے بعد پھر تمہاری ہڈیاں توڑنے کا عمل شروع کر دوں گا۔"

اسی اثناء میں سیسل کارسے اتر کران کے پاس پہنچ چکی تھی۔۔۔۔ اس کا چہرہ زرد ہو رہا تھا۔ وہ بوبین کا منہ تکتے ہوئے بولی۔ "کیا تم واقعی اس کی ہڈیاں توڑ دو گے؟"

"یو شٹ اپ۔" بوبین نے کہا۔ اور پھر لکاریو سے مخاطب ہوتے ہوئے بولا۔
"ہاں تو بتاؤ جلدی کہ وہ عورتیں کیوں خوف زدہ ہیں؟"

لکاریو نے ایک اور گالی دی۔ اس سے پہلے کہ بوبین اس کا جواب دیتا۔ لکاریو نے دایاں ہاتھ اپنی جیب میں ڈال کر پستول نکال لیا۔ سیسل نے پستول دیکھ کر چیخ ماری بوبین نے بجلی کی سی پھرتی سے اس کے پستول والے ہاتھ میں اپنی لات مار دی۔ پستول دور جا گرا۔ بوبین نے پیچ کش اس کے منہ پر دے مارا۔ لکاریو نے اپنا چہرہ اپنے دونوں ہاتھوں

میں چھپا لیا۔ اس کی انگلیوں میں سے خون رس رس کر بہہ رہا تھا۔

"میرا خیال ہے کہ اب تمہاری ناک کی ہڈی ٹوٹ گئی ہے۔" یومین نے کہا۔ "وہ سیاہ فام لڑکی ٹینا زخمی ہے؟ وہ بری طرح زخمی ہوئی ہے؟ اسے کس نے اور کیوں مارا ہے؟ بتاؤ جلدی بتاؤ۔"

لکاریو نے اپنے چہرے سے ہاتھ ہٹا لیے۔ اس کی ناک سلامت تھی۔ لیکن چہرہ بری طرح مسخ ہو چکا تھا۔ اس نے زمین پر تھوکا۔ تھوک میں خون کے ساتھ ساتھ ایک دانت بھی ملا ہوا تھا۔ جو زمین پر گر گیا۔ اس نے رومانیہ کی زبان میں گالی دی اور وحشی درندے کی طرح یومین کو گھورنے لگا۔

"تو یہ کارستانی تمہاری تھی۔" یومین نے کہا۔ "ہاں یہ کارستانی تمہاری ہی تھی۔ تم جلاد.... تمہیں ایک معصوم بے گناہ لڑکی پر ہاتھ اٹھاتے ہوئے شرم نہ آئی اور میرا خیال ہے۔ کہ تم نے ہی الیگزنڈر کو غاروں میں ہلاک کیا تھا۔

لکاریو کا چہرہ پاگلوں جیسا لگ رہا تھا۔ وہ شرابیوں کی طرح لڑکھڑاتا ہوا اٹھا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا۔ جیسے کہ وہ اب گر کر بے ہوش ہو جائے گا۔ اس کی آنکھوں کی پتلیاں چڑھی ہوئی تھیں۔ وہ اپنی جگہ کھڑا جھوم رہا تھا۔ یومین اس کی طرف بڑھا تو لکاریو نے اپنی تکلیف سے بے نیاز ہو کر مکہ پوری قوت سے یومین کے منہ پر دے مارا۔ خوش قسمتی سے یہ مکا اس کی ٹھوڑی کے سرے پر پڑا۔ یومین لڑکھڑا کر پیچھے ہٹا۔ اور ایسا کرتے ہوئے اس کا توازن قائم نہ رہ سکا۔ اور وہ پیچھے گھاس کے اوپر جا گرا۔ یہ اس کی خوش قسمتی تھی کہ وہ دریائے رون میں گرنے سے بال بال بچا۔ اگر وہ چند انچ اور پیچھے گرتا، تو اس کی موت یقینی تھی۔ لکاریو نے موقع غنیمت جانا وہ مڑا اور پستول کی طرف بھاگا۔ جو سیل

کے پیروں سے ایک دو فٹ کے فاصلہ پر زمین پر پڑا ہوا تھا۔ سیسل ڈر کے مارے بے حس و حرکت کھڑی ہوئی تھی۔

لوپین ایک بازو کے سہارے سے اٹھا۔ اس نے دیکھا۔ کہ لکار یو لڑکی کے قدموں میں پڑے ہوئے پستول کی طرف بڑھ رہا تھا۔ اور لڑکی ساکت و سامت کھڑی ہوئی تھی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا۔ جیسے کہ اسے پستول کی وہاں موجودگی کا علم نہ ہو۔ لیکن یہ عجیب بات تھی۔ کہ وہ ایک دو فٹ کے فاصلے پر بھی پستول کو دیکھنے سے قاصر تھی حقیقت یہ تھی۔ کہ سیسل کی نظر بالکل ٹھیک تھی۔ وہ پستول کو بھی دیکھ رہی تھی۔ کیونکہ اچانک وہ جھکی۔ اور پستول اٹھا کر دریائے رون میں پھینک دیا۔ اور جب لکار یو اس کو مارنے کے لئے جھپٹا تو وہ زمین پر لیٹ گئی۔ لکار یو نے اسے وہیں چھوڑا اور سر جھکائے ہوئے لوپین کی طرف دوڑا۔ لیکن لوپین کو جتنی مہلت کی ضرورت تھی وہ سیسل نے مہیا کر دی تھی۔ کیونکہ اس عرصے میں وہ اٹھ کر کھڑا ہو چکا تھا۔ اس نے لکار یو کو ٹھوکر ماری۔ اور اس کا بایاں بازو پکڑ کر کھینچنے لگا۔ لکار یو درد کے مارے چیخنے لگا۔ اس نے کسی نہ کسی طرح اپنا بازو لوپین کی گرفت سے چھڑا لیا۔ اور پھر حملہ آور ہوا۔ اس مرتبہ لوپین نے اس سے بچنے کی کوشش نہ کی۔ بلکہ خود بھی پوری رفتار سے اس کی طرف جھپٹا۔ اور زور دار مکہ لکار یو کے جبڑے پر جڑ دیا۔ لکار یو لڑکھڑایا۔ اور جھومتا ہوا چند قدم پیچھے ہٹا۔ پھر چٹان کے سرے پر کھڑا جھومتا رہا۔ اور پھر پیچھے دریائے رون کی گہرائیوں میں کھو گیا۔ اس کے پانی میں گرنے کی آواز سنائی دی۔ جو رات کے سکوت میں معمول سے کچھ زیادہ ہی بلند محسوس ہوئی۔

چٹان کے سرے پر سے لوپین نے نیچے جھانک کر دیکھا۔ لکار یو کا کوئی نام و نشان نہ تھا۔ اگر وہ پانی سے ٹکرانے کے فوراً بعد بے ہوش ہو گیا تھا۔ تو پانی کی تہہ تک۔

پہنچ چکا ہوگا۔ اگر وہ بے ہوش نہیں ہوا تھا۔ تو بھی اس کی حالت اس قابل نہ تھی کہ دریا کی لہروں سے زیادہ دیر مقابلہ کر سکتا۔ اس کی موت یقینی تھی۔

یومین جیپ کی طرف واپس آیا۔ اس کی تلاشی لی۔ کچھ بھی دستیاب نہ ہوا اس نے جیپ کا انجن سٹارٹ کیا۔ اور پہلے گیئر میں چھوڑ کر الگ ہٹ گیا۔ جیپ چلی اور چٹان پر سے ہوتی ہوئی دریا میں جا گری۔ اور پانی بڑے زور سے اچھلا۔

سیسل اسی جگہ زمین پر بیٹھی تھی۔ جہاں وہ لکاریو کو اپنی طرف آتے ہوئے دیکھ کر گری تھی۔ یومین اس کے پاس گیا۔ اور بولا۔

"تم اس طرح زمین پر بیٹھ کر اپنا خوبصورت خانہ بدوشوں کا لباس خراب کر رہی ہو۔"

"ہاں۔ میں اسے خراب کر رہی ہوں۔" سیسل نے کہا۔

یومین کا ہاتھ پکڑ کر وہ اٹھ کھڑی ہوئی۔ "وہ کہاں گیا؟" سیسل نے پوچھا۔

"جہاں سے ہم اس کا پتہ نہیں لگا سکتے۔" یومین نے کہا۔

"تمہیں اسے اس طرح نہیں مارنا چاہیئے تھا۔"

"اگر میں ایسا نہ کرتا تو وہ مجھے گولیوں سے چھلنی کر دیتا۔"

"لیکن۔۔۔۔ لیکن کیا وہ تیرنا جانتا ہے؟"

"مجھے کیا معلوم۔"

یومین نے سہارا دے کر اسے کار میں بٹھا دیا۔ ایک گھنٹے تک وہ خاموشی سے سفر کرتے رہے۔ پھر یومین نے اس کی طرف دیکھا۔ اس کے ہاتھ کانپ رہے تھے۔ اس کا چہرہ سپید ہو رہا تھا۔ اور جب وہ بولی تو اس کی آواز میں بھی لرزش تھی۔

"آخر تم ہو کون ؟" وہ بولی۔

"تم اس کی پرواہ مت کرو کہ میں کون ہوں۔"

"آج میں نے تمہاری جان بچائی ہے۔"

"ہاں۔ اس کے لئے تمہارا بہت بہت شکریہ۔ لیکن تم وہ پستول اس کو روکنے یا شوٹ کرنے کے لئے استعمال کر سکتی تھیں۔"

"میں نے اپنی زندگی میں کبھی پستول نہیں چلایا۔ میں پستول کی آواز بھی پسند نہیں کرتی۔"

"میں جانتا ہوں۔ مجھے افسوس ہے کہ تمہیں ان حالات سے گزرنا پڑا۔ سسیل مجھے اس کا بھی افسوس ہے۔ کہ میں نے تمہیں مصیبت میں مبتلا کیا۔"

"تم اپنے آپ کو الزام کیوں دیتے ہو؟" اس کی آواز بھرائی ہوئی تھی۔ "تم کو کل رات کسی پناہ گاہ کی تلاش تھی۔ اور میرا کمرہ ...." وہ کہتے کہتے رک گئی۔ پھر بومین کا منہ تکتے ہوئے بولی۔ "تم کیا سوچ رہے ہو؟"

"ہمیں ہوٹل واپس چلنا چاہیئے۔" اس نے کہا۔ وہ تھوڑی دیر تک اس کا منہ تکتی رہی۔ پھر اس نے اپنا منہ دوسری طرف پھیر لیا۔ اور ایک سگریٹ سلگانے کی کوشش کی۔ لیکن اس کے ہاتھ کانپ رہے تھے۔ اس لئے بومین نے اس کا سگریٹ سلگا کر اسے دے دیا۔ جب وہ ہوٹل پہنچے تو اس وقت بھی سسیل کے جسم پر کپکپی طاری تھی۔

۶

یومین نے ہوٹل کے دروازے کے پاس کار روک لی۔ پانچ گز کے فاصلے پر ایک میز پر لیلا تنہا بیٹھی ہوئی تھی۔ بظاہر وہ افسردہ دکھائی دے رہی تھی۔

"ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس کا بوائے فرینڈ اسے چھوڑ کر کہیں چلا گیا ہے۔" یومین نے سہیل سے کہا۔ "تم مجھ سے پندرہ منٹ بعد ملنا۔ اب تم ہوٹل کی عقبی گلی میں چلی جاؤ۔ جب تک کہ ایک نیلے رنگ کی کار نظر نہ آئے۔ وہاں چھپی رہو۔ اس کار میں میں ہوں گا۔"

سہیل نے لیلا کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ "میں اس سے بات کر سکتی ہوں؟"

"یقیناً۔ لیکن اندر جا کر۔"

"میں اس سے کیا کہوں؟"

"یہی کہ میں بہت خوفناک آدمی ہوں۔"

"نہیں۔ میں یہ نہیں کہوں گی۔" سہیل نے زبردستی مسکراتے ہوئے کہا۔

"تو تم میرے ساتھ اپنی منگنی کا اعلان کرو گی؟"

"ایسی بھی کوئی بات نہیں۔" وہ پھر مسکرائی۔

"کبھی نہ کبھی تو تمہیں فیصلہ کرنا ہی ہو گا۔"

سہیل نے اس کے بازو پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔ "کاش کہ تم اتنے سخت دل

نہ دیتے۔"

"کیا کروں میری فطرت ہی ظالمانہ ہے۔" بومین نے خشک انداز میں کہا۔
سیل کے ہونٹوں کی مسکراہٹ غائب ہو گئی۔ وہ کار سے اتری۔ بومین کار لے کر چلا گیا۔ وہ اسے جاتے ہوئے دیکھتی رہی۔ پھر وہ ہوٹل میں داخل ہوئی۔ اس نے لیلا کی طرف دیکھا، اور اشارے سے اسے اندر جانے کا اشارہ کیا۔ کمرے میں پہنچ کر سیل نے کہا۔ "تو کیا تمہیں یقین ہے۔ کہ چارلس نیل بومین کو پہچان گیا ہے؟"

لیلا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"لیکن کیسے؟ کیوں؟"

"مجھے کیا معلوم۔ وہ اڑتی چڑیا کے پر بھی گن لیتا ہے۔ بہت چالاک آدمی ہے۔"

"کیا وہ واقعی خانہ بدوشوں کے لوک گیت جمع کرنے کے لئے آیا ہے۔"

"شاید۔"

"کیا وہ بومین کو پسند نہیں کرتا؟"

"میرا خیال تو یہی ہے۔"

"گویا دونوں ایک دوسرے کو ناپسند کرتے ہیں۔ لیلا سنو آج میرے آدمی نے ایک اور آدمی کو جہنم واصل کر دیا۔"

"کیا کہا؟ کیا کر دیا؟"

"اس نے ایک آدمی کو دریائے رون میں پھینک دیا۔ میں نے اسے ایسا کرتے ہوئے خود اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔ جیسے کہ میں تمہیں اس وقت دیکھ رہی ہوں۔"

"اسی لئے تمہارے چہرے کا رنگ اڑا ہوا ہے۔"

۔ تم بھی اگر ان حالات سے گذرتی تو تمہاری بھی یہی حالت ہوتی. وہ کہتا ہے. کہ اس نے دو اور آدمیوں کو قتل کر دیا ہے۔ مجھے یقین ہے. کہ اس نے ضرور ایسا کیا ہوگا. لیکن میرا خیال ہے کہ وہ حق پر ہے۔ اگر وہ ان کو نہ مارتا. تو وہ اسے قتل کر دیتے لیلا. وہ مجھے فرشتہ لگتا ہے۔ اگر فرشتے اس قسم کے ہوتے ہیں. تو واقعی وہ فرشتہ ہے۔"

"میں فرشتہ نہیں ہوں اور نہ ہی مجھے فرشتہ پسند ہے۔" لیلا نے کہا۔ "میں عجیب و غریب حالات سے گذر رہی ہوں۔ میری سمجھ میں نہیں آتا. کہ ان حالات سے کس طرح عہدہ برا ہوا جائے۔ تم ہی بتاؤ اب ہم کیا کریں۔؟"

"میری بھی کچھ سمجھ میں نہیں آتا. اور ہمیں یہ کبھی نہیں بتایا گیا ہے کہ ہم کیا کریں۔"

"ہاں۔ تم ٹھیک کہتی ہو۔" لیلا نے سرد آہ بھرتے ہوئے کہا۔

"اس وقت چارلس کہاں ہے؟"

"کہیں گیا ہوا ہے۔ اس حسین شوفر کے ساتھ اور مجھے یہاں انتظار کرنے کو کہہ گیا ہے"

"لیلا کہیں ایسا تو نہیں کہ چارلس......"

"کیوں چارلس کو کیا ہوا؟"

"کچھ نہیں۔ کچھ نہیں۔ لیو میں میرا انتظار کر رہا ہوگا. اب مجھے چلنا چاہیئے۔"

"جب مجھے خیال آتا ہے کہ وہ اس حسین لڑکی کے ساتھ گیا ہے تو میری چھاتی پر سانپ لوٹنے لگتے ہیں۔"

"وہ حسین ہی اتنی ہے کہ کوئی بھی مرد اس کی طرف کھنچے بغیر نہیں رہ سکتا۔"

"میرا بھی یہی حال ہے۔" لیلا نے کہا۔ "لیکن کیا کروں دل سے مجبور ہوں۔"

"دل پر قابو رکھو۔ ورنہ یہ تمہیں کہیں کا نہ رکھے گا۔"

لی گرینڈ ڈک نہ تو حسین کار ڈرائیور کے ساتھ تھا نہ ہی وہ کسی اور حسینہ کے پاس وہ نوٹ بک اور پنسل ہاتھ میں لئے سبز ویگن کے پاس سائمن سرل اور زرڈا کا انٹرویو لینے میں مصروف تھا۔ اس انٹرویو میں زرڈا خاموش رہا۔ جبکہ بولنے کا زیادہ تر کام سائمن سرل نے انجام دیا۔

"بہت بہت شکریہ موسیو۔ کہ آپ نے اپنے قیمتی وقت کا بڑا حصہ میرے انٹرویو کی نذر کر دیا۔" لی گرینڈ ڈک نے کہا۔ میں آپ کو کس طرح بتاؤں کہ آج صبح کی سروس کے وقت آپ نے جو وعظ کیا۔ اس سے میں کس قدر متاثر ہوا۔ وہ وعظ واقعی مسحور کن تھا۔ اور اس سے میری معلومات میں بیش بہا اضافہ ہوا۔" لی گرینڈ ڈک نے سرل کا سر سے پیر تک جائزہ لیتے ہوئے کہا۔ "اور یہ آپ کی ٹانگ کو کیا ہو گیا ہے؟ چوٹ آ گئی ہے کیا؟"

"بس ذرا پٹھا کھنچ گیا ہے۔" اس کے چہرے اور آواز میں یقیناً کھنچاوٹ پائی جاتی تھی۔

"تب تو آپ کو بڑی احتیاط کرنی چاہیئے۔ کہیں کوئی پیچیدگی پیدا نہ ہو جائے۔" لی گرینڈ ڈک نے ایک آنکھ پر لگانے والی عینک کو چھوڑتے ہوئے کہا۔ جو اس کی قمیض کے بٹن میں ایک دھاگے سے لٹکنے لگی۔ "شاید میں نے پہلے سے آپ کو کہیں دیکھا ہے۔ ارے ہاں۔ یاد آیا میں نے آج صبح آپ کو ہوٹل میں دیکھا تھا۔ اس وقت تو آپ لنگڑا نہیں رہے تھے۔ شاید یہ میری کمزور نگاہ کی وجہ سے ہو۔" اس نے دوبارہ عینک کو آنکھ سے لگا لیا۔" واقعی پٹھا بہت کھنچا ہوا معلوم ہوتا ہے۔ آپ کو حد سے زیادہ احتیاط کرنی چاہیئے۔"

لی گرینڈ ڈک نے نوٹ بک اپنی اندرونی جیب میں رکھ لی اور شان سے چلتا ہوا ہوٹل کی طرف روانہ ہو گیا۔ زرڈا نے سرل کی طرف دیکھا اس کے چہرے پر کوئی تاثر نہ

تھا. جہاں تک سرل کا تعلق ہے اس نے اپنے خشک ہونٹوں پر زبان پھیری، بغیر کچھ کہے مڑا اور چل پڑا۔

ہوٹل کی عقبی گلی میں نیلی کار کے پاس جو شخص کھڑا تھا۔ اسے دیکھ کر کوئی نہیں کہہ سکتا تھا کہ وہ لوہین ہے اس نے آنکھوں پر سیاہ چشمہ لگا رکھا ہے نیلی اور سفید رنگ کی قمیض بغیر بٹن کے سیاہ واسکٹ پہنے ہوئے تھا۔ پیروں میں اونچی ایڑی کے بوٹ تھے۔ چہرے کی رنگت زردی مائل اور بڑی بڑی مونچھیں تھیں۔ چمڑے کی پتلون ٹانگوں پر چڑھا رکھی تھی۔ ہوٹل کے عقبی دروازے سے سیل باہر آئی۔ اس نے لوہین کو دیکھ کر آنکھیں جھپکائیں جیسے کہ اسے یقین نہ آرہا ہو۔ کہ وہی لوہین ہے۔

"میں تمہیں کاٹ نہیں کھاؤں گا۔" لوہین نے کہا۔ اور کار میں اگلی سیٹ پر جا بیٹھا

"ارے کیا واقعی یہ تم ہی ہو!" سیل نے کار میں بیٹھتے ہوئے کہا۔

"میں اس وقت کاؤ بوائے بنا ہوں۔"

"اور اس بیگ میں کیا ہے۔؟"

"میرا ساز و سامان۔"

لوہین پھر اسے اسی دکان پر لے گیا۔ جہاں سے پہلے بھی ان دونوں نے بھیس بدلا تھا۔ اس کی مالکہ سیل کے آگے پیچھے پھرتی رہی۔ اس کا رویہ بے حد خوشامدانہ تھا۔ اب سیل آرلس شہر کی خواتین کے لباس اور میک اپ میں تھی۔ اس نے ایمبرائڈری کا زرق برق لباس پہن رکھا تھا۔ چولی سفید رنگ کی تھی۔ سر پر گہرے رنگ کی وگ کے اوپر تنکوں کا ہیٹ رکھا ہوا تھا۔

" مادام اس لباس میں بہت عجیب و غریب نظر آ رہی ہیں : دوکان مالکہ نے کہا۔
" واقعی تم تو پہچانتے میں بھی نہیں آ رہی ہو۔" یومین نے تعریفی نظروں سے سہیل کو دیکھتے ہوئے کہا۔ اس نے نوٹوں کی گڈی سے نوٹ نکال کر دوکان کی مالکہ کو لباس وغیرہ کی قیمت ادا کی۔ اور سہیل کو لے کر نیلی کار کی طرف چلا۔

نیلی کار میں بیٹھ کر سہیل نے اپنے لباس پر تعریفی نظر ڈالتے ہوئے کہا۔" کتنا قیمتی اور خوبصورت لباس ہے! کیا تم لڑکیوں کو اسی طرح کا لباس پہنانا پسند کرتے ہو؟"

" صرف اس وقت جب میرے پاس مفت کا مال آ جائے۔" یومین نے کہا۔" ان لوگوں کو معلوم ہو چکا تھا۔ کہ میرے ساتھ ایک خانہ بدوش لڑکی بھی ہے ان کو دھوکہ دینے کے لئے تمہارا بھیس بدلوانا ضروری ہو گیا تھا۔

" میں سمجھ گئی۔" سہیل نے کہا۔" اچھا یہ بتاؤ۔ کہ کیا تم اپنی بیوی کو بھی ایسا قیمتی لباس خرید کر دو گے؟"

" اس وقت بھی میں نے اپنی ہونے والی بیوی کو یہ لباس خرید کر دیا ہے۔" یومین نے کہا۔" کم از کم میں تو تم کو اپنی بیوی بنانے پر ادھار کھائے بیٹھا ہوں۔"

" اور اگر میں تمہیں ڈبل کراس کر دوں۔"

" تو.... تو...."

" تو کیا؟"

" تو میں کسی دوسری لڑکی سے شادی کر لوں گا۔ آخر کسی نہ کسی سے تو شادی کرنا ہے۔"

" تم بڑے شریر ہو۔"

" تم سے کم ہی ہوں۔"

اس نے کار خانہ بدوشوں کے ویگنوں کے قریب لے جا کر کھڑی کر دی۔ پھر سامان کا تھیلا لے کر کار سے باہر نکلا۔ جونہی وہ آگے بڑھا۔ اس کی ٹکر ایک موٹے آدمی سے ہو گئی۔ اس موٹے آدمی نے ایک آنکھ پر لگی ہوئی عینک کے شیشے میں سے اسے گھور کر دیکھا۔ وہ موٹا آدمی لی گرینیڈ ڈک کے علاوہ کوئی اور نہ تھا۔ اور لی گرینیڈ ڈک اس قسم کی ٹکر کو خاموشی سے برداشت کرنے کا عادی نہ تھا۔

"اندھے ہو۔" دکھائی نہیں دیتا! آنکھیں پھوٹ گئی ہیں کیا؟"

"معاف کیجیئے موسیو۔ غلطی ہو گئی۔" لوپین نے کہا۔

"جاؤ معاف کیا۔" لی گرینیڈ ڈک نے کہا۔ "تم بھی کیا یاد کرو گے کہ کسی سخی سے پالا پڑا تھا۔"

لوپین معافی مانگنے کے انداز میں جھکا۔ اس کے لبوں پر مسکراہٹ کھیل رہی تھی۔ لی گرینیڈ ڈک چلا گیا۔ تو لوپین نے سیسل کا بازو تھام لیا اور وہ دونوں چلنے لگے۔

"تم جان بوجھ کر اس سے ٹکرائے تھے۔" سیسل نے کہا۔

"ہاں۔ میرا خیال تھا۔ کہ اگر وہ مجھے نہیں پہچانا۔ تو کوئی بھی نہیں پہچان سکے گا۔"

اچانک وہ رک گیا۔ ایک سیاہ ویگن قریب آکر رکی۔ اس کا ڈرائیور باہر نکلا۔ اس نے ایک خانہ بدوش سے کچھ پوچھا۔ خانہ بدوش نے زرڈا کے ویگن کی طرف ہاتھ سے اشارہ کیا۔ زرڈا خود بھی اپنے ویگن کی سیڑھیوں پر بیٹھا ہوا فرینک سے باتیں کر رہا تھا۔ ابھی تک ان کے زخم اچھے نہیں ہوئے تھے۔

سیاہ ویگن میں سے ایک اور شخص باہر نکلا۔ وہ دونوں ویگن کے پیچھے کی طرف گئے، ویگن کا پچھلا دروازہ کھولا۔ اور اندر سے ایک سٹریچر نکال لائے۔ جس پر کار بولیٹا ہوا

تھا۔ اس کے بایاں بازو پر پلستر چڑھا ہوا تھا۔ اور چہرے پر پٹیاں بندھی ہوئی تھیں۔ بائیں آنکھ بالکل بند تھی۔ جبکہ دائیں آنکھ میں چمک تھی۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ وہ اب تک زندہ تھا۔ زرڈا اور فرینک جلدی سے سٹریچر اٹھانے والوں کی مدد کے لئے بڑھے۔ اسی لمحہ لی گرینڈ ڈک وہاں پہنچ گیا۔ وہ زخمی لکار لیو پر جھکا۔ اور پھر اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

"بچ۔ بچ۔ بچ۔" اس نے افسردگی میں نفی میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔ "آج کل تو سڑکوں پر کوئی بھی محفوظ نہیں ہے۔" وہ زرڈا کی طرف مڑا۔ "کہیں یہ بیچارے مسٹر کورسک تو نہیں؟"

"نہیں۔" زرڈا نے بڑے ضبط سے کام لیتے ہوئے کہا۔

"واقعی یہ سن کر مجھے بڑی خوشی ہوئی ہے۔ بہر حال اس بچارے کی حالت پر مجھے بڑا ترس آرہا ہے۔ کیا آپ مسٹر کورسک کو میرا پیغام نہیں پہنچائیں گے۔ کہ میں ان سے ایک مرتبہ اور ملنے کا خواہش مند ہوں۔ ملاقات کے لئے وہ خود ہی کوئی مناسب وقت تجویز کر سکتے ہیں۔"

"اگر وہ مجھے ملے تو میں ان کو آپ کا پیغام پہنچا دوں گا۔" زرڈا نے سٹریچر کو سہارا دے کر اپنے ویگن کی طرف لے جاتے ہوئے کہا۔ لی گرینڈ ڈک مڑا۔ اور چینی جوڑے سے ٹکراتے ہوئے بچا۔ جو ہوٹل سے نکل کر تماشا دیکھنے کے لئے وہاں کھڑا ہوا تھا۔ لی گرینڈ ڈک نے تعظیماً اپنا ہیٹ اتار کر لیڈی چینی خاتون سے معافی مانگی۔

بوبین یہ سب کچھ دیکھتا رہا۔ پہلے اس نے نیڈ کی طرف دیکھا جس کے چہرے پر غصہ اور خوف کے ملے جلے تاثرات پلٹے جاتے تھے۔ پھر اس نے لی گرینڈ ڈک کو دیکھا۔ اس کے بعد چینی جوڑے کو۔ پھر وہ سیسل کی طرف مڑا۔

"اب مجھے معلوم ہوا کہ وہ تیرنا کیسے جانتا ہے۔" اس نے سرگوشیوں میں کہا۔

"لیکن ہمیں چاہیئے۔ کہ ان کے معاملات میں غیر معمولی دلچسپی کا مظاہرہ نہ کریں" وہ سیسل کو چند قدم دور ہٹا کر لے گیا۔ "تمہیں معلوم ہی ہے۔ کہ میں کیا کرنا چاہتا ہوں۔ کہ اب کی دفعہ خطرہ پہلے سے کم ہی ہوگا۔"

وہ سرسری انداز میں زرڈا کے ویگن کے پاس سے گذرا تو سیسل کو دیکھتا رہا۔ اور پھر سبز ویگن کے قریب پہنچ کر وہ اپنے جوتے کے تسمے باندھنے کے لئے جھک گیا۔ سبز ویگن کی کھڑکی پر پردہ پڑا ہوا تھا۔ اگرچہ وہ کھلی ہوئی تھی۔ یہ تسلی کرنے کے بعد وہ چوک میں اس طرف بڑھا جہاں درختوں سے کچھ گھوڑے بندھے ہوئے تھے۔ وہ یہ دیکھنے کے لئے مڑا کہ کسی نے اسے دیکھا تو نہیں۔ اس نے دیکھا کہ سٹریچر اندر جانے کے بعد زرڈا کے ویگن کا دروازہ بند ہو چکا تھا اس نے تھیلے میں ہاتھ ڈال کر کونے میں پڑی ہوئی کچھ چیزیں نکالیں۔ کوئی بچہ بھی انہیں دیکھ کر کہہ سکتا تھا۔ کہ وہ پٹاخے تھے۔

زرڈا کے ویگن میں، زرڈا خود، فرینک، سامن سرل اور البریکو ڈورنکار یو کے گرد جمع تھے۔ جس کے چہرے سے معلوم ہوتا تھا۔ کہ وہ بہت تکلیف میں ہے۔

"تم گدھے ہو لکاریو! بالکل گدھے" زرڈا نے تقریباً چیختے ہوئے کہا۔ "میں نے تمہیں پہلے ہی کہا تھا۔ کہ کوئی تشدد نہ کرنا۔"

"یہ مشورہ تمہیں بوبن کو دینا چاہیئے تھا۔" البریکو ڈورنے کہا۔ "بوبن جانتا تھا۔ کہ یہ اس کا پیچھا کر رہا ہے۔ وہ اس کی تاک میں تھا۔ اب اس واقعہ کی بابت گیس سٹروم کو کون اطلاع دے گا؟"

"یہ کام سامن ہی کر سکتا ہے!" زرڈا نے کہا۔

سامن کے چہرے سے معلوم ہوتا تھا۔ کہ وہ اس کام کے لئے تیار نہ تھا۔ چنانچہ اس نے

کہا۔۔ اس کی ضرورت ہی کیا ہے؟ اگر گیس سٹروم وہی شخص ہے جو کہ ہمارے خیال میں ہے تو اسے پہلے ہی سب کچھ معلوم ہو چکا ہے۔"

"معلوم ہو چکا ہے!" زرڈا نے کہا۔ "اسے کیا معلوم ہو چکا ہے! اسے تو یہ بھی معلوم نہیں کہ شکار یہ میرا آدمی ہے۔ اسے یہ بھی پتہ نہیں کہ اس کے اوپر قاتلانہ حملہ ہوا ہے۔ اور یہ ٹریفک کے حادثہ کا شکار نہیں ہوا۔ اسے یہ بھی علم نہیں کہ اس واقعہ کا ذمہ دار بوبین ہے اسے یہ بھی معلوم نہیں کہ ہم بوبین کا سراغ بھی کھو چکے ہیں۔ ہم نہیں جانتے کہ وہ کہاں ہے اور کس بھیس میں ہے وہ ہماری نقل و حرکت کو دیکھ سکتا ہے۔ اور تم کہتے ہو کہ گیس سٹروم کو یہ سب کچھ بتانے کی ضرورت نہیں ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ تمہارے دماغ کی کوئی کل ڈھیلی ہو گئی ہے۔"

پھر وہ فرینک کی طرف مڑا۔ "روانگی کی تیاری کرو۔ ہم نصف گھنٹے کے اندر اندر یہاں سے روانہ ہو جائیں گے۔ قبیلہ والوں کو بتا دو۔ کہ ہم آج رات وکارس میں خیمہ زن ہوں گے۔ سنو یہ کیا تھا۔؟"

اچانک پٹاخے چھوٹنے کی آوازیں سنائی دینے لگیں۔ آدمیوں کے چیخنے کی آوازیں۔ گھوڑوں کے ہنہنانے کی آوازیں، پولیس والوں کی سیٹیوں کی آوازیں۔ اور پٹاخوں کی آوازیں ایک ساتھ آنے لگیں۔ زرڈا اپنے تین ساتھیوں کے ساتھ اپنے ویگن کے دروازے کی طرف لپکا اس نے دروازہ کھول دیا۔ صرف وہی اس ہنگامہ کا سبب معلوم کرنے کے لئے بے چین نہ تھے بلکہ وہاں ہر شخص کی توجہ اسی طرف تھی۔ سب لوگوں کے ساتھ بوبین بھی بے قابو گھوڑوں کو قابو میں لانے کی کوشش کر رہا تھا۔

صرف دو آنکھیں ایسی تھیں جو یہ سب کچھ نہیں دیکھ رہی تھیں۔ وہ آنکھیں سیبل کی تھیں وہ سبز رنگ کی ویگن سے چپکی ہوئی کھڑی تھی۔ اور کھڑکی میں سے پردے کے پیچھے دیکھ رہی تھی۔

اندر اندھیرا چھایا ہوا تھا۔ لیکن یہ اندھیرا مکمل نہ تھا۔ جونہی سیسل کی آنکھیں اندھیرے کی عادی ہو گئیں۔ تو اس نے جو کچھ دیکھا۔ وہ اسے خوف زدہ کرنے کے لئے کافی تھا۔ ایک نوجوان لڑکی جس کے بال سیاہ تھے۔ ایک تختے پر منہ کے بل لیٹی ہوئی تھی۔ اس کی ننگی پیٹھ بری طرح کٹی ہوئی تھی۔ کسی نے زخموں پر پھاہے لگانے کی بھی زحمت نہ کی تھی۔ صرف مرہم تھوپا گیا تھا۔ وہ بری طرح کراہ رہی تھی۔ اور درد کے مارے دوہری ہوئی جاتی تھی۔ اس کی آنکھیں سوجی ہوئی تھیں۔ ایسا معلوم ہوتا تھا۔ جیسے وہ کئی راتوں سے نہ سوئی ہو۔ اس وقت بھی وہ جاگ رہی تھی۔

سیسل نے ہٹایا ہوا کھڑکی کا پردہ اپنی جگہ پر کھسکا دیا۔ اور وہاں سے چل پڑی۔ الیگزنڈر کی ماں، بہن اور سارا ویگن کی سیڑھیوں پر کھڑی چوک میں ہونے والے ہنگامے کو دیکھنے میں مصروف تھیں۔ سیسل ان کے قریب سے غیر شعوری انداز میں گزری اس نے چوک پار کیا۔ اور بوبین سے جا ملی۔ جو ایک گھوڑے کو قابو کرنے میں کامیاب ہو چکا تھا۔ اس نے گھوڑے کو چھوڑ دیا سیسل کا بازو پکڑا اور اس جگہ کی طرف چل پڑا۔ جہاں اس نے نیلے رنگ کی کار کھڑی کی تھی۔ اس نے سیسل کی طرف دیکھا۔

"تم نے وہاں کیا دیکھا؟"

"وہ..... وہ لڑکی بہت زخمی تھی۔ کسی نے اسے بری طرح کوڑوں سے پیٹا ہے۔ اسے اتنی تکلیف ہے۔ کہ اگر میرے پاس بندوق ہوتی تو گولی مار کر اسے اس تکلیف سے نجات دلا دیتی۔"

"کیا واقعی اس کی حالت اتنی خراب ہے؟"

"ہاں۔ وہ ناقابل بیان تکلیف میں مبتلا ہے۔ کتنی معصوم لڑکی ہے۔ ان ظالموں

نے تو اس کی پیٹھ کی تمام کھال ادھیڑ کر رکھ دی ہے "

" اب تو تمہیں اس کا افسوس نہیں ہو گا۔ کہ میں نے اس ظالم کو دریا میں پھینک دیا

" میں تو ایسے ظالم کو گولی مار دیتی۔ اب بھی اگر وہ میرے سامنے آجائے تو میں اسے شوٹ کر دوں۔"

" شوٹ ؟ نہیں۔ میں کوئی بندوق اپنے ساتھ نہیں رکھتا۔ لیکن میں تمہارا مطلب سمجھ چکا ہوں۔"

" تم نے تو میری خبر کو بالکل سرسری انداز میں سنا ہے۔ جیسے کچھ ہوا ہی نہ ہو۔"

" مجھے تم سے بھی زیادہ غصہ آیا تھا سیل۔ لیکن مجھے اس حالت میں کافی عرصہ گذر چکا ہے۔ اور یہ وقت غصہ دکھانے کے لئے موزوں بھی نہیں۔ جہاں تک اس لڑکی کے پٹنے کا تعلق ہے تو ایسا ہونا ہی تھا۔ الیگزینڈر کی طرح اس نے بھی کوئی پیغام، کوئی راز کی بات کسی کو پہنچانے کی کوشش کی ہو گی۔ اس لئے ان لوگوں نے اسے سبق دینے اور دوسروں کو عبرت دلانے کے لئے اس بے چاری لڑکی پر یہ ظلم ڈھایا ہو گا۔"

" وہ پیغام یا راز کیا تھا ؟"

" اگر مجھے یہ معلوم ہوتا تو میں ان مظلوم عورتوں کو یہاں سے دس منٹ کے اندر اندر کسی محفوظ جگہ پر پہنچا چکا ہوتا۔"

" اگر تم نہیں بتانا چاہتے تو نہ بتاؤ۔"

" دیکھو سیل ....."

" ٹھیک ہے کوئی بات نہیں۔" وہ رکی۔ " تم جانتے ہو کہ آج صبح میں یہاں سے بھاگ جانے کا ارادہ کر رہی تھی۔ پھر میں دریائے روون سے یہاں کیوں واپس

آگئی ہو۔"

"اگر تم چلی جاتیں تو مجھے کوئی تعجب نہ ہوتا۔"

"اب میں نہیں جاؤں گی۔ بلکہ تمہارے ساتھ ہی رہوں گی۔"

"میں نہیں چاہتا کہ کوئی میرے ساتھ چپکا رہے۔"

سہیل نے تعجب سے اس کی طرف دیکھا۔" یہ سب تم مذاق میں تو نہیں کہہ رہے ہو؟"

"نہیں۔ یہ مذاق نہیں ہے۔"

وہ نیلے رنگ کی کار کے قریب پہنچ چکے تھے۔ وہاں پہنچ کر وہ مڑے اور پیچھے مڑ کر دیکھنے لگے۔ خانہ بدوش سامان باندھنے اور لپیٹنے میں مصروف تھے۔ انہوں نے دیکھا کہ فرینکس دروڈ دولکما انہیں ہدایتیں دے رہا تھا۔

"ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے وہ کوچ کی تیاری کر رہے ہوں۔" سہیل نے کہا۔

"لیکن آخر کیوں؟ کیا وہ ان پٹاخوں سے ڈر گئے ہیں؟"

"نہیں۔" یومین نے کہا۔" وہ اس لئے کوچ کی تیاری کر رہے ہیں۔ کہ انہیں دریائے رون سے اپنا ساتھی زخمی حالت میں ملا ہے۔ وہ میری وجہ سے یہاں سے جا رہے ہیں۔"

"تمہاری وجہ سے۔؟"

"اب انہیں معلوم ہو چکا ہے کہ میں ان کے پیچھے لگا ہوا ہوں۔ جتنا میں ان کی بابت جانتا ہوں۔ اتنا وہ میری بابت نہیں جانتے۔ انہیں یہ بھی معلوم نہیں کہ میں اس وقت کس بھیس میں ہوں۔ لیکن انہیں یہ یقین ہے کہ میں نے کوئی بھیس بدل رکھا ہے وہ یہ بھی جانتے ہیں۔ کہ یہاں آرلس میں وہ مجھے پکڑ نہیں سکتے۔ کیونکہ انہیں یہ بھی معلوم نہیں

کہ میں کہاں ہوں۔ کس جگہ ٹھہرا ہوا ہوں۔ وہ جانتے ہیں۔ کہ مجھے پکڑنے کے لئے ان کو مجھے سب سے الگ تھلگ کرنا ہوگا۔ اور ایسا کرنے کے لئے وہ مجھے کھلے میدان میں لانا چاہتے ہیں۔ آج رات وہ کھلے میدان میں ڈیرے ڈالیں گے۔ جہاں انہیں امید ہے۔ کہ وہ مجھے پکڑنے میں کامیاب ہو جائیں گے۔ کیونکہ انہیں معلوم ہے کہ میں ان کا پیچھا ضرور کروں گا۔"

"تقریر کرنے میں تو تمہارا کوئی جواب نہیں۔" سیسل نے کہا۔

"یہ سب مشق کی بات ہے۔ ادھر میں تو ایسا مقرر ہوں۔ کہ شاید ہی کوئی میرا مقابلہ کر سکے۔"

"اپنے منہ میاں مٹھو بننا کوئی تم سے سیکھے۔" سیسل نے کہا۔ "ویسے لڑائی مارکٹائی میں تم کافی ماہر معلوم ہوتے ہو۔ لیکن مجھے لڑائی مارکٹائی سے بڑا ڈر لگتا ہے۔"

"سچی بات تو یہ ہے کہ ڈر تو مجھے بھی لگتا ہے۔" یومین نے کہا۔ "لیکن کیا کروں مجبور ہوں۔ جب تم اپنا سامان ہوٹل سے لے آؤ گی۔ تو ہم یہاں سے روانہ ہو جائیں گے۔ اور ان کے آگے آگے جائیں گے۔ کیونکہ ان کا تعاقب کرنے میں ہمارے پکڑے جانے کا اندیشہ ہے وہ یقیناً اپنے پیچھے آنے والی کاروں پر نظر رکھیں گے۔ ویسے بھی آج رات چونکہ یہاں میلہ ہے۔ اس لئے بہت کم کاریں یہاں سے جنوب کی طرف جائیں گی۔ اس لئے ہمارے پہچانے جانے کا اندیشہ کچھ زیادہ ہی ہے۔ اس لئے بہتر یہ ہے کہ ہم ان سے پہلے روانہ ہو جائیں۔"

"کیا وہ اس بھیس میں ہمیں پہچان سکیں گے؟ مجھے یقین ہے کہ نہیں پہچان سکیں گے۔"

"وہ ہمیں نہیں پہچان سکتے۔ مجھے یقین ہے۔ کہ اس مرتبہ وہ ہمیں آسانی سے نہیں پہچان سکیں گے۔ وہ ایسی گاڑی کی تلاش میں ہوں گے۔ جس میں ایک جوڑا بیٹھا ہوا ہو۔ اور جس کار کی نمبر پلیٹ آرلس کی ہو۔ اور وہ ایک کرایہ کی کار ہو۔ انہیں جس جوڑے کی تلاش ہوگی

وہ خانہ بدوشوں یا مقامی لوگوں کے لباس میں ہوگا۔ اور سب سے بڑھ کر یہ کہ وہ جوڑا ان کے پیچھے آرہا ہوگا۔"

"تم نے سب باتوں کا پہلے سے ہی اندازہ لگا لیا ہے۔"

ہاں اور اس لئے ہم ان کے آگے جائیں گے۔ اور اگر انہوں نے راستے میں کہیں پڑاؤ ڈالا تو ہم واپس آکر ان کو دیکھ سکتے ہیں۔ مخالف سمت سے آنے والی کار کی طرف وہ زیادہ توجہ نہیں دیں گے۔ کم از کم میرا تو یہی خیال ہے بہرحال ہمیں ہر ممکن احتیاط کرنی چاہیئے۔ تم ہر وقت سیاہ چشمہ لگائے رہو۔ کیونکہ تمہاری نیلی آنکھیں سب بھانڈا پھوڑ سکتی ہیں"

یوین واپس ہوٹل کی طرف کار لے گیا۔ اور پورچ سے تقریباً پچاس گز کے فاصلے پر کار روک لی۔ پھر اس نے سیسل سے کہا۔" جاؤ سامان پیک کر لو۔ پندرہ منٹ کے اندر اندر سب تیار کر لو۔ میں دس منٹ کے بعد ہوٹل میں تم سے ملوں گا۔"

"کیا تمہیں کچھ اور کام کرنا ہے۔"

"ہاں۔"

"کیا تم مجھے بتاؤ گے کہ وہ کیا کام ہے؟"

"نہیں۔"

"عجیب بات ہے۔ میرا خیال تھا کہ تم اب مجھ پر اعتماد کرو گے۔"

"جی ہاں کیوں نہیں۔ میں تم سے شادی جو کر رہا ہوں۔"

"میں اس قابل نہیں ہوں۔ نہ ہی اس کی مستحق ہوں۔"

"بہرحال مجھے تم پر اعتماد ہے۔ سیسل۔"

"ہاں۔" مجھے معلوم ہے۔" سیسل نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔ تم مجھے اس

لے راز کی بات نہیں بتائی کہ کہیں میں تشدد کے زیر اثر وہ راز فاش نہ کر دوں۔"
بومین چند لمحے اس کے چہرے کو تکتا رہا۔ پھر بولا "شاید۔ لیکن تمہیں یہ کیسے معلوم ہوا؟"
"تم کئی مرتبہ مجھے بے وقوف کہہ چکے ہو۔ اس سے میں نے یہ نتیجہ نکالا۔ کہ تم کو میری ذہانت اور قوت یادداشت پر شبہ ہے۔"
"کیا تم مجھے معاف نہیں کر سکتیں؟"
"میں اس پر غور کروں گی" وہ مسکرا کر بولی۔ اور کار سے اتر کر ہوٹل کی طرف چل دی۔ جب تک کہ وہ ہوٹل میں داخل نہ ہو گئی۔ بومین اسے دیکھتا رہا۔ اس کے بعد وہ کار سے نکلا۔ اور ڈاک خانے میں گیا۔ اور وہاں ایک ٹیلی گرام وصول کیا۔ ٹیلی گرام لے کر وہ واپس کار میں آیا۔ اور اسے کھول کر پڑھنے لگا۔ پیغام انگریزی میں لکھا تھا۔ جو یہ تھا:۔
"مطلب واضح نہیں۔ سٹاپ۔ ضروری ہے۔ سوموار ۴ مئی تک چیزیں حوالے کر دی جائیں۔ سٹاپ۔ اس طرح کہ کسی کو پتہ نہ چلے۔ سٹاپ اگر چیز ایک ہو۔ تو حوالہ کرنے کی ضرورت نہیں۔ سٹاپ۔ اخراجات کی کوئی پرواہ نہ کی جائے۔ دستخط۔"
بومین نے دو مرتبہ پیغام کو پڑھا اور اثبات میں سر ہلایا۔ اب کوئی بات غیر واضح نہ تھی۔ ہر بات اس کی سمجھ میں آ چکی تھی۔ بومین نے پیغام پھاڑ کر باہر پھینک دیا۔ اس دوران وہ یہ بھی دیکھتا رہا۔ کہ کوئی اس کی ذات میں غیر معمولی دلچسپی تو نہیں لے رہا ہے لیکن وہاں اسے ایسا کوئی شخص نظر نہ آیا۔ کار کے عقبی شیشے میں سے اس نے مڑ کر دیکھا۔ تو ٹریفک سگنل کے پاس سرخ بتی ہونے کی وجہ سے لی کرینڈ ڈگ کی رولس رائز کھڑی ہوئی نظر آئی۔ اس نے کار سے باہر جھانکا۔ تو اسے چینی جوڑا ہوٹل کے پورچ کی طرف جاتا ہوا دکھائی دیا۔ یہ جوڑا مغربی سمت سے آ رہا تھا۔ انہوں نے عینک کے شیشوں

کے پیچھے سے اس کی طرف دیکھا۔ تو بومین نے اپنا منہ دوسری طرف کر لیا۔

لی گرینڈ ڈک اپنی فطرت کے خلاف ٹریفک سگنل کے پاس کار میں مطمئن بیٹھا ہوا اپنی نوٹ بک میں کچھ لکھ رہا تھا۔ پھر اپنے لکھے ہوئے کو دیکھ کر اطمینان سے سر ہلایا۔ اور نوٹ بک اپنے کوٹ کی جیب میں رکھ لی۔ پھر سگار سلگایا۔ پھر بٹن دبا کر اپنے اور ڈرائیور کے درمیان کا شیشہ گرا کر کرٹیا (حسین ڈرائیور) کی طرف جھکا۔

"کیا تم نے میری ہدایات پر پوری طرح عمل کیا ہے۔"

"جی جناب، حرف بحرف۔"

"پھر کیا جواب ملا۔؟"

"اگر قسمت یاوری کرتی ہے تو نوے منٹ ورنہ دو ڈھائی گھنٹے۔"

"کہاں؟"

"پیغام یہ ہے۔ موسیو لی ڈک۔ لیونٹ آفس آرلس۔ سینٹ میری.... ایکس مورلس گراڈ ڈو رائے۔ مجھے امید ہے۔ کہ آپ کی تسلی ہو گئی ہو گی۔"

"ہاں۔ بالکل تسلی ہو گئی۔" لی گرینڈ ڈک نے کہا۔ "کرٹیا۔ کبھی کبھی خیال آتا ہے۔ کہ اگر تم نہ ہوتیں۔ تو میں کیا کروں گا۔" یہ کہہ کر لی گرینڈ ڈک نے درمیانی شیشہ پھر چڑھا لیا۔ رولس رائس روانہ ہو گئی۔ کیونکہ سبز بتی روشن ہو چکی تھی۔ لی گرینڈ ڈک سگار منہ سے لگائے سیٹ کی پشت سے ٹیک لگا کر کش لینے لگا۔ پھر اس نے کار کے شیشے میں سے ادھر ادھر دیکھا۔ اچانک اس نے بٹن دبا کر درمیانی شیشہ پھر گرا دیا اور ڈرائیور سے کہا۔ "وہ نیلی کار جہاں کھڑی ہے اس کے قریب لے جا کر اپنی کار کھڑی کر دو۔"

رولس رائس رک گئی تو لی گمہینڈ ڈک اس سے باہر نکلا۔ وہ ٹہلتا ہوا آگے بڑھا پھر ایک جگہ رکا اور گٹر میں پڑے ہوئے ٹیلی گرام کے ٹکڑوں کو دیکھنے لگا۔ پھر اس نے چینی مرد کو دیکھا۔ جو ہوٹل کے پورچ میں کھڑا ہوا ٹیلی گرام کے ٹکڑوں کو کھول رہا تھا۔ جو اس نے اس جگہ سے اٹھائے تھے۔

"شاید آپ کی کوئی چیز گم ہوگئی ہے۔" لی گمہینڈ ڈک نے اس کے پاس پہنچکر کہا ..... "کیا اس سلسلے میں میں آپ کی کچھ مدد کر سکتا ہوں"؟"

"آپ کی بڑی نوازش۔" چینی مرد نے کہا۔ "میں دراصل اپنی بیوی کے کھوئے ہوئے ایک بندے کو ڈھونڈ رہا ہوں جو یہیں کہیں کھو گیا ہے۔ لیکن وہ مجھے نہیں ملا۔"

"بڑا افسوس ہوا یہ سن کر۔" لی گمہینڈ ڈک نے کہا۔ اور اس کی بیوی کی طرف بڑھ گیا۔ جو ہوٹل کی سیڑھیوں پر کھڑی تھی۔ وہ اس کے سامنے تعظیماً جھکا۔ اس نے دیکھا۔ کہ وہ ایک یوریشین نسل کی خوبصورت عورت تھی۔ اور اس کے دونوں کانوں میں بندے موجود تھے لی گمہینڈ ڈک وہاں سے سیدھا لیلا کی طرف گیا جو ہوٹل میں ایک میز کے پاس اکیلی بیٹھی تھی۔

"تم بڑی افسردہ نظر آرہی ہو۔"

"نہیں ایسی تو کوئی بات نہیں۔"

"نہیں بھئی۔ کوئی بات تو ہے۔ تم مجھ سے کچھ چھپانے کی کوشش کر رہی ہو۔" لی گمہینڈ ڈک نے اس کا ہاتھ تھامتے ہوئے کہا۔ "اپنے والد کو فون کر دو۔ ابھی اسی وقت وہ میرے دوست ہیں۔ وہ تمہیں بتائیں گے کہ تم مجھ پر بھروسہ کر سکتی ہو۔"

خدا کے لیے۔ چارلس۔ مجھے میرے حال پر چھوڑ دو۔"

"ٹھیک ہے۔ جیسی تمہاری مرضی۔ اچھا اب چلنے کی تیاری کرو۔ خانہ بدوش روانہ

ہوئے ہیں۔ کم از کم وہ خانہ بدوش جن میں ہمیں دلچسپی ہے اور جہاں وہ جلتے ہیں ہمیں ان کا پیچھا کرنا ہے۔" لیلا ابھی تولی کہ ریڈلک نے اس کے کاندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔

"فکر مت کرو۔ سب کچھ ٹھیک ہو جائے گا۔"

۷

دور دور تک کوئی ذی نفس نظر نہ آتا تھا۔ یہ میدانی علاقہ تھا۔ کار تیزی سے اڑی جا رہی تھی۔ اس منظر کو دیکھ کر سیبل کا دل بیٹھنے لگا۔ وہ بومین کی طرف مڑی۔

"کیا یہاں بھی لوگ رہتے ہیں؟"

"وہ یہاں رہتے نہیں۔ وہ یہاں محبتیں بھی کرتے ہیں۔ شادیاں کرتے ہیں۔ بچے پیدا کرتے ہیں۔ اور مر جاتے ہیں۔ ہمیں امید رکھنی چاہیے۔ کہ آج ہماری زندگی کا آخری دن ہو۔ کم از کم میں تو یہاں مرنا نہیں چاہتا۔ تمہارا کیا خیال ہے؟"

"خدا کے لئے خاموش ہو جاؤ۔ اس علاقے کے وہ کاؤبوائے کہاں ہیں جن کا بہت چرچا سنا تھا میں نے!"

"آج میلے کی چھٹی کا دن ہے۔" وہ مسکرایا۔ "کاش کہ ہماری بھی چھٹی ہوتی۔"

"تمہاری تو زندگی ہی ایک لمبی چھٹی ہے۔ کم از کم تم نے تو یہی بتایا تھا۔"

"میرے کہنے کا مطلب یہ تھا۔ کہ کاش ہم دونوں کی چھٹی ہوتی۔ صرف میری نہیں"

"خوب۔ خوب۔ باتیں بنانا تو کوئی تم سے سیکھے" سہیل نے کہا۔ "اچھا یہ بتاؤ۔ کہ تم نے آخری چھٹی کب منائی تھی؟"

"کبھی نہیں"

سہیل نے اثبات میں سر ہلایا۔ اور آگے دیکھنے لگی۔ نصف میل کے بعد سڑک کے بائیں طرف چند مکان بنے ہوئے تھے۔

"آخر زندگی کے کچھ آثار تو ملے۔" وہ بولی۔ "یہ کونسی بستی ہے؟"

"ایک گاؤں سمجھ لو جو ایک فارم، ایک بینچ ... چند مکانوں، ایک ریستوران گھوڑسواری کے ایک اسکول پر مشتمل ہے۔"

"کیا تم پہلے بھی یہاں آ چکے ہو؟"

"کئی بار"

"چھٹیاں منانے؟"

"یہی سمجھ لو۔"

"اس کا مطلب تو یہ ہوا کہ تم صرف چھٹیاں منانے کے لئے یہاں نہیں آئے ہو گے۔" سہیل نے کہا۔

"لیکن تم سے مزید کچھ پوچھنا بیکار ہے۔ تم بہت گہرے آدمی ہو۔"

اب اس کی توجہ ایک کھلے میدان کی طرف گئی جہاں ویگنوں کے کاروان خیمہ زن تھے۔ تقریباً بیس کاروان ہوں گے جو سو ویگنوں پر مشتمل تھے اور سڑک کے دائیں

طرف میدان میں انہوں نے پڑاؤ ڈال رکھا تھا۔ کچھ خیمے بھی لگے ہوئے تھے جن کے سامنے میز کرسیاں رکھی تھیں۔ شاید وہ شراب کی دکانیں تھیں۔ جبکہ کچھ خیمے مختلف اشیاء کی دکانیں معلوم ہوتی تھیں۔ سینکڑوں لوگ ان دکانوں کے ارد گرد منڈلا رہے تھے۔ سیسیل بومین کی طرف مڑی۔ بومین نے کار روک دی تھی۔ کیونکہ چند آدمی سڑک پر چہل قدمی کر رہے تھے۔

"یہ کیا ہے؟" اس نے دکانوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"کوئی دیہاتی بازار ہے جو دیہاتی علاقوں میں عموماً ہفتہ میں ایک یا دو بار لگتے ہیں۔"

"اور وہ کیا ہے؟" سیسیل نے ایک احاطے کی طرف اشارہ کیا۔

"بیلوں سے انسانوں کی لڑائی کا احاطہ۔" بومین نے کہا۔

"آج شام کو یہاں بیلوں سے لڑائی کا کھیل ہوگا۔"

"اچھا اب چلو۔"

بومین نے کار سٹارٹ کر دی۔ پندرہ منٹ کے سفر کے بعد اس نے نیلی کار سڑک سے اتار کر کھڑی کر دی۔ کار سے باہر نکلا۔ سیسیل نے سوالیہ نظروں سے اسے دیکھا۔

"سڑک کے دو میل۔" بومین نے کہا، "خیمہ بدوشوں کے قافلے تیس میل فی گھنٹے کی رفتار سے سفر کرتے ہیں۔ ہمارے پاس چار منٹ کا وقت ہے۔ آؤ لنچ کھالیں۔"

دس میل شمال میں، اسی سڑک پر، خانہ بدوشوں کا لمبا قافلہ جنوب کی طرف جا رہا تھا قافلے کے آگے آگے ٹرک تھا۔ جو زرڈا کے ویگن کو کھینچے لئے جا رہا تھا۔ اس ٹرک کو زرڈا خود چلا رہا تھا۔ البریکو ڈور اس کے پاس بیٹھا تھا۔

زرڈا نے تعریفی نظروں سے البریکو ڈور کی طرف دیکھا اور بولا۔ "خدا کی قسم سونا اہل

اور بے کار آدمیوں کے مقابلے میں میں صرف تمہیں اپنے ساتھ رکھنا پسند کروں گا۔ خصوصاً پادری لوگ تو سست اور نکمے ہوتے ہیں۔"

"میرا کام صرف دماغی ہے۔" سرل نے کہا۔ "میں نے کبھی دعویٰ نہیں کیا کہ میں لڑائی جھگڑا کرنے میں ماہر ہوں۔"

"دماغی لحاظ سے کبھی تم نے کونسا تیر مارا ہے؟" زرڈا نے کہا۔

"جانے دیجئے صاحب۔ غلطیاں انسان سے ہی ہوتی ہیں۔" البرکوبوڈور نے کہا۔

"اور پھر پادری صاحب پر آجکل سخت دباؤ پڑ رہا ہے۔ اور پھر انہیں اس علاقے کی بابت کچھ زیادہ معلومات بھی نہیں ہیں۔ جہاں تک میرا تعلق ہے۔ میں یہاں کے چپے چپے سے واقف ہوں میں آرلس میں پیدا ہوا تھا۔ وہاں خانہ بدوشوں کے لباسوں کی ہر دکان کا مجھے پتہ ہے اور ویسے ہی اس قسم کی دوکانیں وہاں پر گنتی کی چند ہیں۔ جن لوگوں سے میں نے مدد لی وہ مقامی ہیں لیکن یہ میری خوش قسمتی تھی۔ کہ پہلی ہی دکان سے مجھے معلوم ہوگیا۔ کہ بومین وہاں گیا تھا۔ اس کی مالکہ ایک بوڑھی عورت ہے۔"

"میرا خیال ہے تمہیں بوڑھی عورت سے راز اگلوانے کے لئے زیادہ دباؤ نہیں ڈالنا پڑا ہوگا۔" زرڈا نے کہا۔

"اگر آپ کا مطلب تشدد سے ہے تو میں نے اس پر کوئی تشدد نہیں کیا۔ وہ ایک لالچی عورت ہے وہ تو دس فرانک کے عوض اپنی ماں کو بھی دریائے رون میں غرق کرنے کو تیار ہو جائے گی میں نے تو اسے پچاس فرانک دے دیئے۔"

"پھر اس نے کیا بتایا؟"

"یہی کہ وہ نیلی اور سفید چھینٹ کی قمیض، اور سنہری بیل والی واسکٹ پہنے ہوئے ہے"

"گویا کہ وہ سرکس کا مسخرا بنا ہوا ہے۔" زرڈا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اب ہمیں خرگوش کو پکڑنا ہے۔"

"وہ یہاں آئے گا۔" زرڈا نے پُراعتماد لہجے میں کہا۔ "جب تک خانہ بدوش یہاں ہیں وہ بھی یہاں ہے۔ اب تم اپنا پارٹ ادا کرو۔"

"اس کی آپ کوئی فکر نہ کریں۔" البریکوڈور نے کہا۔ "لوگوں کے دیکھتے ہی دیکھتے اس کے چیتھڑے اڑ جائیں گے۔ اور لوگ اس تماشہ کو دیکھ کر خوشی سے تالیاں بجائیں گے۔"

"تو کیا بیل کے سینگ واقعی بہت تیز اور نکیلے ہیں؟"

"ابھی چاقو اور بھالے کی انی بھی اتنی تیز نہیں ہو گی۔" البریکوڈور نے کہا۔ اور اپنی گھڑی کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔ "اچھا اب میں چلا۔ آپ کو معلوم ہی ہے کہ میں منٹ کے اندر اندر میرا ایک اپائنٹمنٹ ہے۔"

"جاؤ" زرڈا نے کہا۔ "ہم ماس ڈی لیوگنول میں دس منٹ کے اندر اندر پہنچ جائیں گے۔"

اس قافلے کی گرد جہاں پیچھے بیٹھ رہی تھی اس سے ذرا پیچھے رولس رائس شاہانہ انداز میں چلی آ رہی تھی۔ کار کی چھت پٹی ہوئی تھی۔ اور لیلا نے لی گرینڈ ڈک کے اوپر چھتری کا سایہ کیا ہوا تھا۔ اور لی گرینڈ ڈک سیٹ کی پشت لگائے آنکھیں بند کئے۔ نیم دراز تھا۔

"معلوم ہوتا ہے کہ خوب گہری نیند سوئے۔"

"نیند؟ کبھی میں دوپہر کو سونے کا عادی نہیں ہوں نہ ہی زندگی بھر کبھی دوپہر کے وقت سویا ہوں۔ میں نے تو محض آنکھیں بند کر رکھی تھیں۔ اور میں غور و فکر میں مشغول تھا۔"

لیلا چونکہ اس وقت لی گرینڈ ڈک کی فطرت سے آگاہ ہو چکی تھی۔ اس لئے اس نے

مزید کریدنا غیر ضروری تصور کرتے ہوئے گفتگو کا موضوع تبدیل کر دیا۔

"ہم خانہ بدوشوں کے ایک دو قافلوں کے پیچھے کیوں جا رہے ہیں جب کہ بہت سے قافلے آرلس میں موجود ہیں۔ کیا تم ان سے اپنی کتاب کے لئے مواد جمع نہیں کر سکتے تھے؟"

"یہ میں تمہیں پہلے ہی بتا چکا ہوں کہ مجھے آگے جانے والے قافلوں میں ہی دلچسپی ہے۔"

"لیکن کیوں ....؟"

"ہنگری اور رومانیہ کے خانہ بدوش میرا خصوصی میدان ہیں" لی گرینیڈ ڈک نے کہا۔ "اور میں فی الحال انہی کے رسم و رواج اور لوک گیت جمع کر رہا ہوں۔"

لیلا نے محسوس کیا کہ اس موضوع کو بھی آگے لے جانا ممکن نہیں چنانچہ اس نے ایک مرتبہ پھر موضوع گفتگو تبدیل کر دیا۔

"اور سیل ..... میں اس کی بابت فکر مند ....."

"اچھا وہ تمہاری سہیلی۔ بھئی اگر میں غلطی پر نہیں تو میرا خیال ہے کہ وہ بھی آرلس سے روانہ ہو چکی ہے اور اسی سڑک پر ہم سے بہت آگے جا رہی ہے اور اس وقت اس نے آرلس کی مقامی خواتین کا لباس پہنا ہوا ہے۔"

"خانہ بدوشوں کا لباس؟"

"نہیں بھئی۔ آرلس کی خواتین کا لباس جو وہ اس میلے کے موقع پر پہنتی ہیں؟" لی گرینیڈ نے کہا۔" البتہ جب تم نے اسے دیکھا تھا۔ تو وہ خانہ بدوشوں کے لباس میں تھی۔ لیکن جب وہ آرلس سے روانہ ہوئی تو دوسرا بھیس بدل چکی تھی۔"

"لیکن کیوں ....؟"

"مجھے کیا معلوم کہ کیوں؟"

"تم نے اسے جاتے ہوئے دیکھا!

"نہیں۔"

"پھر کس طرح ۔۔۔؟"

"ہماری کار کی شوفر کرمیٹا عقاب کی نظر رکھتی ہے اس نے تمہاری سہیلی کو ایک مرد کے ساتھ آرلس سے روانہ ہوتے ہوئے دیکھا تھا۔ جو ایک کاؤ بوائے کے لباس میں ملبوس تھا۔ پتہ نہیں اس لفنگے لوبین کا کیا بنا۔ تمہاری سہیلی اپنا ساتھی چننے میں غلطی کرتی ہے"

"اس نے مجھے بھی اپنا ساتھی چنا ہے۔ کیا یہ بھی اس کی غلطی تھی؟"

"معاف کرنا۔ مجھ سے غلطی ہو گئی۔ میرا مطلب ہرگز تمہارے جذبات کو ٹھیس پہنچانا نہیں تھا۔" لی گرینڈ نے کہا پھر ہاتھ کے اشارے سے آگے کی طرف اشارہ کیا جہاں دور پانی چمک رہا تھا۔ "وہ کیا ہے مائی ڈیر؟"

نے اس طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "مجھے معلوم نہیں۔"

"لی گرینڈ ڈک دو مرتبہ معافی نہیں مانگتا۔"

"کیا وہ پانی سمندر ہے؟"

"ہمارا سفر ختم ہونے ہی والا ہے کیونکہ آگے ایک جھیل ہے۔ یہ وہ مقام ہے جہاں یورپ بھر کے خانہ بدوش سال میں ایک بار جمع ہوتے ہیں۔ اس جگہ کو اٹانگ ڈی وکارس کہتے ہیں۔"

"اٹانگ؟"

"جھیل کا نام ہے۔ جس کو جھیل وکارس بھی کہتے ہیں۔ مغربی یورپ میں جنگل کی زندگی کا ایک نمونہ

"ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس مقام کی بابت تمہاری معلومات بہت زیادہ ہیں چارلس۔"
"ہاں بھئی۔ ہماری معلومات اتنی ہیں۔ جتنی یورپ بھر کے کسی سکالر کی نہیں ہونگیں" لی گرینڈ ڈک نے اپنے منہ میاں مٹھو بنتے ہوئے کہا۔

بوبین نے بچا کچا کھانا لکڑی میں رکھا۔ بوتل میں بچی ہوئی شمپین ختم کی اور کار کی ڈگی میں لکڑی رکھ کر ڈگی بند کر دی۔
"کھانا بڑا لذیذ تھا" سیبل نے کہا۔ "اس کے لئے تمہارا شکریہ"
"شکریہ تو زرڈا کا ادا کرو۔ کیونکہ اس کی قیمت اس کی رقم سے ادا کی گئی ہے" بوبین نے کہا۔ بوبین نے اپنے سامنے میلوں پھیلی ہوئی سڑک کو دیکھا۔ وہ بالکل خالی تھی۔ کسی قسم کی کوئی ٹریفک نظر نہ آتی تھی۔
"اب ہمیں واپس چلنا چاہیئے۔ خانہ بدوشوں کے قافلے وہاں میلے میں بل فائیٹ کے لئے جمع ہوں گے"
"لیکن مجھے بل فائیٹ سے نفرت ہے۔"
"اب جو مقابلہ بل فائیٹ کا ہونے والا ہے اسے تم ناپسند نہیں کرو گی۔"
اس نے کار موڑی اور واپس روانہ ہو گیا۔ ماس ڈی لیوگنول پہنچ کر اس نے دیکھا کہ وہاں لوگوں کی تعداد پہلے کی نسبت کم تھی۔ اگرچہ قاتلوں کی تعداد دگنی ہو چکی تھی۔ البتہ بل فائیٹ کے رنگ سے لوگوں کے تالیاں بجانے اور شور مچانے کی آوازیں آ رہی تھیں پہلے پہل تو بوبین بل فائیٹ کے رنگ کی طرف توجہ نہ دی اور کار میں اپنی سیٹ پر بیٹھا رہا۔ اس کے بعد اس نے چاروں طرف دیکھا۔ اسے دیر تک انتظار نہیں کرنا پڑا۔ ....

"اس میں کوئی تعجب نہیں۔" بومین نے اعلان کیا۔" ذرڈا اور اس کا پادری دوست پوری فورس کے ساتھ یہاں آئے ہیں۔ لیکن ایک بات میری سمجھ میں نہیں آئی۔"

"وہ کیا؟"

"کہ انہوں نے اسی جگہ کیوں پڑاؤ ڈالا ہے۔"

"اس سے تمہارا مطلب کیا ہے۔ تمہیں خود بھی امید تھی۔ کہ وہ اس جگہ قیام کریں گے اور اسی لئے تم یہاں واپس آئے ہو۔"

"میں اس لئے واپس آیا ہوں۔ کہ جب میں نے دیکھا۔ کہ کافی دیر گزرنے کے بعد ٹرک پران کی آمد کے آثار نظر نہ آئے۔ تو میں سمجھ گیا۔ کہ وہ راستے میں کہیں ٹھہر گئے ہیں اور وہ جگہ یہی ہو سکتی ہے۔ کیونکہ راستے میں کوئی اور ایسی آبادی نہیں جہاں تمام سہولتیں دست یاب ہو سکیں۔ اور پھر آرلس میں میں نے تم سے کہا تھا۔ کہ یہ خانہ بدوش کیوں اتنی تعداد میں وہاں سے روانہ ہوئے ہیں۔"

"مجھے کچھ کچھ یاد ہے لیکن تم نے کیا کہا تھا۔ پوری طرح یاد نہیں آرہا۔"

"مجھے بھی یاد نہیں آرہا ہے۔ شاید مجھ سے کوئی غلطی ہو گئی ہے لیکن کہاں؟"

"مجھے افسوس ہے کہ میں تمہاری بات سمجھ نہیں سکی۔"

"میں اپنی اہمیت کو بہت زیادہ بڑھانے کی کوشش کر رہا ہوں۔" بومین نے آہستہ سے کہا۔" جہاں تک ان لوگوں کا تعلق ہے مجھے یقین ہے کہ ان پر کافی دباؤ پڑ رہا ہے۔ اور جتنی جلدی ممکن ہو وہ مجھے قتل کر دینا چاہتے ہیں۔" ایسی حالت میں جب کہ زندگی خطرہ میں ہو۔ یل فایئٹ کا لطف کس طرح اٹھایا جا سکتا ہے۔ اس صورت حال میں آنکھیں کھلی رکھنی پڑتی ہیں اور پوری تیزی اور حاضر دماغی کے ساتھ اس صورت حال کا مقابلہ کرنا پڑتا ہے۔ ان

لوگوں نے شاید مجھے علیحدگی میں ٹھکانے لگانے کے لئے یہ جگہ چنی ہے کیونکہ وہ یہ جگہ ہے
جہاں خانہ بدوشوں کے علاوہ کوئی دوسرا شخص آسانی سے شناخت کر کے ٹھکانے لگایا
جاسکتا ہے۔" بوبین کہتے کہتے رک گیا۔ "تم میری بات سمجھ گئی ہو گی؟"
"میں سب سمجھ رہی ہوں،" سہیل نے سرگوشیوں میں کہا۔ "اب تمہارے لئے صرف
ایک ہی راستہ رہ گیا ہے۔"
"ہاں۔ ایک ہی راستہ۔ وہ یہ کہ میں جاؤں اور پتہ لگاؤں کہ دراصل وہ چاہتے کیا ہیں"
بوبین نے کار کا دروازہ کھولتے ہوئے کہا۔
"نہیں۔" سہیل نے بوبین کی دائیں کلائی مضبوطی سے پکڑتے ہوئے کہا۔
"تم میری فکر مت کرو۔ خدا نے چاہا۔ تو سب کچھ ٹھیک ہو جائے گا۔ اور خیال رہے
کہ ان لوگوں کے سامنے کسی حالت میں بھی میرا نام لے کر مت پکارنا۔"
"نہیں۔" سہیل کی نظروں میں التجا تھی۔ "مت جاؤ۔ خدا کے لئے مت جاؤ۔ میرا
دل کہتا ہے۔ کہ کچھ ہونے والا ہے۔ میں جانتی ہوں۔ کہ تمہاری زندگی خطرے میں ہے۔" سہیل
نے اپنے خشک ہونٹوں پہ زبان پھیری۔ "آؤ۔ ہم یہاں سے چلے جائیں ابھی اسی وقت۔"
"آئی ایم سوری۔" بوبین نے اس سے نظریں چراتے ہوئے کہا۔ وہ ڈرتا تھا۔ کہ اگر
اس نے اپنی محبوبہ کے چہرے کی طرف دیکھا تو اس کی ملتجی نگاہوں کی تاب نہ لا سکے گا۔ "مجھے
یہیں رکنا ہے۔ آخر ایک نہ ایک دن تک مجھے ان کا ڈٹ کر اور کھل کر مقابلہ کرنا ہے اور
جتنی جلدی ایسا ہو جائے اچھا ہے۔ کم از کم اس کے بعد اگر میں زندہ رہا۔ تو اعصاب کو سکون
نصیب ہو گا۔"
"تو تم نے یہاں ٹھہرنے کا مصمم ارادہ کر لیا ہے؟"

"ہاں" بومین نے بدستور دوسری طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "اس کی کئی وجوہات ہیں۔ وہ چاروں عورتیں اس سبز ویگن میں ہیں۔ یا ہو سکتا ہے کہ صرف ٹینا اکیلی وہاں ہو۔ بچاری ٹینا اگر کوئی تمہارے اوپر اتنا ظلم کرتا تو خدا کی قسم میں اسے جہنم واصل کر دیتا۔ میں اسے جان سے مار دیتا۔ اور میں نے یہی سوچا ہے کہ یہ ظلم تم پر ہوا ہے۔ اب تم ہی بتاؤ کہ کیا تم ایسے آدمی سے شادی کرو گی۔ جو ٹینا کو اسی حالت میں چھوڑ کر بھاگ جائے؟"

"نہیں۔ میں یہ کبھی پسند نہیں کروں گی۔"

"مجھے تم سے یہی امید تھی" بومین نے کہا۔ "اور یہی وجہ ہے کہ میں اس ظلم کا انتقام لینے اور ٹینا کو چھڑانے کے لئے یہاں آیا ہوں" بومین نے سیسل کے چہرے کی طرف دیکھا وہ اس کو دیکھ کر مسکرا رہی تھی۔ لیکن وہ سبز آنکھیں دھندلائی ہوئی تھیں۔

"تم سے بحث کرنا فضول ہے۔" بالآخر وہ بولی۔

"اچھا تم یہاں ٹھہرو۔ میں جلد ہی واپس آجاؤں گا" بومین نے کار سے باہر آتے ہوئے کہا

"نہیں میں بھی تمہارے ساتھ چلتی ہوں۔" یہ کہہ کر وہ بھی باہر آگئی۔

"تم نہیں چلو گی میرے ساتھ۔"

"نہیں۔ میں چلوں گی۔ تم مجھے روک نہیں سکتے۔ اور پھر یہاں ہزاروں لوگ ہیں۔ اتنے لوگوں کے ہوتے ہوئے کوئی ہم پر ہاتھ نہیں اٹھا سکتا۔ اور پھر تم نے ہی تو کہا تھا۔ کہ وہ تمہیں اس بھیس میں پہچان نہیں سکتے۔"

"اگر انہوں نے تمہیں میرے ساتھ دیکھ لیا تو....؟"

"اگر انہوں نے تمہیں دیکھ لیا تو میں وہاں نہیں ہوں گی۔ کیونکہ اگر وہ تمہیں پہچان نہیں سکتے تو وہ اسی حالت میں پکڑ سکتے ہیں۔ جب تم کوئی ایسا کام کرو۔ جو تمہیں نہیں کرنا

چاہیئے۔ مثلاً تم ان کے دگینوں میں گھس کر جاسوسی کرنے لگو۔"

"میں دن دہاڑے ایسا نہیں کر سکتا۔ میں اتنا پاگل نہیں ہوں۔"

"بہرحال کچھ بھی کیوں نہ ہو۔ میں تمہارا سامنا نہیں چھوڑوں گی۔"

"زندگی بھر؟"

"دیکھا جائے گا۔"

بوبی نے آنکھیں جھپکاتے ہوئے کہا۔ "جب میں ایک چھوٹا سا لڑکا تھا۔ اور ماں سے کسی چیز کی ضد کرتا تھا۔ تو وہ بھی یہی کہا کرتی تھی۔ "دیکھا جائے گا۔" اور پھر وہ چیز مجھے مل جایا کرتی تھی۔ تقریباً تمام عورتوں کی "نا" نا نہیں ہوتی۔ بلکہ "نا میں" ہاں" کا پہلو پوشیدہ ہوتا ہے۔ کیا میں کچھ غلط کہہ رہا ہوں؟"

سیس نے مسکرا کر اس کی طرف دیکھا۔ اور کہا۔ "تم واقعی بڑے چالاک ہو۔"

"میری ماں بھی یہی کہا کرتی تھی۔"

انہوں نے ٹکٹ کے پیسے ادا کئے اور بل فائیٹ کے رنگ میں داخل ہو گئے۔ تقریباً چاروں طرف سیڑھیوں پر لگی ہوئی تمام سیٹیں پُر ہو چکی تھیں۔ رنگ برنگ لباس پہنے ہوئے لوگ بل فائیٹ کے مقابلے دیکھنے کے لئے جمع تھے۔ خانہ بدوشوں اور کاؤ بوائز کی تعداد تقریباً برابر تھی۔ البتہ ان میں کچھ تعداد سیاحوں اور عام تماشا دیکھنے والوں کی بھی تھی

تماشائیوں اور رنگ کے درمیان چاروں طرف ایک برآمدہ تھا۔ جو لکڑی کی چار فٹ اونچی دیوار سے گھرا ہوا تھا۔ یہی وہ جگہ تھی۔ جہاں مقابلہ کرنے والے اپنی جان بچانے کے لئے کود جاتے تھے۔ رنگ کے عین درمیان ایک غضب ناک سانڈ سر جھکائے کھڑا تھا۔ اور زمین پر ٹاپیں مار رہا تھا۔ جبکہ اس کے سامنے شوخ کپڑوں میں ملبوس ایک

آدمی سرخ چادر سنبھالے کھڑا تھا۔ جب سانڈ حملہ کرتا تو وہ بڑی صفائی سے اس کے وار کو بچا جاتا تھا۔ جس پر مجمع خوشی سے تالیاں بجانے لگتا تھا۔ سانڈ اور آدمی کی لڑائی جاری تھی۔ اور لوگ اس سے لطف اندوز ہو رہے تھے۔ سیسل نے بھی اس تماشے میں دلچسپی لینی شروع کر دی تھی۔ " تو گویا بل فائیٹ شروع ہو چکی ہے۔"

"ہاں بھئی شروع ہو چکی ہے۔" بوبین نے کہا۔ "لیکن تمہیں اس آدمی کا خیال کرنا چاہیئے۔ جو اپنی جان ہتھیلی پر رکھ کر رنگ میں اترا ہے۔"

"ارے ہاں اور وہ بالکل نہتا ہے اس کے ہاتھ میں تلوار بھی نہیں۔"

"ذرا دیکھنا اس سانڈ کے سینگ میں سرخ رنگ کا بٹن ہے جو سرخ رنگ کی ڈور سے بندھا ہوا ہے۔ اب اس کھلاڑی کو پہلے یہ بٹن توڑنا ہے۔ اور پھر اس کے سینگوں سے سرخ ڈورا اتارنی ہے۔ اس کے بعد سے وہ سفید دھاگا کھولنا ہے جو سینگوں کے نیچے بندھا ہوا ہے۔"

"یہ تو کافی خطرناک کھیل ہے۔"

"ہاں۔ کافی خطرناک کھیل ہے۔" بوبین نے کہا۔ پھر مقابلہ کے پروگرام پر نظر ڈالی جو ٹکٹ گھر سے اسے ملا تھا۔ اور کچھ پر خیال انداز میں رنگ کی طرف دیکھنے لگا۔

"کیوں کیا ہوا؟" سیسل نے پوچھا۔

اس کا بوبین نے فوراً جواب نہیں دیا۔ وہ اب بھی رنگ کی طرف دیکھ رہا تھا۔ جہاں کھلاڑی دائرے میں گھوم رہا تھا۔ اور ہر بار سانڈ کا وار خالی دیتا تھا۔ جیسے کہ کوئی بیلے ڈانسر رقص کر رہا ہو۔ اچانک اس نے سانڈ کے سینگ میں لگا ہوا بٹن بڑی پھرتی سے اتار لیا۔ اس وقت سانڈ کے سینگ کھلاڑی کے سینے سے چھوتے ہوئے گزر گئے۔

"واہ - وا- کیا کہنے؟" بومین کے منہ سے بے ساختہ نکل گیا۔ "یہ شخص یقیناً البر کیوڈور ہے۔"

"ال ؟ کیا ؟"

"البر کیوڈور - نامی گرامی بل فائٹر۔ جو اس وقت سانڈ کا مقابلہ کر رہا ہے۔"

"کیا تم اسے جانتے ہو؟"

"ہاں۔ لیکن ابھی تک میرا اس سے تعارف نہیں ہوا ہے" بومین نے کہا۔ "اچھا بل فائٹر ہے۔ ہے نا؟ تمہارا کیا خیال ہے؟"

البر کیوڈور واقعی ایک ماہر بل فائٹر تھا۔ وہ نہایت پھرتی سے غضب ناک سانڈ کو غچے دے رہا تھا۔ جب بھی سانڈ اس پر حملہ آور ہوتا وہ نہایت وقار اور اطمینان کے ساتھ ذرا سا ایک طرف کو ہٹ جاتا۔ سانڈ اپنے زور میں دور تک چلا جاتا تھا۔ اس کے بعد پھر مڑ کر حملہ آور ہوتا۔ البر کیوڈور نے اسے تھکا مارا۔ اس دوران اس نے نہ صرف سرخ ڈور بلکہ سفید دھاگے بھی سانڈ کے سینگوں سے اتار لئے۔ لوگ عش عش کر اٹھے۔ چاروں طرف تالیاں بجنے لگیں۔ آخری مرتبہ جب اس نے سفید دھاگہ اتارا تو مڑ کر تماشائیوں کے سامنے قطعاً جھکا اس وقت اس نے بپھرے ہوئے سانڈ کو بھی نظر انداز کر دیا۔ جو مڑ کر دوبارہ اس پر حملہ آور ہو رہا تھا۔ تماشائیوں کے سانس اچانک رک گئے۔ جب البر کیوڈور اور سانڈ کے سینگوں کا فاصلہ چند انچ رہ گیا۔ تو اچانک البر کیوڈور ایک طرف کو ہٹ گیا۔ سانڈ اپنے زور سے لکڑی کی دیوار سے جا ٹکرایا۔ لکڑی کی دیوار میں سانڈ کے سینگوں نے سوراخ کر دیئے۔ تماشائیوں نے پرجوش انداز میں تالیاں بجائیں........ لیکن تالیاں بجانے والے لوگوں میں چار آدمی شامل نہیں تھے۔ بومین نے ان کی طرف دیکھا۔ وہ آدمی زرڈا، فرنیک سرل اور

سین تھے۔ وہ رنگ کی طرف نہیں دیکھ رہے تھے۔ بلکہ تماشائیوں میں کسی کو تلاش کر رہے تھے۔ بوبین سیل کی طرف مڑا

"کیوں کیا تمہیں مایوسی ہوئی؟"

"کیا مطلب؟"

"کہ سانڈ بہت ہی کاہل اور سست تھا۔"

"کہیں دماغ تو خراب نہیں ہو گیا تمہارا۔ آخر تم سوچ کیا رہے ہو؟"

"دیکھتی جاؤ کہ کیا ہوتا ہے۔"

تین مسخرے اپنے روایتی شوخ رنگین لباس میں، چہروں پر نقش و نگار بنائے۔ لمبی لمبی ناکیں لگائے۔ سر پر نکیلی ٹوپیاں پہنے رنگ میں داخل ہوئے۔ ایک نے گلے میں ڈھول لٹکا رکھا تھا۔ جو اس نے بجانا شروع کر دیا۔ اس کے دو ساتھی زمین پر لیٹ گئے۔ اور قلابازیاں کھانے لگے۔ انہوں نے اپنی جیبوں سے بانسریاں نکال لیں۔ اور ناچ ناچ کر بجانے لگے۔ اچانک دروازہ کھلا۔ اور ایک سانڈ نمودار ہوا۔ پچھلے سانڈ کے مقابلے میں یہ سانڈ زیادہ خوفناک اور تند مزاج معلوم ہوتا تھا۔ جونہی اس نے ناچتے ہوئے مسخروں کو دیکھا۔ پھر سر جھکا کر ان کی طرف جھپٹا۔ مسخروں نے ناچتے ناچتے اس کا وار خالی دیا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا۔ جیسے انہیں معلوم ہی نہ ہو۔ کہ کوئی غضب ناک سانڈ ان پر حملہ کر رہا ہے۔ یہ مسخرے بل فائٹنگ کے ماہر معلوم ہوتے تھے۔

اچانک موسیقی کی آواز تھم گئی۔ لیکن سانڈ نہیں رکا۔ وہ ایک مسخرے پر حملہ آور ہوا۔ جو مڑا اور جان بچانے کے لئے چیختا ہوا بھاگا۔ تماشائی قہقہے مار کر ہنسنے لگے۔ مسخرہ اچانک رکا اور مڑ کر سانڈ کو مکا دکھانے لگا۔ پھر چیخا اور بھاگنے لگا۔ دیوار پر چڑھنے کی کوشش کی

لیکن اس کا پیر پھسلا اور وہ فرش پر جا گرا۔ سانڈ اور اس کے درمیان کا فاصلہ چند فٹ رہ گیا تھا ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اب سانڈ یقیناً اسے کچل ڈالے گا۔ لیکن ایسا ہوا نہیں سانڈ کے سینگوں پر مسخرے کا پاجامہ لٹکا ہوا نظر آیا۔ جبکہ مسخرہ لنگوٹی میں دوسری طرف بھاگ رہا تھا۔ اور چیخ رہا تھا۔ لوگ ہنس ہنس کر دوہرے ہوئے جا رہے تھے۔

لیکن وہ چار خانہ بدوش بالکل خاموش تھے۔ بلکہ یہ کہنا چاہیئے۔ کہ وہ یہ تماشا دیکھ ہی نہیں رہے تھے۔ اس مرتبہ وہ اپنی جگہ پر ساکت نہیں تھے۔ بلکہ حرکت میں تھے۔ وہ آہستہ آہستہ تماشائیوں کے ہجوم میں سے گذر رہے تھے۔ اور ہر ایک تماشائی کو غور سے دیکھتے جاتے تھے۔ یوبین ان کی تمام حرکات کو بغور دیکھ رہا تھا۔

نیچے رنگ میں مسخرے ڈھول اور بانسریاں بجاتے ہوئے ناچ رہے تھے۔ دو مسخرے رنگ کے وسط میں کھڑے والز رقص کر رہے تھے۔ سانڈ نے ان پر حملہ کیا۔ جب ان کے نزدیک پہنچ گیا۔ تو بجلی کی سی سرعت کے ساتھ وہ اچھل کر ادھر ادھر ہٹ گئے۔ سانڈ ان کے درمیان سے گذر گیا۔ رقص کرتے ہوئے چکر لگا کر وہ ایک دوسرے سے پھر آملے۔
تماشائیوں نے تالیاں بجائیں اور ہنسنے لگے۔ سیسل کا ہنستے ہنستے برا حال ہو رہا تھا۔ وہ رومال سے اپنے آنسو پونچھنے لگی۔ لیکن یوبین کے چہرے پر تو مسکراہٹ کا بھی شائبہ نہ تھا۔ کیونکہ زرڈا اب اس سے بیس فٹ کے فاصلے پر رہ گیا تھا۔ اور سیدھا اس کی طرف آ رہا تھا۔

کتنا اچھا تماشا ہے۔ ہے نا؟" سیسل نے پوچھا۔

"ہاں ہے۔ تم یہاں ٹھہرو۔ میں ابھی آیا۔"

"تم.... تم کہاں جا رہے ہو؟"

"مجھ پر اعتماد کرو؟"

"تم پر اعتماد...."

"ہاں۔ میں تم سے ضرور شادی کروں گا۔ مجھے زیادہ دیر نہیں لگے گی۔"

بوبین اپنی جگہ سے اٹھا اور آہستہ آہستہ چلنے لگا۔ اسے تماشا گاہ سے نکلنے کے لئے زرڈا کے قریب سے گزرنا تھا۔ جو ہر تماشائی کو پہچاننے کی کوشش کرتا ہوا اس کی طرف آ رہا تھا۔ بوبین چینی جوڑے کے قریب سے گزرا۔ وہ یقیناً چین سے محض سیر کے لئے اتنی دور نہیں آئے ہوں گے۔ ان کے یہاں آنے کا کوئی نہ کوئی مقصد ضرور ہوگا۔ یا پھر ان کی رہائش یورپ میں ہوگی۔ وہ تماشائیوں کے پیچھے سے ہو کر زرڈا کے پیچھے جا پہنچا۔ اور وہاں سے دروازہ کی طرف گیا۔ دروازے سے نکل کر ویگنوں کی طرف گیا۔ وہاں ویرانی چھائی ہوئی تھی۔ تقریباً تمام خانہ بدوش بل فائٹنگ کا تماشا دیکھنے کے لئے گئے ہوئے تھے۔ جس ویگن میں بوبین کو دلچسپی تھی۔ اس کی سیڑھیوں پر میکا بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے ہاتھ میں بیر کی بوتل تھی۔

بوبین اطمینان سے چلتا ہوا میکا کی طرف بڑھا۔ میکا نے ہونٹوں سے بوتل ہٹائی۔ اور بوبین کو دیکھ کر غرایا۔ بوبین نے اس کی غراہٹ کو نظر انداز کر دیا۔ اور بدستور اس کی طرف بڑھتا رہا۔ اس کے قریب پہنچ کر رکا۔ ویگن اور میکا دونوں کی طرف باری باری دیکھا۔

"بھاگ جاؤ یہاں سے۔" میکا نے کہا۔

"خانہ بدوش۔ سور۔" بوبین نے مسکراتے ہوئے کہا۔

گالی سن کر میکا کا پارہ اچانک چڑھ گیا۔ اس نے بوتل کو منہ سے پکڑا، اٹھا اور اس پر اچھل کر آیا۔ بوبین نے بڑی تیزی سے حرکت کی۔ ابھی میکا زمین پر پہنچا بھی نہ تھا۔ کہ بوبین

نے اس کے منہ پہ لات جڑ دی۔ میکا چاروں شانے چت زمین پر گر پڑا۔ بومین نے اسے اٹھنے کی مہلت دے دی۔ وہ لڑکھڑاتا ہوا اٹھا۔ بومین نے اٹھ کر اس کی ٹھوڑی پہ ایک مکا رسید ... کیا۔ میکا پھر زمین پہ جا گرا۔ اور پستول اس کے ہاتھ سے چھوٹ کر دور جا گری۔ دو تین اور مکے مارنے کے بعد جب بومین نے دیکھا، کہ وہ بیہوش ہو چکا ہے۔ تو اس نے اسے چھوڑ دیا۔ پھر بے ہوش میکا کو گھسیٹتا ہوا ویگن کے دوسری طرف لے گیا۔ اور اسے پہیوں کے پیچھے چھپا دیا۔ تاکہ کسی کی اس پہ نظر نہ پڑ سکے۔

بومین نے ادھر ادھر دیکھا۔ لیکن وہاں خاموشی طاری تھی۔ کوئی بھی انسان نظر نہ آتا تھا۔ وہ سیڑھیوں پہ چڑھا۔ اور سیدھا ویگن میں داخل ہو گیا۔ ویگن کا اگلا حصہ خالی تھا۔ پچھلے حصے کا دروازہ بند تھا۔ اور چٹخنی لگی ہوئی تھی۔ بومین نے چٹخنی کھولی۔ اور اندر داخل ہو گیا۔

چند لمحوں تک اندھیرے میں اسے کچھ دکھائی نہ دیا۔ لیکن جب اس کی آنکھیں اندھیرے کی عادی ہو گئیں۔ تو اس نے پردے پڑے ہوئے دیکھے۔ بھاری پردے۔ بومین نے انہیں ہٹایا تین ہستیاں لکڑی کے تختوں پہ لیٹی ہوئی تھیں۔ لیکن وہ جاگ ہی تھیں۔ ایک تختے کی طرف بومین بڑھا۔ اور اس پہ لیٹی ہوئی ہستی کا ہاتھ تھام لیا۔ یہ ہاتھ زنجیر میں جکڑا ہوا تھا زنجیر کا سرا لکڑی کے تختے سے جڑا ہوا تھا۔ بومین نے کلائی چھوڑ دی اور درمیانے تختے پہ لیٹی ہوئی ہستی کی طرف متوجہ ہوا۔ اس کا ہاتھ بھی زنجیر سے جکڑا ہوا تھا۔ یہی حالت تیسری ہستی کی تھی۔

وہ اپنے آپ سے کہنے لگا۔ " ان میں سے ایک تو کاؤنٹ ڈی ہینیالٹ میری ڈلسی ایبی ناٹ کا شوہر ہے دوسرا سارا کا خاوند مسٹر ٹنکی ویک ہے۔ لیکن تیسرا کون ہے؟

پھر وہ تیسرے شخص سے مخاطب ہو کر بولا۔ "تم کون ہو؟"
یہ شخص ادھیڑ عمر اور ممتاز حیثیت کا مالک نظر آ رہا تھا۔
"میں ڈیمل ہوں۔"
"تو تم ہی ٹینا کے باپ ہو؟"
"ہاں۔ لیکن تم کون ہو؟"
"بومین۔ نیل بومین۔ میں تم لوگوں کو چھڑانے کے لئے آیا ہوں۔"
"میں نہیں جانتا کہ تم کون ہو۔" درمیانی تختے والے قیدی نے کہا۔ "اور مجھے اس کی پرواہ بھی نہیں ہے۔ کہ تم کون ہو۔ خدا کے لئے یہاں سے جاؤ۔ اور ہمیں ہمارے حال پر چھوڑ دو۔ کہیں ایسا نہ ہو۔ کہ تمہاری وجہ سے ہم موت کے منہ میں چلے جائیں۔"
"تم کاؤنٹ ڈی ہیپی ناٹ ہو۔؟"
اس آدمی نے اثبات میں سر ہلایا۔ "تمہیں اپنے سالے الیگزنڈر کی بابت کچھ معلوم ہے؟"
"کیوں؟ اسے کیا ہوا؟"
"وہ مر چکا ہے۔ اسے زرڈا نے قتل کر دیا ہے۔"
"یہ کیا بکتے ہو؟ الیگزنڈر؟ مر چکا ہے؟ وہ کس طرح مر سکتا ہے؟ زرڈا نے تو ہم سے وعدہ کیا تھا۔ ۔ ۔ ۔"
"تم نے اس کے وعدے کا اعتبار کر لیا؟"
"بے شک۔ اس کے قتل کرنے میں زرڈا کا ہی نقصان تھا۔"
"گویا تم دونوں نے اس پر اعتبار کر لیا؟" بومین نے کہا۔

دونوں آدمیوں نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"جو شخص قاتل پر بھروسہ کرتا ہے وہ بے وقوف ہے۔ تم تینوں بے وقوف ہو الیگزینڈر مر چکا ہے۔ میں نے اس کی لاش کا پتہ لگایا ہے۔ اگر تمہیں زرڈا پر اتنا ہی یقین ہے تو اس سے کہو کہ وہ تمہیں الیگزینڈر سے ملا دے اور ڈیمل تم زرڈا سے کہو کہ وہ تمہیں تمہاری بہن سے ملا دے۔"

"کیا وہ.... وہ بھی؟"

"نہیں وہ مری نہیں ہے۔ لیکن مرے ہوؤں سے بدتر حالت ہے انہوں نے کوڑوں سے اس کی پیٹھ ادھیڑ کر رکھ دی ہے۔ انہوں نے اس کے کوڑے کیوں مارے؟ انہوں نے الیگزینڈر کو کیوں قتل کیا؟ شاید اس لئے کہ وہ ان کا کوئی راز کسی کو بتانا چاہتے تھے۔ وہ راز کیا تھا؟ بتاؤ۔"

"خدا کے لئے یوبین۔" لی ہیپی نانٹ نے خوف زدہ انداز میں کہا۔ "ہمیں ہمارے حال پر چھوڑ دو۔"

"تم ان سے اتنا کیوں ڈرتے ہو؟ اور وہ تمہاری طرف سے کیوں اتنے خوفزدہ ہیں۔ کہ انہوں نے تمہیں زنجیروں میں جکڑ رکھا ہے! یہ سب کچھ تمہیں بتانا پڑے گا۔ اور جب تک تم نہیں بتاؤ گے میں یہاں سے نہیں جاؤں گا۔"

"ان سوالوں کے جواب اب تمہیں کبھی بھی نہیں ملیں گے۔" زرڈا نے کہا۔ وہ دروازے پر کھڑا ہوا یوبین کو گھور رہا تھا۔

۸

یومین آہستہ سے مڑا۔ اب حرکت کرنا بھی اپنی موت کو دعوت دینا تھا۔ زرڈا اپنے ہاتھ میں پستول تھامے اور اس کو نشانے پر لئے ہوئے کھڑا تھا۔ مسین اس کے ساتھ ہی کھڑا تھا۔ اور اس کے ہاتھ میں کھلا ہوا چاقو تھا۔ دونوں آدمیوں کے لبوں پر شیطانی مسکراہٹ کھیل رہی تھی۔ زرڈا کے سر کے اشارے پر مسین آگے بڑھا اور قیدیوں کی کلائیوں میں بندھی ہوئی زنجیروں کو کھینچ کر دیکھا۔ اور بولا۔ "ان کو چھوا بھی نہیں گیا ہے۔"

"شاید وہ ان لوگوں کو یہ بتا رہا تھا۔ کہ وہ کتنا چالاک ہے۔" زرڈا نے کہا۔ پھر یومین سے مخاطب ہوتے ہوئے بولا۔ "تم ہوشیار نہیں بلکہ بے وقوف ہو۔ آرلس کے دکاندار جب کسی سے بہت زیادہ رقم حاصل کرتے ہیں۔ تو ان کو اچھی طرح یاد رکھتے ہیں۔ اور جب میں تماشائیوں کے چہرے دیکھ رہا تھا۔ تو دراصل یہ تمہیں دھوکہ دینے کے لئے تھا۔ ورنہ میں نے تمہیں پہلے ہی پہچان لیا تھا۔ چہرے دیکھنا تو محض بہانہ تھا۔ ہم یہ ظاہر کرنا چاہتے تھے۔ کہ تمہیں نہیں پہچان سکے ہیں اس لئے کہ تم بے فکر ہو کر رنگ کے مجمعے سے باہر نکل کر کھلے میدان میں آجاؤ۔ تم ہماری چال میں آ گئے اور باہر نکل آئے۔ جب تم ارینا میں داخل ہوئے تھے۔ اس سے پہلے ہی ہم تمہیں پہچان چکے تھے۔"

"اور تم نے میکا کو بھی بتا دیا ہوگا۔"

ہں۔ لیکن وہ اداکار نہیں ہے۔ ہم نے اس سے نقلی لڑائی لڑنے کو کہا تھا۔
اصلی نہیں لیکن وہ اپنا پارٹ اچھی طرح ادا نہ کر سکا جس کی اسے سزا بھگتنی پڑی۔ اگر ہم
یہاں کوئی پہریدار نہ چھوڑتے تو تمہیں شک ہو جاتا اور ہماری سکیم فیل ہو جاتی؟ زرڈا
نے کہا پھر اپنا بایاں ہاتھ پھیلاتے ہوئے بولا۔" لاؤ نکالو۔ اسی ہزار فرانک۔ بومین۔"
مجھے اپنے اسی ہزار فرانک چاہئیں؛
بومین نے نفرت بھری نگاہوں سے اسے دیکھتے ہوئے کہا۔" تم جیسے آدمی کے پاس
اسی ہزار فرانک کہاں سے آئے؟"
زرڈا مسکرایا، غیر متوقع طور پر آگے بڑھا اور پستول کی نالی بومین کی پسلیوں
میں ماری۔ بومین درد کے مارے دہرا ہو گیا۔ اور تکلیف سے ہانپنے لگا۔
میری خواہش تو یہ تھی۔ کہ تمہارے پر پستول کی نالی دے مارتا جیسے تم نے میرے
چہرے کو زخمی کیا تھا۔" زرڈا نے کہا۔ اس کے چہرے سے مسکراہٹ غائب ہو چکی تھی" لیکن
فی الحال میں نہیں چاہتا کہ تمہارے چہرے پر کوئی نشان لگے۔ لاؤ رقم۔"
بومین نے آہستہ آہستہ اٹھا اور کراہتے ہوئے بولا۔" وہ میں نے کھو دی ہے۔"
"تم نے کھو دی ہے؟"
"میرے کوٹ کی جیب میں سوراخ تھا۔"
غصہ سے زرڈا کا چہرہ بگڑ گیا۔ اس نے پستول کی نالی مارنے کیلئے اٹھائی پھر
مسکراتے ہوئے بولا۔
"تم دیکھو گے کہ ہم ایک منٹ کے اندر اندر اس رقم کا پتہ لگا لیں گے۔"
ماس ڈی لیوگنول کے قریب پہنچ کر سبز رولس رائسز کی رفتار سست ہو گئی

لی گرینڈ ڈک نے جس کے اوپر اب بھی چھتری کا سایہ تھا۔ پر خیال انداز میں منظر کو دیکھا۔

"زرڈا کا قافلہ"۔ اس نے کہا۔ "تعجب ہے کہ اس غیر اہم جگہ زرڈا نے قیام کرنا کیوں ضروری سمجھا۔ ضرور اس کی کوئی وجہ ہو گی کیونکہ بغیر وجہ کے وہ کوئی کام نہیں کرتا شاید وہ مجھے اس کی وجہ بتا دے۔ کیوں کیا بات ہے مائی ڈیئر؟"

"آگے تو دیکھو۔" لیلا نے اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ "وہ کیا ہو رہا ہے؟"

لی گرینڈ ڈک نے اس طرف دیکھا۔ جدھر لیلا نے اشارہ کیا تھا۔ البرکیوڈود اور سرل سیسل کو لئے ہوئے ایک ویگن میں گھس گئے اور دروازہ بند کر دیا۔

لی گرینڈ ڈک نے ڈرائیور اور اپنے درمیان کا شیشہ گراتے ہوئے کہا۔ "اگر تم چاہو تو کار روک سکتی ہو۔" لیلا سے اس نے کہا۔ "تو تمہارا خیال ہے کہ وہ لڑکی تمہاری دوست ہے؟ میں مانتا ہوں کہ اس کا لباس وہی ہے۔ لیکن اُدلس کی تمام خواتین ایک ہی قسم کا لباس پہنتی ہیں۔ کم از کم مجھے تو پیچھے سے وہاں کی تمام عورتیں ایک جیسی نظر آتی ہیں۔"

"نہیں وہ سیسل ہی ہے۔" لیلا نے اصرار کرتے ہوئے کہا۔

"ایک خانہ بدوش اور دوسرا ایک پادری۔" لی گرینڈ ڈک نے کہا۔ "تمہاری دوست نے ساتھی بھی خوب بنائے ہیں کیا تمہارے پاس نوٹ بک ہو گی؟"

"نوٹ بک؟ کیا مطلب؟"

"اسے کبھی ہمیں تفتیش کرنی ہے اس معاملہ کی۔"

"تو تم تفتیش کرنے والے ہو.........."

"میری بات کو مت دہراؤ۔ لوک گیتوں کے ایک سچے متوالے کے لئے یہاں کی ہر

بات دلچسپی رکھتی ہے۔"

" لیکن تم وہاں کس طرح جا سکتے ہو؟"

" بھئی میں ڈک ڈی کمانڈر ہوں۔ اس کے علاوہ میں دخل درمعقولات نہیں کرتا میں شرف باز یاب بخشتا ہوں۔"

پسلیوں کے درد نے اسے نڈھال کر دیا۔ لیکن ابھی اسے کن کن ایذاؤں سے گزرنا تھا۔ اس کا تصور بھی نہیں کر سکتا تھا۔ زرڈا کی آنکھوں میں کسی درندے کی آنکھوں والی چمک دکھائی دے رہی تھی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا۔ کہ پچھلی تمام ہزیمتوں کا بدلہ چکانے پر تلا ہوا تھا۔ برہینٹ اپنے تاریک مستقبل کی بابت سوچنے لگا۔ اس نے تینوں قیدیوں کی طرف دیکھا۔ ان کے چہروں پر گہری مایوسی کے سائے لہرا رہے تھے۔ ایسا معلوم ہوتا تھا۔ جیسے انہوں نے ہار مان لی ہو۔ اور قسمت کے آگے ہتھیار ڈال دیئے ہوں۔ زرڈا اور مسین کے چہروں پر مسکراہٹ کھیل رہی تھی۔ البرٹیکوڈو سنجیدہ تھا۔ اور کچھ سوچنے میں مصروف تھا سرل سائمن کی آنکھوں میں عجیب قسم کی چمک تھی۔ جبکہ سیل قدرے خوف زدہ، قدرے غصہ میں اور قدرے حیرت زدہ دکھائی دے رہی تھی۔

" اب تم سمجھ گئے ہو گے۔" زرڈا نے کہا۔" کہ تھوڑی دیر پہلے میں نے تم سے کیوں کہا تھا۔ کہ ایک منٹ کے اندر اندر میں رقم تم سے نکلوا لوں گا۔"

" واقعی اب میں سمجھ گیا۔ تم ضرور رقم نکلوا لو گے۔"

" کیسی رقم؟" سیل نے پوچھا۔" یہ بدمعاش کیا کہہ رہا ہے؟"

" بھئی اسے اپنی رقم اسی ہزار فرانک چاہئیں۔ اس میں سے کچھ میں خرچ کر چکا ہوں

باقی رقم کہاں ہے۔" ... یہ بتانا ہی پڑے گا۔"

"نہیں۔ اسے کچھ مت بتانا۔"

"تم نہیں جانتیں کہ ہمارا واسطہ کس قسم کے لوگوں سے ہے۔ اب سے دس سیکنڈ کے بعد وہ تمہارا بازو مروڑ دیں گے۔ حتیٰ کہ وہ دہرا ہو جائے گا۔ تم تکلیف سے چیخو گی۔ اور اگر انہوں نے تمہارے بازو توڑ دیئے تو تمہیں کتنی تکلیف ہو گی؟"

"اس وقت تک تو میں بے ہوش ہو چکی ہوں گی۔"

"پلیز زرڈا۔ ان کو کوئی تکلیف نہیں پہنچنی چاہیئے۔" بومین نے سیسل سے نظریں چراتے ہوئے کہا۔ "تمہاری رقم آرلس کے اسٹیشن پر سیف ڈیپازٹ میں رکھی ہوئی ہے۔"

"اس کی چابی؟"

"وہ میں نے کار میں چھپا دی ہے۔ میں تمہیں دکھا دوں گا۔"

"وہ مارا۔" زرڈا نے کہا۔ "کسی خاتون کو تکلیف دینا میں پسند نہیں کرتا۔ لیکن اگر ضرورت پڑتی تو ایسا کرنے سے گریز بھی نہیں کرتا۔ جیسا کہ تم دیکھ لو گے۔"

"میں تمہارا مطلب نہیں سمجھا۔"

"جلد ہی سمجھ جاؤ گے۔ تم ہمارے لئے ایک خطرہ ہو۔ اور یہ خطرہ دور ہونا چاہیئے آج شام کو تم مر جاؤ گے۔ اور ایک گھنٹے کے اندر اندر۔ اس طرح کہ کسی کو قتل کا شبہ بھی نہ ہو گا۔"

سزائے موت کا یہ حکم بومین کے لئے غیر معمولی تھا۔ زرڈا کے یقین نے اسے یقین دلا دیا تھا۔ کہ اس کی زندگی کو شدید قسم کا خطرہ لاحق تھا۔

زرڈا نے اپنا بیان جاری رکھتے ہوئے کہا۔ "اب تم سمجھ گئے ہو گے کہ کیوں میں نے

تمہارے چہرے کو مسخ نہیں کیا۔ کیونکہ میں چاہتا ہوں کہ تم رنگ میں جا کر سانڈ سے مقابلہ کرو۔"

"بل رنگ میں جا کر؟"

"ہاں۔ بل رنگ میں۔ میرے دوست۔"

"تم پاگل تو نہیں ہو گئے؟ تم مجھے بل رنگ میں جانے پر مجبور نہیں کر سکتے۔"

زرڈا نے کوئی جواب نہیں دیا۔ سرل اور مسین نے سیل کو بازوؤں سے پکڑ لیا۔ اور اس کو تختے پر اوندھے منہ لٹا دیا۔ اور اسے تختے کے ساتھ مضبوطی سے باندھ دیا۔ سرل نے سیل کے لباس کو گلے پر سے پکڑا اور کمر تک پھاڑ ڈالا۔ وہ مڑا۔ اور لوبین کو دیکھ کر مسکرانے لگا۔ اس نے اپنے لباس میں ہاتھ ڈالا۔ اور اس میں سے ایک کوڑا نکال لیا۔ لوبین نے زرڈا کی طرف دیکھا۔ زرڈا ماحول سے بے نیاز سوچ میں گم تھا۔ وہ لوبین کی طرف دیکھ رہا تھا۔ اور اس کے ہاتھوں میں تھاما ہوا پستول ساکت و صامت تھا۔

"آخر کار زرڈا نے کہا۔ اب تو تم بل رنگ میں جاؤ گے؟"

"ہاں جاؤں گا۔" لوبین نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔ "شاید اب مجھے جانا ہی پڑے گا۔"

سرل نے کوڑا پھر سے اپنے لباس میں چھپا لیا۔ اس کے چہرے سے ظاہر ہو رہا تھا جیسے کہ سیل کو کوڑے مارنے کا موقع ضائع ہونے سے اسے افسوس ہو رہا تھا۔ مسین نے سیل کی رسیاں کھول دیں۔ وہ اٹھ کر بیٹھ گئی اور لوبین کی طرف دیکھنے لگی۔ اس کا چہرہ زرد ہو رہا تھا۔ لیکن آنکھوں سے پاگل پن ٹپک رہا تھا۔ لوبین نے اندازہ لگایا کہ اگر اس وقت سیل کے ہاتھوں میں بندوق ہوتی تو وہ اسے استعمال کرنے سے نہ

ہچکچاتی اسی وقت دروازہ کھلا لی گرینڈ ڈک داخل ہوا۔ نیلا اس کے پیچھے تھی۔ لی گرینڈ ڈک نے اپنی ایک آنکھ پر چشمہ جماتے ہوئے کہا۔

"اوہو۔ زرڈا۔ مائی ڈیر۔ یہ تم ہو۔" اس نے اس کے ہاتھ میں تھامے ہوئے پستول کو دیکھا۔ پھر کہنے لگا۔ "ارے اس خطرناک چیز کو میرے سینے سے ہٹاؤ۔ بھئی ڈر لگتا ہے۔ کہیں چل نہ جائے۔" پھر اس نے لوبین کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ "میرے بجائے اس شخص کو نشانہ بناؤ۔ کیا تمہیں معلوم نہیں کہ یہ وہ شخص ہے جس کی تمہیں تلاش تھی؟"

زرڈا نے پستول کا رخ پھر لوبین کی طرف کر دیا۔ اور غیر یقینی انداز میں لی گرینڈ ڈک کی طرف دیکھا۔

"تمہیں کیا چاہیئے؟" زرڈا نے کہا۔ "اور تم کیوں....."

"خاموش ہو جاؤ" لی گرینڈ ڈک نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔ "تم بے وقوف، نکمے آدمی ہو۔ تم نے میری ہستی کا بنیادی اصول ہی تباہ کر کے رکھ دیا۔ اور مجھے منظر عام پر آنے کے لئے مجبور کر دیا۔ تم سے زیادہ عقل تو چڑیا گھر کے بن مانسوں میں ہوتی ہے۔ تم نے میرا قیمتی وقت ضائع کیا۔ اور بلاوجہ مجھے تکلیف اور تشویش میں مبتلا کیا۔ تم نے مجھے مجبور کر دیا ہے۔ کہ میں تمہیں چھٹی دے دوں۔" "آخر تم یہ کر کیا رہے تھے؟"

"ہم یہاں کیا کر رہے تھے!" زرڈا نے اس کا منہ تکتے ہوئے کہا۔ "لیکن.... لیکن..... سرل نے تو کہا تھا کہ آپ....."

"سرل سے تو میں بعد میں نمٹ لوں گا۔" لی گرینڈ ڈک نے کہا۔ یہ الفاظ سن کر سرل تھر تھر کانپنے لگا۔ زرڈا بے حد گھبرایا ہوا دکھائی دیتا تھا۔ البرکیو ڈور حیران کھڑا تھا

یہ کہ مسین نے اپنے آپ کو حالات کے دھارے پر تیرتا ہوا چھوڑ دیا تھا۔ لیلا اس قدر حیران ہوگئی تھی کہ اپنی جگہ بت بنی کھڑی تھی۔ لی گرینڈ ڈک نے اپنی تقریر جاری رکھی۔ میرے کہنے کا مطلب یہ نہیں کہ تم یہاں کیوں آئے ہو! بلکہ میرا سوال یہ ہے کہ تم اس وقت اس جگہ کیا کر رہے ہو؟"

"اس شخص بوہین نے وہ رقم چرا لی ہے جو آپ نے مجھے دی تھی؟" زرڈا نے احمقوں کی طرح اس کا منہ تکتے ہوئے کہا۔ "اور ہم اس سے وہ رقم...."

"اس شخص نے کیا کیا؟" لی گرینڈ ڈک نے گرجتے ہوئے پوچھا۔

"اس نے آپ کی دی ہوئی رقم چرا لی۔" زرڈا نے کہا۔ "سب کی سب رقم چرا لی"

"سب کی سب؟"

"جی ہاں۔ اسی ہزار فرانک۔ اور ہم وہی اس سے نکلوا رہے تھے۔ یہ ابھی مجھے اس جگہ کی چابی دینے والا تھا۔ جہاں رقم رکھی ہے۔" زرڈا نے کہا۔

"میں تمہاری خاطر یہ یقین کئے لیتا ہوں۔ کہ تم وہ رقم پالو گے۔" وہ رکا پھر مڑ کر میکا کی طرف دیکھنے لگا۔ جو لڑکھڑاتا ہوا ویگن میں داخل ہو رہا تھا۔

"کیا یہ شخص شراب پیئے ہوئے ہے؟" لی گرینڈ ڈک نے پوچھا۔ پھر میکا سے مخاطب ہو کر بولا۔

"کیا حضور شراب پیئے ہوئے ہیں؟"

میکا لڑکھڑاتا ہوا جھکا۔ لی گرینڈ ڈک نے گرجتے ہوئے کہا۔ "سیدھے کھڑے ہو جاؤ۔ اب بتاؤ کہ کیا بات ہے؟"

"جی۔ جناب۔ اس شخص نے میری یہ حالت بنائی ہے۔" میکا نے زرڈا سے مخاطب

ہوتے ہوئے کہا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا۔ جیسے اس نے لی گرینڈ ڈک کو دیکھا بھی نہ ہو کیونکہ اس وقت وہ لوبین کی طرف دیکھ رہا تھا۔ " یہ شخص میرے پاس آیا اور ..."

خاموش ہو جاؤ۔" لی گرینڈ ڈک اتنے زور سے گرجا کہ اگر بنگالی شیر بھی اس گرج کو سنتا تو سہم کر رہ جاتا۔" زرڈا تم نے کیسے نکمے آدمیوں کو جمع کر رکھا ہے۔ ایسے بیکار اور بے وقوف آدمی ہیں نے زندگی بھر نہیں دیکھے۔"

اس نے ویگن میں ادھر ادھر دیکھا۔ تین قیدیوں کو نظر انداز کرتے ہوئے دو قدم سیل کی طرف بڑھا۔ پھر اس کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔ " اچھا تو یہ ہیں لوبین کی ساتھی ان کا یہاں کیا کام ہے ؟"

" جناب لوبین ہم سے تعاون نہیں کر رہا تھا ..... " زرڈا نے کندھے جھٹکاتے ہوئے کہا۔

" اچھا لبطور یرغمال رکھا ہے !" لی گرینڈ نے کہا۔ تو پھر ایک یہ بھی سہی۔" اس نے لیلا کا ہاتھ پکڑا اور اسے دھکا دے دیا۔ وہ لڑکھڑائی اور گرتے گرتے بچی۔ پھر سیل کے پاس تختے پر جا بیٹھی۔ وہ سخت حیران اور خوف زدہ دکھائی دے رہی تھی۔

" چارلس !"

" بکواس بند کرو۔"

" لیکن چارلس۔ تم نے تو کہا تھا۔ کہ تم میرے والد کے ... "

" تم احمق ہو بالکل احمق۔" لی گرینڈ ڈک نے حقارت آمیز لہجے میں کہا۔ " اصلی لی گرینڈ ڈک جس کا میں نے بھیس بدلا ہوا ہے۔ شاید امیزن کے جنگلوں میں آدم خوروں کی بھینٹ چڑھ چکا ہو گا۔ میں ڈک ڈی کرائٹر نہیں ہوں۔"

"یہ ہمیں معلوم ہے مسٹر سٹروم" سرل سامتھ نے کہا۔
لی گرینیڈ ڈک تیزی سے اس کی طرف جھپٹا۔ اور ایک زوردار تھپڑ اس کے بائیں رخسار پر دے مارا۔ یہ تھپڑ اتنا زبردست تھا۔ کہ سرل کی چیخ نکل گئی۔ وہ لڑکھڑا کر پیچھے ہٹا اور ویگن کی دیوار سے لگ کر کھڑا ہو گیا۔
"میرا کوئی نام نہیں ہے۔" لی گرینیڈ ڈک نے کہا۔ "اور جو نام تم نے لیا اس نام کا کوئی شخص یہاں نہیں ہے۔"
"معاف کیجئے گا جناب" سرل نے اپنا گال سہلاتے ہوئے کہا۔ "میں ...."
"خاموش ہو جاؤ" لی گرینیڈ ڈک نے کہا۔ پھر وہ زرڈا کی طرف مڑا۔ "تو میں تمہیں کچھ دکھانا چاہتا ہے؟ دینا چاہتا ہے؟"
"جی ہاں۔ جناب۔ اور اس کے علاوہ ایک اور کام بھی مجھے کرنا ہے۔"
"ہاں۔ ہاں۔ جاؤ جلدی سے کر آؤ۔"
"بہت بہتر جناب۔"
"میں یہاں انتظار کروں گا۔ تمہاری واپسی پر پھر باتیں ہوں گی۔ کیوں زرڈا؟"
زرڈا نے اثبات میں سر ہلایا۔ مسین سے لڑکیوں کی نگرانی کرنے کے لئے کہا۔ پستول جیکٹ کے نیچے چھپا لیا۔ سرل اور البرکیڈور کو ساتھ لے کر چلا گیا۔ مسین کھلا چاقو ہاتھ میں لئے ہوئے کھڑا رہا۔ میکا اپنے پھیلے ہوئے چہرے کے ساتھ منہ ہی منہ میں کچھ بڑبڑا رہا تھا لیلا جس کے چہرے کا رنگ سفید پڑ چکا تھا۔ لی گرینیڈ ڈک کی طرف دیکھا۔
"چارلس۔ خدا کے لئے ...."
"بس خاموش۔ میں کچھ سننا نہیں چاہتا۔"

وہ اس کا منہ تکتی رہی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا۔ جیسے اس کا دل ٹوٹ گیا ہو۔ سیل نے اسے اپنے بازو میں سمیٹ لیا اور لی گرینڈ ڈک کی طرف دیکھا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا۔ جیسے اس پر کوئی اثر ہی نہ ہوا ہو۔

" یہاں ٹھہر جاؤ۔" زرڈا نے کہا۔

وہ رک گئے۔ بومین زرڈا کے آگے تھا۔ پستول کا دہانہ اس کی پشت سے لگا ہوا تھا اس کے دائیں بائیں سرل اور البرکیوڈور تھے۔ نیلے رنگ کی کار دس فٹ کے فاصلے پر کھڑی تھی۔

" چابی کہاں ہے؟" زرڈا نے پوچھا۔

" میں لاتا ہوں۔"

" نہیں۔ تم نہیں جاؤ گے۔ ہو سکتا ہے۔ کہ تم وہاں سے کوئی پستول اٹھا لاؤ۔ بتاؤ رقم کہاں رکھی ہے۔"

" ڈرائیور کی سیٹ کے نیچے۔ پیچھے بائیں طرف۔ چابی وہیں ہے۔"

" سرل تم جاؤ۔"

سرل نے اثبات میں سر ہلایا۔ کار کے قریب گیا۔ بومین نے تلخی سے کہا۔ " تم لوگوں کا اعتبار نہیں کرتے؟"

" یہ میری فطرت ہے۔"

" سٹیشن کے سیف ڈیپارٹ کا کیا نمبر ہے؟"

" پینسٹھ۔"

سرل واپس آیا۔" یہ تو کار کی چابیاں ہیں۔"

"ان میں پیتل کی جو چابی ہے۔ وہ کار کی نہیں ہے؟" لوبین نے کہا۔

زرڈا نے چابیاں لے لیں۔ پیتل کی چابی گچھے سے نکالی۔

"پیسٹھ! رقم کس چیز میں لپٹی ہوئی ہے؟"

"بھورے رنگ کے کاغذ میں۔ میری اس پر مہر لگی ہے۔ کاغذ کے اوپر میرا نام بھی لکھا ہے۔"

"گڈ۔" اس نے ادھر ادھر دیکھا۔ میکا ویگن کی سیٹ بچھول پر بیٹھا تھا۔ زرڈا نے اسے اشارے سے بلایا۔ وہ ان کے قریب آیا۔ اور لوبین کی طرف دیکھنے لگا۔

"جو۔۔۔ کے پاس موٹر سائیکل ہے۔" زرڈا نے کہا۔

"جناب اس وقت وہ بل فائٹنگ کا تماشا دیکھنے گیا ہے۔" میکا نے کہا۔ کیا میں اسے بلا لاؤں؟"

"اس کی کوئی ضرورت نہیں۔" زرڈا نے اسے چابی دیتے ہوئے کہا۔" یہ آرلس اسٹیشن پر سیف ڈیپازٹ نمبر پیسٹھ کی چابی ہے۔ تم جو سے کہنا کہ وہ وہاں جائے اور اسے کھول کر اس میں سے بھورے کاغذ میں لپٹا ہوا پیکٹ میرے پاس لے آئے۔ جتنی جلدی ہو سکے اسے یہ کام کر لینا چاہیئے جب وہ واپس آئے۔ تو وہ پیکٹ میرے حوالے کر دے۔ اگر میں نہ ملوں تو کوئی نہ کوئی تو جانتا ہی ہوگا۔ کہ میں کہاں ہوں۔ جہاں میں گیا ہوں۔ وہاں جا کر وہ پارسل مجھے دے دے۔ تم میری بات سمجھ گئے ہو؟"

میکا نے اثبات میں سر ہلایا۔ اور رخصت ہوا۔ زرڈا نے کہا" میرا خیال ہے کہ اب ہمیں بھی بل فائٹنگ رنگ میں چلنا چاہیئے۔"

انہوں نے سڑک پار کی لیکن وہ سیدھے ایرینا میں داخل نہیں ہوئے بلکہ اس سے ملحق

جھونپڑوں کی طرف گئے۔ جو کہ بظاہر لباس وغیرہ تبدیل کرنے کے لئے استعمال ہوتی ہوں گی۔ جس جھونپڑی میں وہ داخل ہوئے اس کی دیواروں پر بل فائٹنگ کی وردیاں اور مسخروں کے لباس لٹکے ہوئے تھے۔ زرڈا نے مسخروں کے ایک لباس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے یومین سے کہا
" یہ لباس پہن لو۔"

"کیا کہا وہ لباس ؟" یومین نے کہا۔ "آخر کیوں ؟"

" اس لئے کہ تمہارا یہ دوست یہی چاہتا ہے۔" زرڈا نے اپنے پستول کی طرف آنکھ سے اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ "اپنے اس دوست کو ناراض مت کرو۔"

یومین نے ویسا ہی کیا۔ جیسا کہ اس سے کرنے کو کہا گیا تھا۔ جب وہ لباس پہن چکا تو مڑا اس نے دیکھا کہ البریچٹ ڈورنے سیاہ سوٹ پہن رکھا تھا۔ اسی طرح تینوں آدمی سیاہ لباس میں ملبوس ہو چکے تھے اس کے بعد ان تینوں نے کاغذ کے نقاب اور مسخروں کے ہیٹ پہن لئے۔ زرڈا نے ایک سرخ جھنڈی میں پستول کو لپیٹ لیا۔ اس کے بعد وہ ایرینا (بل فائٹنگ کے احاطے) کی طرف روانہ ہو گئے۔ جب وہ احاطے میں داخل ہوئے۔ تو یومین کو یہ دیکھ کر تعجب ہوا کہ مسخروں کا کھیل بدستور جاری تھا۔ ایک مسخرہ سانڈ کی پشت پر ہاتھوں کے بل کھڑا ہوا تھا۔ سانڈ غصے میں ٹاپیں مار رہا تھا۔ اور ادھر ادھر اپنا سر ہلا رہا تھا۔ دوسرے مسخرے تالیاں بجا رہے تھے ۔ اس کے ساتھ ہی تماشائی بھی تالیاں بجا رہے تھے۔ یومین نے سوچا کہ وہ تماشائی اس کے لئے بھی تالیاں بجائیں گے۔

دو مسخرے والٹز ناچتے ہوئے آہستہ آہستہ دروازے کی طرف بڑھے جبکہ ان کا ساتھی ڈھول بجاتا ہوا ان کے پیچھے پیچھے چلا جا رہا تھا۔ وہ رکے اور تماشائیوں کی طرف رخ کر کے جھک گئے۔ بظاہر وہ اس سانڈ کے حملے سے بے خبر معلوم ہوتے تھے۔ جو پیچھے سے ان پر

حملہ کرنے ہی والا تھا۔ تماشائیوں نے چیخ کر انہیں آنے والے خطرے سے ہوشیار کرنا چاہا مسخرے جھکے جھکے بالکل آخری لمحہ اچھل کر ایک دوسرے سے دور ہٹ گئے۔ سانڈ اپنے زور میں ان کے قریب سے گزرا چلا گیا۔ اور دیوار سے جا ٹکرایا اس ٹکر نے تھوڑی دیر کے لئے اس کے حواس گم کر دیئے اسی اثنا میں مسخرے دروازے سے نکل کر اسے بند کر چکے تھے۔ تماشائیوں نے تالیاں اور سیٹیاں بجا کر اپنی پسندیدگی کا اظہار کیا۔ بومین نے سوچا کہ کیا یہ تماشائی چند منٹ کے بعد بھی اسی طرح تالیاں بجائیں گے! بظاہر ایسا ہونا۔ ممکنات میں سے نہیں تھا۔

رنگ اب بالکل خالی تھا۔ بومین اور اس کے ساتھی رنگ اور تماشائیوں کے درمیان کوریڈور میں داخل ہو چکے تھے۔ مجمع کے لوگ دلچسپی سے بومین کا لباس دیکھ رہے تھے۔ اس کا لباس ہی ایسا تھا۔ کہ جو کوئی بھی دیکھتا ہے ہنسے بغیر رہ نہیں سکتا تھا۔ اس کی دائیں ٹانگ کا پائنچہ سرخ رنگ کا تھا۔ جبکہ بائیں ٹانگ کا پائنچہ سفید رنگ کا تھا۔ قمیض پر بھی کبوتروں مرغیوں، بطخوں وغیرہ کی شوخ رنگوں میں تصویریں بنی ہوئی تھیں اس کے پاؤں میں بہت ڈھیلے ڈھالے بیڈول سفید کنوس کے جوتے تھے۔ سر پر سرخ نکیلی ٹوپی تھی۔ اپنے دفاع کے لئے اس کے ہاتھ میں تین فٹ کی ایک سوٹی تھی۔ جس کے سرے پر تین رنگوں کی ایک جھنڈی بندھی ہوئی تھی۔

"یاد رکھو میرے پاس پستول بھی اور تمہاری محبوبہ بھی۔" زرڈا نے آہستہ سے کہا۔

"میں یہ یاد رکھنے کی کوشش کروں گا۔"

"اگر تم نے نکل بھاگنے کی کوشش کی تو تمہاری محبوبہ کی جان نہیں بچ سکے گی۔ سمجھ گئے؟"

"سمجھ گیا۔" بومین نے کہا۔ "اور اگر میں مارا گیا تو تب بھی اس کی جان نہیں بچے گی۔"

"نہیں۔ وہ زندہ رہے گی۔ کیونکہ تمہارے بغیر وہ لڑکی کچھ بھی نہیں ہے۔ اور زرڈا آگے بڑھا

سے لڑنا پسند نہیں کرتا۔ اب میں جان گیا ہوں۔ کہ تم کون ہو یا کم از کم میرا خیال یہی ہے۔ بہرحال اب کوئی پرواہ نہیں۔ مجھے معلوم ہوا ہے۔ کہ تم کل رات ہی اس لڑکی سے ملے ہو اور تھوڑے عرصے میں اسے کچھ بتانے کا تمہیں موقع ہی نہیں ملا ہوگا۔ اور پھر تم جیسے لوگ اپنا راز عورتوں کو نہیں بتا سکتے۔ کیونکہ عورتیں پیٹ کی ہلکی ہوتی ہیں۔ اس لئے وہ لڑکی ہمارے لئے بالکل بے ضرر ہے۔ وہ ہمیں کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتی۔ جب ہم وہ کام ختم کرلیں گے۔ جو ہمارا کرنے کا ارادہ ہے۔ اور اس کام میں دو دن سے زیادہ نہیں لگیں گے تو پھر ہم اسے آزاد کر دیں گے۔"

"اسے معلوم ہے کہ الیگزینڈر کہاں دفن ہے۔"

"کیا کہا الیگزینڈر؟ کون الیگزینڈر؟"

"وہی لڑکا جس کو تم نے قتل کر دیا ہے۔"

"اس کا کوئی ثبوت نہیں ہے۔ اس لئے کون اس کے کہے پر یقین کرے گا؟" زرڈا نے کہا۔ "میں تم سے وعدہ کرتا ہوں۔ کہ اسے چھوڑ دیا جائے گا۔ اس کے بدلے میں میں چاہتا ہوں کہ تم خوب ڈٹ کر مقابلہ کرو۔"

لوبن نے اثبات میں سر ہلایا۔ تین آدمیوں نے اسے پکڑ لیا۔ اور چاروں کوریڈور میں چلنے لگے۔ تماشائی خوشی سے تالیاں بجا رہے تھے۔ ان کو امید تھی۔ کہ آنے والا کھیل پہلے سے بھی زیادہ دلچسپ ہوگا۔ رنگ میں داخل ہونے کے بعد ان لوگوں نے لوبن کو چھوڑ دیا۔ لوبن بھاگنے لگا۔ زرڈا اس کے پیچھے بھاگا۔ سرل نے اسے پکڑ لیا۔ اور شمال کی طرف اشارہ کیا۔ زرڈا نے ادھر دیکھا۔ تمام مجمع بھی اس طرف دیکھنے لگا۔ شمالی دروازہ کھل چکا تھا۔ دروازے میں ایک لمبا شحیم غضب ناک سانڈ کھڑا ہوا پھنکاریں مار رہا تھا۔ یہ سانڈ کوئی معمولی سانڈ

نہ تھا۔ بلکہ پورا دیو معلوم ہوتا تھا۔ جو مرنے مارنے پر تلا ہوا تھا۔ اس کے ننھے ننھے چوڑے اور دو بڑے بڑے نکیلے سینگ تھے۔ اس نے اپنا بہت بڑا سر جھکایا ہوا تھا۔ اور وہ زمین پر غصے سے ٹاپیں مار رہا تھا۔ ہر ٹاپ کے ساتھ بہت سی مٹی اڑ رہی تھی اور زمین میں ٹاپوں کے سوراخ گہرے ہوتے جا رہے تھے۔

تماشائی ایک دوسرے کی طرف خوفزدہ نظروں سے دیکھ رہے تھے۔ اگرچہ ان کے خیال میں یہ محض ایک کھیل تھا۔ لیکن پھر بھی وہ ڈرے ہوئے نظر آتے تھے۔

اب دیو نما سانڈ رنگ میں آہستہ آہستہ آگے بڑھ رہا تھا۔ ایسا کرتے ہوئے اس کی ٹاپوں سے بہت ہی مٹی پیچھے اڑ رہی تھی۔ اس کا سر اور بھی نیچے جھک گیا تھا۔

لوبین اپنی جگہ پر ساکت و صامت کھڑا تھا۔ اس کے ہونٹ بھنچے ہوئے تھے۔ اس کی آنکھیں محتاط اور ساکن تھیں۔ اچانک اس نے کمر ان تانی۔ مجمع کی بھی کمر دنیں تن گئیں۔ چاروں طرف موت کا سناٹا چھا گیا۔ سانڈ حملہ کرنے ہی والا تھا۔

ایک ایکسپریس ٹرین کی مانند وہ لوبین کی طرف دوڑا۔ لوبین نے پلکیں تک نہ جھپکائیں اور اس طرح اپنی جگہ پر کھڑا رہا۔ جیسے خوف سے منجمد ہو گیا ہو۔ تماشائی خوفزدہ نظروں سے یہ منظر دیکھ رہے تھے۔ ان کے خیال میں لوبین کا زندہ بچ جانا ناممکن تھا۔

جونہی سانڈ اور لوبین کے درمیان میں فٹ سے کم فاصلہ رہ گیا۔ لوبین دائیں طرف کو اچھلا لیکن سانڈ نے اس حرکت کو پہلے ہی بھانپ لیا تھا۔ کیونکہ وہ بھی اچانک دائیں طرف مڑا۔ لوبین بجلی کی سی تیزی سے بائیں طرف مڑا۔ سانڈ کا وار خالی گیا۔ مجمع نے اطمینان کی سانس لی۔

سانڈ مڑا اور اپنے پچھلے کھروں سے مٹی اڑانے لگا۔ اور ایک مرتبہ پھر لوبین کی طرف

چھوٹا۔ اس مرتبہ لومین بال بال بچا۔ لیکن آخر کب تک؟ بار بار اچھلنے اور کودنے سے اس کے ہاتھ پاؤں شل ہو گئے۔ آہستہ آہستہ اس کی پھرتی کم ہوتی گئی۔ سانڈ کی آنکھوں سے شعلے سے برس رہے تھے۔ بار بار کی ناکامی نے اسے اور بھی غضب ناک بنا دیا تھا۔ لومین نے سوچا کہ اب کی مرتبہ اس کا سانڈ کے حملے سے بچ نکلنا ممکن نہ ہو گا۔ ادھر ادھر دیکھا۔ جونہی سانڈ نے حملہ کیا۔ وہ اچھلا اور لکڑی کی دیوار پر چڑھنے لگا۔ سانڈ نے زور سے ٹکر ماری۔ دیوار میں اس کے سینگوں نے سوراخ کر دیئے لیکن اس عرصہ میں لومین اس سے کافی فاصلہ پر زمین پر پڑا تھا۔ مجمع نے یہ دیکھ کر زوردار تالیاں بجائیں۔ لومین اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اور مجمع کو دیکھنے لگا۔ پھر اس کی نظریں دیوار میں دروازے پر گئیں وہاں زرڈا پستول تانے کھڑا تھا یہاں سے بچ نکلنے کی راہیں مسدود ہو چکی تھیں۔

سانڈ نصف منٹ تک اپنی جگہ پر ساکت کھڑا رہا اور اپنے بھاری سر کو ہلاتا رہا جیسے کہ دیوار کی ٹکر سے اس کا سر چکرا گیا ہو۔ اس مرتبہ اس نے حملہ نہیں کیا۔ بلکہ آہستہ آہستہ لومین کی طرف بڑھا۔ اور جونہی اس نے لومین کو سینگوں پر اچھالنے کی کوشش کی۔ وہ اچھلا اور سانڈ کے شانوں پر ہوتا ہوا دوسری طرف جا گرا اور جلدی سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ مجمع خوشی سے پاگل ہو گیا لوگ بے تحاشا تالیاں بجانے لگے۔

لی گرینڈ ڈک بے چینی سے ادھر ادھر ٹہل رہا تھا۔ جبکہ دو لڑکیاں مسین اور تینوں قیدی اس کی طرف دیکھ رہے تھے۔ لی گرینڈ ڈک بار بار اپنی کلائی کی گھڑی کو دیکھ رہا تھا۔

"یہ زرڈا کہاں جا مرا؟ اب تک کیوں نہیں آیا؟" اس نے کہا اور مسین کی طرف

مڑتے ہوئے بولا۔ "اور تم ... تم بتاؤ کہ وہ لوگ بومین کو کہاں لے گئے ہیں؟"

"میرا خیال ہے کہ آپ کو معلوم ہوگا۔" مسین نے کہا۔

"کمبخت جلدی بتا۔ کہاں لے گئے ہیں وہ اسے؟"

"چابی لینے کے لئے۔ روپیہ حاصل کرنے کے لئے۔ پھر وہ اسے سانڈوں سے لڑائی کے رنگ میں لے جائیں گے۔"

"رنگ میں؟ وہ کیوں؟"

"آپ ..... آپ بھی تو یہی چاہتے تھے۔"

"کیا چاہتا تھا۔ جلدی بتا کیا چاہتا تھا میں؟" لی گرینڈ ڈک نے گرجتے ہوئے پوچھا

"بومین کو راستے سے ہٹانا۔"

"تو۔ تو..... وہ اسے ختم کرنے کے لئے لے گئے ہیں رنگ میں؟" لی گرینڈ ڈک نے مسین کے کندھوں پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔

"جی ہاں۔ سانڈ سے مقابلہ کرنے کے لئے۔ بڑا خوفناک سانڈ ہے وہ۔ اور بومین خالی ہاتھ اس سے مقابلہ کرے گا۔" مسین نے سیسل کی طرف ..... اشارہ کرتے ہوئے کہا "اگر وہ مقابلہ سے انکار کرے گا۔ تو ہم اسے مار دیں گے۔ زرڈا کا خیال ہے کہ اس طرح ہم پر اسے قتل کرنے کا شبہ نہ ہوگا۔ زرڈا بڑا ہوشیار آدمی ہے۔"

"ہوشیار؟ تم اسے ہوشیار کہتے ہو۔ بالکل احمق ہے وہ۔" لی گرینڈ ڈک نے چیختے ہوئے کہا۔

"اس وقت بومین کو قتل کرنا حماقت ہوتی ... ابھی تو ہمیں اس سے بہت کچھ اگلوانا تھا۔ میں جاننا چاہتا تھا۔ کہ اس کے تعلقات کس کس سے ہیں۔ اس کی پہنچ کہاں

تک ہے۔ وہ کس کے لئے کام کر رہا ہے۔ اسی ہزار فرانک حاصل کرنا ہی ہمارا مقصد نہیں تھا۔ جاؤ جلدی سے روکوزرڈا کو لو۔ اور جتنی جلدی ہو سکے بوین کو یہاں لے آؤ۔"

مسین نے نفی میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔" جی نہیں۔ مجھے حکم ملا ہے۔ کہ میں یہیں ٹھہرا رہوں اور ان دونوں عورتوں پر نظر رکھوں۔

لی گرینڈ ڈک نے کہا۔" اچھا یہ بات ہے۔" پھر سیسل کی طرف مڑتے ہوئے بولا۔" اے لڑکی۔ دوڑ کر جا اور اسے بچالے نہیں تو وہ مارا جائے گا۔"

سیسل اچھل کر کھڑی ہو گئی۔ اور دروازے کی طرف بڑھی۔ مسین اس کا راستہ روک کر کھڑا ہو گیا۔

" یہ یہیں رہے گی۔" مسین نے کہا۔" مجھے یہی حکم ملا ہے کہ ۔ ۔ ۔ "

"تمہاری یہ جرأت۔" لی گرینڈ ڈک نے گرجتے ہوئے کہا۔" کہ میری حکم عدولی کرو۔" یہ کہہ کر وہ آگے بڑھا اور اس سے پہلے کہ مسین سنبھلے۔ اس نے مسین کے داہنے پاؤں کو اپنے بوٹ سے کچل دیا۔ مسین تکلیف سے دوہرا ہو گیا۔ اور اپنا دایاں پاؤں اٹھا کر سہلانے لگا۔

" جلدی کر اے لڑکی۔" لی گرینڈ نے کہا۔" کہیں ایسا نہ ہو کہ تیرا ساتھی موت کے منہ میں چلا جائے۔ بھاگ یہاں سے۔"

جہاں تک بوین کا تعلق ہے۔ موت اس سے چند انچ کے فاصلے پر تھی۔ اس کے کپڑے جگہ جگہ سے پھٹے ہوئے تھے۔ ہاتھ سے خون بہہ رہا تھا۔ ہمت بالکل جواب دے چکی تھی۔ سانڈ نے اسے بری طرح تھکا مارا تھا۔ دو مرتبہ سانڈ کے شانوں کا دھکا کھا کر وہ زمین پر گر گیا تھا

یک مرتبہ سانڈ کا سینگ اس کے بائیں بازو کو چھیلتا ہوا نکل گیا تھا۔ اور اب ایک مرتبہ پھر سانڈ اس پر حملہ کرنے ہی والا تھا۔ مجمع میں ایک مرتبہ پھر سنسنی کی لہر دوڑ گئی تھی۔ لوگ خاموشی سے سانس روکے کھڑے تھے۔ بوبن اٹھا اور شرابیوں کی طرح لڑکھڑاتا ہوا ایک طرف کو چلنے لگا۔ غضب ناک سانڈ اس کی طرف آہستہ آہستہ بڑھ رہا تھا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اس مرتبہ بوبن نہیں بچے گا۔ وہ دیوار کے قریب پہنچ چکا تھا۔ زرڈا چند فٹ کے فاصلے پر کھڑا تھا۔ بوبن اپنی زندگی سے قطعاً مایوس ہو چکا تھا۔ وہ نہ صرف جسمانی طور پر مفلوج ہو چکا تھا۔ بلکہ ذہنی طور پر بھی ہمت ہار چکا تھا۔ سانڈ نے اپنا سر جھکایا۔ اچانک ایک آواز سن کر بوبن چونکا۔ اور اس نے دیکھا۔ کہ مجمع کے پیچھے سے سیبل کھڑی تھی۔ اور ہاتھ ہلا ہلا کر چیخ رہی تھی۔

"بوبن ... بوبن ... بھاگ آؤ۔"

بوبن نے ایک لمحہ سانڈ کو دیکھا۔ پھر آخری مرتبہ پوری طاقت سے اچھلا اور دیوار کے اس پار جا گرا۔ سانڈ دیوار سے ٹکرایا۔ اس کے سینگ لکڑی کے اندر چھبتے چلے گئے۔ بوبن بال بال بچا تھا۔ اس نے مسخروں والا ہیٹ اتار پھینکا۔ اس سے پہلے کہ زرڈا پستول چلاتے بوبن نے اسے دھکا دے کر گرا دیا۔ اور پوری رفتار سے دوڑنے لگا۔ اور مجمع میں جا گھسا۔ تمام تماشائی خوشی سے تالیاں بجا رہے تھے۔ وہ مجمع کو چیرتا ہوا سیبل کے پاس پہنچا اور اس کا بازو تھام لیا۔

"بالکل عین وقت پر پہنچی ہو۔" بوبن نے کہا۔ "اگر ایک منٹ اور دیر سے آتیں تو میری موت یقینی تھی۔" اس کا سانس بری طرح پھولا ہوا تھا۔ وہ مڑ کر دیکھنے لگا۔ زرڈا مجمع کو چیرتا ہوا اس کی طرف بڑھ رہا تھا۔ دوسری طرف البرٹکو ڈو دوڑا چلا آ رہا تھا۔ وہ اسے گھیرے میں لینے

کی کوشش کر رہے تھے۔ البتہ سرل کہیں نظر نہیں آ رہا تھا۔ لیومین نے سہیل کے بازو پر اپنے ہاتھ کی گرفت مضبوط کر دی۔ اور اسے کھینچتا ہوا ان کمروں میں گھس گیا۔ جو لباس تبدیل کرنے کے لیے مخصوص تھے۔

"آج اپنا بچنا مشکل ہے۔" لیومین نے ایک کمرے میں داخل ہوتے ہوئے سہیل سے کہا۔ "یہ لوگ ہمیں ختم کر کے دم لیں گے۔ یہاں سے بچ نکلنے کا کوئی راستہ نہیں۔" وہ ایک کمرے سے دوسرے کمرے میں گھستے چلے گئے۔ آخر کار کمرے ختم ہو گئے وہ آخری کمرے سے باہر نکلے۔

لیومین نے کار کی چابیاں سہیل کو دیتے ہوئے کہا۔ "تم دروازے پر کھڑی ہو جاؤ۔ وہاں تماشائی نکل رہے ہیں۔ ان میں شامل ہو جاؤ۔ اور کار تک پہنچنے کی کوشش کرو۔ کار میں پہنچتے ہی اسے چلاتی ہوئی سینٹ میری کے گرجا کے قریب جا کر رک جانا اور وہاں میرا انتظار کرنا۔ خدا کے لئے کار کو کسی ایسی جگہ مت کھڑی کرنا جہاں سے اس پر کسی کی نظر پڑ سکے۔"

"ایسا ہی ہوگا۔" سہیل نے کہا۔ "اب تم کہاں جا رہے ہو!"

"مجھے کچھ ضروری کام کرنے ہیں۔" لیومین نے کہا۔ اور ایک طرف کو چل پڑا۔

تینوں قیدی تختے پر جکڑے پڑے تھے۔ لیلا حیرت سے لی گرینڈ ڈک کو دیکھ رہی تھی اور لی گرینڈ ڈک بپھرے ہوئے سانڈ کی طرح پھنکار رہا تھا۔ سرل دوڑتا ہوا آیا۔ اس کا سانس پھولا ہوا تھا۔

"مجھے امید ہے کہ تم کوئی بری خبر نہیں لائے ہو گے۔"

"وہ ... وہ لڑکی ... کیسے چھوٹ گئی؟"

"تم اور تمہارا ساتھی۔ زرڈا دونوں ہی بالکل احمق ہیں۔ ..... اگر خدانخواستہ بومین مرچکا ہے تو ......" لی گرینڈ ڈک کہتے کہتے رک گیا۔ اس کی نظریں سرل کے پیچھے جمی کی جمی رہ گئیں۔ سرل نے مڑ کر اس طرف دیکھا۔

"ارے یہ تو وہی ہے۔" سرل نے کہا۔

بومین مسخروں کے لباس میں ہانپتا ہوا دوڑ رہا تھا۔ تین خانہ بدوش اس کا پیچھا کر رہے تھے۔ جن میں سے ایک زرڈا تھا۔ ان کا درمیانی فاصلہ لمحہ بہ لمحہ کم ہوتا جا رہا تھا۔ بومین نے کندھے پر سے سر گھما کر اپنا پیچھا کرنے والوں کو دیکھا۔ وہ ایک طرف مڑا۔ سامنے سے البرٹ کیچڈور چلا آ رہا تھا۔ بومین رک گیا۔ اور فوراً بائیں جانب جدھر گھوڑے بندھے ہوئے تھے۔ دوڑنے لگا۔ وہ سب سے قریب والے گھوڑے کے پاس پہنچا۔ اس کی لگام ہاتھ میں لے کر اچھلا دوسرے ہی لمحہ وہ گھوڑے کی پیٹھ پر تھا۔

"جلدی کرو۔" لی گرینڈ ڈک نے چیختے ہوئے کہا۔ "جانے نہ پائے۔ زرڈا سے کہہ دو کہ اگر وہ بچ نکلا۔ تو اس کی خیر نہیں۔ لیکن زندہ پکڑنا ہے۔ اگر مر گیا زرڈا بھی زندہ نہیں بچے گا۔ سمجھے۔ میں چاہتا ہوں۔ کہ تم لوگ زندہ سلامت اسے پکڑ کر ایک گھنٹے کے اندر اندر میرے ہوٹل میں میرے سامنے پیش کرو۔ اب میرا ایک منٹ بھی یہاں رہنا ٹھیک نہیں۔ اور ہاں اس لڑکی کو بھی پکڑنا ہے۔ سمجھے۔ دونوں بچ کر نہ جانے پائیں۔ میرا منہ کیا تک رہے ہو۔ جاؤ۔ جلدی کرو۔"

سرل دوڑتا ہوا زرڈا اور اس کے ساتھیوں کی طرف روانہ ہو گیا۔ بومین گھوڑا سرپٹ دوڑاتا ہوا اس کے قریب سے گزرا۔ سرل اس کی لپیٹ میں آتے آتے بچا۔ لی گرینڈ ڈک نے دیکھا۔ کہ بومین کا چہرہ پیلا پڑ چکا تھا۔ اور وہ بمشکل گھوڑے کی پیٹھ پر جما ہوا

تھا۔ لی گرینڈ ڈک کے پیچھے کھڑی ہوئی لیلا بھی یہ منظر دیکھ رہی تھی۔

"وہ لوگ شکاری کتوں کی طرح اس کا پیچھا کریں گے۔" لیلا نے کہا۔

لی گرینڈ ڈک نے اس کے شانے پر تھپکی دیتے ہوئے کہا۔" اطمینان رکھو وہ اسے جان سے نہیں ماریں گے۔"

لیلا نے غصے سے اس کا ہاتھ اپنے کندھے پر سے ہٹا دیا۔ اس کی آنکھوں سے نفرت کے شعلے نکل رہے تھے۔ لی گرینڈ ڈک نے سر ہلایا اور پھر اس طرف دیکھنے لگا۔ جدھر لوبین گیا تھا۔ دیکھتے ہی دیکھتے وہ نظروں سے اوجھل ہو گیا۔

لوبین کو اس طرح جاتے ہوئے دیکھنے والی ہستی صرف لی گرینڈ ڈک کی ہی نہ تھی۔ بلکہ سیبل بھی کپڑے تبدیل کرنے والے کمرے کے سوراخ میں سے یہی منظر دیکھ رہی تھی۔ اس نے دیکھا۔ کہ لوبین کے پیچھے پانچ گھوڑ سوار تیزی سے گھوڑے دوڑاتے ہوئے جا رہے ہیں۔ جن میں سے ایک زرڈا بھی تھا۔ خشک ہونٹوں اور بھیگی آنکھوں کے ساتھ وہ سوراخ پر سے ہٹ گئی۔

اس کی نظریں ایک مسخروں کے لباس پر پڑیں۔ جو ایک تختے پر رکھا ہوا تھا۔ اس نے وہ مسخروں کا لباس اٹھایا۔ اور جلدی جلدی اسے پہننے لگی۔ وہ لباس بدل کر پھر سوراخ کی طرف گئی۔ اس نے دیکھا کہ تماشائی باہر نکل رہے تھے۔ وہ دروازے کی طرف بڑھی اور تھوڑی دیر بعد وہ تماشائیوں کے مجمع میں شامل ہو چکی تھی۔

اسے اس لباس میں کسی نے نہیں پہچانا۔ وہ لمبے لمبے قدم اٹھاتی ہوئی کار کی طرف بڑھنے لگی۔ کار کے قریب پہنچ کر اس نے کار کا دروازہ کھولا۔ ادھر ادھر دیکھا۔ اور پھر ڈرائیور کی سیٹ پر جا بیٹھی اس نے چابی لگائی اور کار سٹارٹ کرنے ہی والی تھی۔ کہ پیچھے سے

کسی نے اس کی گردن دبوچ لی۔ ایک چیخ اس کے حلق سے نکلی۔ اس کا دم گھٹنے لگا پھر گرفت آہستہ آہستہ ڈھیلی پڑ گئی۔ اس نے مڑ کر پیچھے دیکھا۔ میکا بیٹھا ہوا مسکرا رہا تھا۔ اور اس کے داہنے ہاتھ میں چمکتا ہوا چاقو تھا۔

۹

پانچ گھوڑ سوار بومین کا پیچھا کر رہے تھے۔ نصف درجن شہ سوار وسیع چٹیل میدان میں ایک دوسرے کے پیچھے دوڑے چلے جا رہے تھے۔ بومین اور اس کے تعاقب کرنے والوں کا درمیانی فاصلہ بتدریج کم ہوتا جا رہا تھا۔ بومین کو اس علاقے سے کوئی واقفیت نہ تھی۔ وہ یہاں بالکل اجنبی تھا۔ جبکہ اس کے تعاقب کرنے والے اس علاقے کے چپے چپے سے واقف تھے۔ اس کے علاوہ بومین تھک کر چور ہو چکا تھا۔ جبکہ اس کے تعاقب کرنے والے تازہ دم تھے۔ وہ بمشکل گھوڑے کی پشت پر جما ہوا تھا۔ گھوڑا اس علاقے سے واقف معلوم ہوتا تھا۔ اور خود بخود کھائیوں اور گڑھوں سے بچتا ہوا دوڑا چلا جا رہا تھا۔

بومین نے اپنے کندھے سے مڑ کر پیچھے دیکھا۔ اس کا پیچھا کرنے والے پانچوں آدمی اس کے قریب پہنچ چکے تھے۔ اور ان کا درمیانی فاصلہ ڈیڑھ سو گز سے گھٹ کر صرف پچاس گز رہ گیا تھا۔ درمیان میں البرکیوڈ ور تھا۔ جو ان میں سب سے اچھا شہسوار معلوم ہوتا تھا۔

اس کے بائیں جانب زرد ٹا اور فرینک تھے۔ اور اس کے دائیں طرف سامنے سرل چلا آرہا تھا بومین نے اپنے سامنے نظر دوڑائی۔ دور دور تک چٹیل میدان پھیلا ہوا تھا۔ کسی مکان، کسی کھیت کسی ذی نفس کا نام ونشان نظر نہ آتا تھا۔ اس نے کندھے پر سے پھر مڑ کر دیکھا۔ اب فاصلہ صرف تیس گز رہ گیا تھا۔ پیچھا کرنے والے ہلالی شکل میں گھوڑے دوڑانے کی بجائے اب ساتھ ساتھ دوڑے چلے آرہے تھے۔ انہوں نے اسے ایک خاص سمت میں چلنے پر مجبور کر دیا تھا۔ وہ سمجھ گیا تھا۔ کہ انہوں نے یہ کسی خاص مقصد کے لئے کیا ہو گا۔ اس نے آگے نظر دوڑائی سامنے گھاس کا ایک سو گز لمبا اور بتیس گز چوڑا میدان تھا۔ یہ کوئی خاص بات نہ تھی۔ کیونکہ اس قسم کے پلاٹ راستے میں کئی جگہ آتے تھے۔

بومین نے دیکھا۔ کہ اس کا گھوڑا اب تھک کر سست پڑ چکا تھا۔ وہ بُری طرح ہانپ رہا تھا۔ اور پسینے میں ڈوبا ہوا تھا۔ اس نے پھر مڑ کر دیکھا۔ وہ اس کے بہت قریب پہنچ چکے تھے۔ اس لئے پھر آگے کی طرف دیکھا۔ گھاس کا پلاٹ صرف سو گز دور رہ گیا تھا۔ اچانک اسے خیال آیا۔ کہ اس کے تعاقب کرنے والے اتنے قریب پہنچنے پر بھی گولی کیوں نہیں چلا رہے تھے کیونکہ اس وقت وہ آسانی سے گولی کا نشانہ بنا سکتے تھے۔ پھر اس نے مڑ کر دیکھا۔ اور یہ دیکھ کر حیران رہ گیا۔ کہ اس کے تعاقب کرنے والے اپنے گھوڑوں کی باگیں کھینچ رہے تھے۔ اس سے پہلے کہ وہ کچھ کرتا۔ اس کا گھوڑا اچانک رک گیا۔ اس کے اچانک رکنے کی وجہ سے بومین گھوڑے کی پیٹھ سے اچھل کر گھاس کے پلاٹ پر جا گرا۔ اس کا خیال تھا۔ کہ اس طرح گرنے سے اس کی کوئی نہ کوئی ہڈی ضرور ٹوٹ گئی ہو گی۔ مگر ایسا نہیں ہوا۔ اب اسے احساس ہوا۔ کہ اس کی ٹانگیں کیچڑ میں دھنس رہی تھیں۔ وہ دلدل میں پھنس چکا تھا۔

تعاقب کرنے والے اپنے گھوڑوں کو آہستہ آہستہ آگے بڑھا رہے تھے۔ بومین سے دس

فٹ کے فاصلہ پر پہنچ کر وہ رک گئے۔ اور اس کی طرف دیکھنے لگے۔ اب بومین کیچڑ میں سیدھا دھنستا جارہا تھا۔ البتہ اس کا سر آگے کی طرف جھکا ہوا تھا۔ سخت زمین کا فاصلہ بمشکل چھ سات فٹ ہوگا۔ بومین نے ہاتھ بڑھا کر اسے پکڑنے کی کوشش کی مگر کامیاب نہ ہوا۔ اب وہ کمر تک دلدل میں دھنس چکا تھا۔ اس نے تیرنے کے سے انداز میں حرکت کرنی شروع کردی۔ اس طرح اس کے دھنسنے کی رفتار تو کم ہوگئی۔ لیکن آخر کب تک۔ اس کا اس دلدل میں ڈوب جانا یقینی تھا۔ اس نے اپنا تعاقب کرنے والوں کی طرف دیکھا۔ زرد ڈا مسکرا رہا تھا۔ سرل اپنے ہونٹ چبانے میں مصروف تھا۔ ان سب کی نظریں اس پر جمی ہوئی تھیں ان کے رحم کی بھیک مانگنا فضول تھا۔ بومین کو اپنی موت کا یقین ہوگیا۔ لیکن اس مرتبہ وہ ڈرا نہیں جس طرح وہ سانڈ کا مقابلہ کرتے ہوئے ڈرا تھا۔ اب وہ کندھوں تک دلدل میں دھنس چکا تھا۔ انجام قریب تھا اور موت ناگزیر۔ اس نے قسمت کے آگے ہتھیار ڈال دیئے اور موت کا انتظار کرنے لگا۔

البر کیوڈور نے بومین کی طرف دیکھا۔ سر ہلایا اور مڑ کر زرڈا اور سرل کی طرف باری باری دیکھا۔ اس کی آنکھوں سے نفرت اور حقارت کا اظہار ہو رہا تھا۔ پھر اس نے اپنے گھوڑے کی کاٹھی سے رسی کھولی۔

" اس قسم کے آدمی کا تو مرنا ہی بہتر تھا۔" اس نے کہا۔ " لیکن کیا کروں مجبور ہوں۔ یہ کہہ کر اس نے رسی کو بومین کی طرف اچھال دیا۔ بومین نے رسی کا سرا اپنے دونوں ہاتھوں میں مضبوطی سے پکڑ لیا۔

میرا مر ہوٹل کے باہر سرراہے ایک کیفے میں لی گرینڈ ڈک بیٹھا ہوا قصبہ کی سبھی

ہوئی دکانوں، کھانچوں اور راہ گیروں کو دیکھ رہا تھا۔ ساتھ ہی ساتھ وہ کھانے کے شغل میں بھی مصروف تھا۔ اس کی حسین شوفر کرپیٹا اس کے قریب بیٹھی ہوئی تھی۔ لی گرینڈ ڈک نے صراحی میں سے گلاس میں شراب انڈیلی اور پھر اس کو دیکھنے لگا۔ اس نے جیب سے ایک کاغذ نکالا اور اس کی طرف دیکھتے ہوئے مسکرایا۔

جو کچھ ہم چاہتے تھے ویسا ہی ہوا۔ میرا اندازہ اس مرتبہ بھی ہمیشہ کی طرح سو فیصدی درست ثابت ہوا۔"

"آپ کے اندازے ہمیشہ درست ہی ہوا کرتے ہیں۔"

"کیا کہا! ہاں۔ ہاں بے شک۔ شراب پیو اور موج اڑاؤ۔" لی گرینڈ نے کہا۔

اس وقت اس کی نظریں سڑک پر ایک سیاہ مرسیڈیز کار پر مرکوز تھیں جو ان سے چند فٹ کے فاصلے پر سڑک پر آکر رکی تھی۔ چینی جوڑا جسے لی گرینڈ ڈک نے آرلس کے ہوٹل میں دیکھا تھا۔ اس کار سے باہر نکلے۔ اور ہوٹل کے دروازے کی طرف بڑھنے لگے۔ وہ لی گرینڈ ڈک کی میز کے پاس سے گزرے۔ لی گرینڈ ڈک نے جھک کر سلام کیا۔ اس کے بعد وہ کرپیٹا سے مخاطب ہو کر بولا۔

"زرڈا پومین کو لے کر جلد ہی یہاں پہنچ جائے گا۔ میرا خیال ہے کہ یہ جگہ اس قسم کی ملاقات کے لئے موزوں نہیں۔ یہاں سے شمال میں ایک میل کے فاصلے پر ایک خفیہ جگہ ہے جس کی بابت تمہیں اور زرڈا کو معلوم ہے۔ جاؤ اور زرڈا سے کہنا کہ وہ وہاں ٹھہر جائے اور میرا انتظار کرے۔ اس کے بعد تم یہاں آجانا۔"

کرپیٹا مسکرائی اور اٹھ کر کھڑی ہو گئی۔ لی گرینڈ ڈک نے کہا۔ "جانے سے پہلے ایک آخری بات وہ یہ کہ مجھے ایک ضروری فون کرنا ہے اور میں چاہتا ہوں کہ وہ بالکل تخلیہ

میں ہو ۔ فوراً جاؤ اور منیجر سے کہو کہ میں اس سے ملنا چاہتا ہوں ۔"

لی ہیبی ناٹ . ینگی دیک اور ڈیمل بدستور لکڑی کے تختے سے بندھے پڑے تھے
بوبن جس کا کوٹ اتار لیا گیا تھا ۔ اور جس کے کپڑے کیچڑ میں لتھڑے ہوئے تھے ۔ زمین
پر لیٹا ہوا تھا ۔ اس کے ہاتھ اس کی پشت پر بندھے ہوئے تھے ۔ سیسل اور کمیٹیا بنچ پر
بیٹھی ہوئی تھیں فرینک اور سین انہیں گھور رہے تھے ۔ البرکیوڈور ، زرڈا اور سرل ایک
میز کے پاس خاموش بیٹھے تھے ۔ ان کے چہروں سے ناخوشی کا اظہار ہو رہا تھا ۔ کیبن کی سیڑھیوں
پر جوتوں کی آواز سنائی دی ۔ اور لی گرینڈ ڈک دروازے پر نمودار ہوا ۔ اس نے کیبن میں
بیٹھے ہوئے لوگوں پر سرسری نظر ڈالی .

" ہمیں جلد ہی چل دینا چاہیئے ۔" اس کی آواز بھاری اور تحکمانہ تھی " مجھے تار
کے ذریعہ اطلاع ملی ہے پولیس کو شبہ ہو گیا ہے اور ممکن ہے کہ اب تک یقین بھی ہو گیا ہو
یہ سب تمہاری حماقت کی وجہ سے ہوا ہے زرڈا اور اس بیوقوف سرل کی بدولت سے ہوا
ہے . کیا تمہارا دماغ تو خراب نہیں ہو گیا زرڈا ؟ "

" جناب میں آپ کا مطلب نہیں سمجھا "

" واقعی یہ ہی بات ہے ۔ تم تو سمجھ ہی کچھ نہیں سکتے . تم بوبن کو قتل کرنا چاہتے تھے
اس سے پہلے کہ ہم جان سکیں کہ وہ کس طرح ہم تک پہنچا . اس کی رسائی کہاں تک ہے اور
میرے اسی ہزار روپے کہاں ہیں . سب سے بدتر یہ کہ تم اسے کھلے عام مارنا چاہتے تھے . اس طرح
جو زبردست پبلسٹی ہوتی اس کا تم نے اندازہ نہیں کیا . پبلسٹی کا نتیجہ کیا ہوتا جانتے ہو !
یہی کہ پولیس کو ہمارے معاملات میں مداخلت کرنے کا موقع مل جاتا . اس طرح ہمارے تمام

پلان دھرے کے دھرے رہ جاتے۔

"جناب ہمیں معلوم ہے کہ اسی ہزار فرانک کہاں ہیں۔" زرڈا نے کہا۔

"کیا واقعی؟ میرا خیال تو یہ ہے کہ اس نے تمہیں پھر اتو بنایا ہے زرڈا۔ لیکن چھوڑو اسے اور بتاؤ کہ اگر فرانس کی تمام پولیس تمہارے پیچھے لگ گئی تو کیا ہوگا۔"

زرڈا خاموش رہا۔

"بتاؤ کہ کیا ہوگا! اور تمہیں جو سزا ملے گی۔ اس کا اندازہ لگایا تم نے؟"

زرڈا پھر خاموش رہا۔

"کم از کم دس سال قید بامشقت سمجھے دس سال قید بامشقت! اور اگر وہ الیگزنڈر کے قتل کا الزام تم پر ثابت کرنے میں کامیاب ہوگئے تو جانتے ہو کیا ہوگا؟"

زرڈا نے کوئی جواب نہیں دیا۔

"اچھا تو سنو۔" لی گرینڈ ڈک نے کہا۔ "اس لمحہ کے بعد تم سب وہی کچھ کرو گے جو میں تمہیں کرنے کو کہوں گا۔ اور اگر تم اسی طرح حماقتیں کرتے رہے تو اس کے نتائج کی ذمہ داری صرف تم پر ہوگی۔ اور میں تمہیں آنے والی کسی مصیبت سے کبھی نہیں بچا سکوں گا۔ سمجھ گئے؟"

سب لوگوں نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"اچھا تو ٹھیک ہے۔ ان تینوں قیدیوں کی زنجیریں کھول دو۔ لوبن کے ہاتھ بھی کھول دو۔ اگر پولیس نے ان کو اس حالت میں دیکھ لیا تو یہ سمجھ لو کہ سب کچھ ختم ہو جائے گا۔ اس کے بعد ہم چاقوؤں اور پستولوں سے ان کی نگرانی کریں گے۔ ان کی عورتوں کو بھی یہاں لے آؤ۔ میں چاہتا ہوں۔ کہ تمام انڈے ایک ہی ٹوکری میں آجائیں۔ سرل تم اپنے منصوبہ کے تمام پہلوؤں پر نظر ڈال لو کہیں کوئی خامی نہ رہ جائے۔ اور میرے لئے کچھ بیئر بھی لے آؤ۔"

سرل نے اپنا حلق صاف کیا۔ اس کے چہرے سے ناخوشی کا اظہار ہو رہا تھا۔
" ہاں۔ ہاں بولو۔ کیا پروگرام ہے۔ تاکہ اس پہ ناقدانہ نظر ڈالی جا سکے؛ لی گرینڈ نے کہا
" خفیہ جگہ پہ قیام .... تیز رفتار موٹر بوٹ، انتظار کرے گی۔"
لی گرینڈ ڈک نے اپنا ہاتھ اٹھاتے ہوئے کہا۔" ٹھہرو۔ خفیہ جگہ کونسی ہو گی؟"
" آگس موس کی خلیج میں... اور جنگی جہاز کیپٹن ... "
" اس کی منزل "؟
" کیپٹن۔"
" ٹھیک ہے۔ آگے بولو۔"
" سگنل کے ذریعہ پیغام دینا۔"
" اور موٹر بوٹ کہاں ہے؟"
" خلیج آگس موس کی ہنرڈلیروں آسیٹی میں.... اسے کل میں نے لی گرد ڈلیورائی پہنچانا تھا۔"

" اور ابھی تک نہیں پہنچایا؟" لی گرینڈ ڈک نے کہا، تم سے زیادہ بے وقوف آدمی میں نے آج تک نہیں دیکھا۔ اور اب تک یہ عورتیں وہاں کھڑی ہیں اور قیدی زنجیروں میں جکڑے ہوئے ہیں۔ جلدی کرو ان کو آزاد کردو۔ شاید ہمارے دوست بوبین کو علم ہی نہیں ہے کہ یہ تینوں قیدی کون ہیں، کیوں سرل کیا میں کچھ جھوٹ کہہ رہا ہوں۔"
" میں بتائے دیتا ہوں؛ سرل نے کہا۔ وہ دیکھو وہ صاحب تو کاؤنٹ لی ہیبانا ٹ ہیں دوسرے صاحب ہنری ٹنگی ڈیک اور تیسرے صاحب کا نام سرنے ڈیمل ہے۔ یہ تینوں راکٹ کے ایندھن کے ماہرین ہیں۔ ان کا تعلق آہنی پردے کے پیچھے سے ہے۔ چینیوں کو ان کی

بہت ضرورت ہے کیونکہ اب تک انہیں ہتھیار چلانے کے لئے انہیں مناسب اینڈمن دست یاب نہیں ہو سکا ہے۔ یہ تینوں سائنس دان ہر کام کر سکتے ہیں۔ انہیں سے ایما د زرڈا ان تینوں کو یورپ سے آئے ہیں۔ کیونکہ یہاں کوئی یہ یقین کرنے کو تیار نہ ہو گا۔ کہ مغربی یورپ کے ممالک کو اس قسم کے سائنس دانوں کی ضرورت ہو گی۔ کیونکہ ان ممالک کے اپنے ماہرین موجود ہیں۔ اس لئے زرڈا انہیں یہاں لے آئے ہیں۔ اور خانہ بدوشوں کے لئے بین الاقوامی سرحدیں کوئی اہمیت نہیں رکھتیں نہ ہی کوئی ان سے سوال و جواب کرتا ہے ان ماہرین کے ساتھ ان کی بیویاں بھی ہیں تاکہ اگر وہ حکم ماننے سے انکار کریں۔ تو ان کی عورتوں کو ایذا دے کر حکم ماننے پر مجبور کیا جا سکے۔ اور اگر ان میں سے کوئی بھاگ نکلنے کی سوچے تو دوسرے کو قتل کر دیا جائے ؟

"کم از کم عورتوں کو یہی بتایا گیا ہے۔" لی گرینڈ نے کہا۔ "میرا حکم تو یہ تھا۔ کہ ان آدمیوں کو کسی قسم کا گزند نہیں پہنچنا چاہیئے۔ لیکن شاید ان کی عورتوں کو یہ نہیں بتایا گیا۔ اچھا چھوڑو جاؤ جلدی سے ان عورتوں کو لے کر ایگس مارٹس پہنچا دو۔ جلدی کرو۔ اور زرڈا تم اپنے قافلے کو حکم دے دو کہ وہ سینٹ میری لس میں پڑاؤ ڈالے۔ آؤ لیلا مائی ڈیئر۔"

"تمہارے ساتھ !" لیلا نے نفرت سے کہا۔ "کہیں دماغ تو خراب نہیں ہو گیا تمہارا۔ میں تمہارے ساتھ جاؤں گی ۔؟"

"بہر حال دنیا کا دکھاوا تو جاری رکھنا ہی پڑے گا۔ اب تو اس کی اور بھی زیادہ ضرورت ہے۔ تم جیسی حسین لڑکی کے ساتھ سب نے مجھے دیکھا ہے اب اگر تم میرے ساتھ نظر نہ آئیں تو خواہ مخواہ لوگوں کو شک ہو گا۔"

لی گرینڈ ڈک لیلا کے ساتھ کیبن سے باہر نکلا۔ اور شاہانہ انداز سے چلتا ہوا رولنر دالس کی طرف بڑھا۔ رولنر رائس اور زرڈا کی کیبن کار سٹارٹ ہو گئیں ایک جگہ پر لی گرینڈ

ڈک نے کار روکنے کا اشارہ کیا۔ کار اور کیبن کار دونوں رک گئیں۔

"یہاں انتظار کرو۔" اس نے حکم دیا۔ "مجھے زیادہ دیر نہیں لگے گی۔ اور مس سیسل پہ نظر رکھو۔ اور خیال رہے کہ کوئی ان سب کو دیکھنے نہ پائے۔"

اس نے سینٹ میریس کی طرف جانے والی سڑک کو دیکھا۔ اس وقت وہ بالکل سنسان نظر آ رہی تھی۔ وہ کار سے اترا اور شمالی راستے سے قصبہ میں داخل ہو گیا۔ پھر دائیں طرف کار پارک کی طرف مڑا۔ اور ایک بیرل آرگن کے پیچھے چھپ گیا۔ آپریٹر شک بھری نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا۔ لی گرینڈ ڈک نے اسکے ہاتھ میں چند سکے تھما دیئے۔ وہ خاموش ہو کر ایک سٹول پر بیٹھ گیا۔ اور لی گرینڈ ڈک کے اشارے پر آرگن کو بجانے لگا۔ لی گرینڈ ڈک اپنی جگہ پہ خاموش کھڑا رہا۔ دو منٹ کے اندر ایک سیاہ مرسیڈیز پل کی محراب کے نیچے سے گزری دائیں طرف مڑی۔ اور رک گئی چینی جوڑا باہر نکلا۔ اور مین سٹریٹ میں قصبہ کے مرکز میں واقع کیفے کی طرف چلنے لگا۔ اس جوڑے سے محفوظ فاصلے پر لی گرینڈ ڈک بھی روانہ ہو گیا۔

چوک میں پہنچ کر چینی جوڑا نوادرات کی ایک دکان کے پاس رکا۔ اسی وقت چار لحیم شحیم آدمی دکان سے باہر نکلے۔ اور چاروں طرف سے چینی جوڑے کو گھیر لیا۔ ان آدمیوں میں سے ایک نے چینی آدمی کو اپنی ہتھیلی میں کوئی چیز دکھائی۔ چینی آدمی اس پر احتجاج کرتا ہوا دکھائی دیا۔ لیکن ان چاروں نے اسے قابو کر لیا۔ اور چینی جوڑے کو اس طرف لے چلے جدھر دو کاریں منتظر کھڑی تھیں۔ لی گرینڈ ڈک نے اظہار تسلی کے طور پر سر ہلایا پھر وہ مڑا۔ اور اپنی کار کی طرف چل پڑا۔

ایک منٹ تک کار میں سفر کرنے کے بعد وہ ایک چھوٹی سی جیٹی کے پاس جا پہنچے۔ جو نہر ڈی بیرون آسیٹی کے پاس واقع تھی۔ یہ ایک چھوٹی سی نہر تھی جو دریائے رون کو بحیرہ روم

سے ملاتی تھی۔ اور آگس مورس کے متوازی بہتی تھی۔ جیٹی کے اختتام پر ایک موٹر بوٹ لنگر انداز تھی۔ جس میں ایک بڑا سا کیبن بنا ہوا تھا۔ اور اوپر ایک چھوٹا سا کاک پٹ تھا۔

رولس رائز اور کاروان کی ویگن سڑک پر رک گئیں۔ اور قیدیوں کو موٹر بوٹ میں منتقل کر دیا گیا۔ اس طرح کہ کسی کو شبہ تک نہ ہو سکے۔ ویسے بھی یہ جگہ ویران تھی۔ اور صرف ایک مچھلی کا شکار کرنے والا سو گز کے فاصلے پر پانی میں کانٹا ڈالے ماحول سے بے نیاز بیٹھا ہوا تھا۔ پستول کی زد پر لے کر تمام افراد کو موٹر بوٹ میں پہنچا دیا گیا۔ اور ان سب لوگوں کو کیبن کی دیوار سے لگی ہوئی نشستوں پر بٹھا دیا گیا۔

فرینک اور سرل کیبن میں داخل ہوئے۔ سرل انجن کی طرف بڑھا۔ ایک لمحہ تک لی گرینڈ ڈک اور مسین کاک پٹ میں رہے۔ اور ادھر ادھر دیکھتے رہے کہ کہیں ان کو کسی نے دیکھا تو نہیں۔ پھر لی گرینڈ ڈک کیبن میں داخل ہوا۔ اس نے اپنا پستول اپنی جیب میں ڈال لیا اور تسلی کے طور پر اپنے ہاتھ ملنے لگا۔

"واہ واہ کیا کہنے!" لی گرینڈ ڈک نے کہا۔ وہ بہت لشاش دکھائی دے رہا تھا۔

"ہر چیز، ہمیشہ کی طرح کنٹرول میں ہے۔ سرل انجن چلا دو۔" وہ مڑا۔ اور کیبن کے دروازے میں سے اپنا سر باہر نکالتے ہوئے بولا۔ "مسین! لنگر اٹھا لو"

سرل نے بٹن دبائے اور موٹر بوٹ کے دونوں انجن اسٹارٹ ہو گئے۔ لیکن ان کی آواز لی گرینڈ ڈک کی چیخ کی آواز میں دب کر رہ گئی جواب بھی کیبن کے دروازے میں جھکا ہوا باہر سر نکالے کھڑا تھا۔

"تمہارا اپنا پستول تمہارے گرد نے پر خدمات کرنے کو تیار ہے۔" یونس نے کہا۔ "کسی نے اپنی جگہ سے ذرا سی بھی حرکت کی تو یہ سمجھ لو کہ تمہاری خیر نہیں۔" اس نے فرینک زردا

سرل اور البر کیوڈور کی طرف دیکھا۔ وہ جانتا تھا۔ کہ ان میں سے کم از کم تین مسلح تھے۔ اس نے کہا۔ "سرل سے کہو کہ انجن بند کر دے۔"

سرل نے انجن بند کر دیئے۔ اگرچہ لی گرینڈ ڈک نے ایسا کوئی حکم نہیں دیا تھا۔

"مسین سے کہو ادھر آئے۔" بوہین نے کہا۔ "اس سے کہو کہ میرا پستول تمہاری پشت پر ہے۔"

اس نے ادھر ادھر کیبن میں نظریں دوڑائیں کسی شخص نے اپنی جگہ سے حرکت نہیں کی۔

"اس سے کہو کہ فوراً یہاں آجائے۔ ورنہ میں ٹریگر دبا دوں گا۔"

"تم ایسا کرنے کی جرأت نہیں کر سکتے۔"

"کیسے نہیں کر سکتا۔ یہ تو تمہیں تب معلوم ہو گا۔ جب تمہارا ایک کمر دہ بیکار ہو جائے گا۔ لیکن خیر تم ایک گردے سے بھی گزارہ کر سکتے ہو۔" یہ کہہ کر بوہین نے پستول کا دہانہ لی گرینڈ ڈک کی پشت پر دبایا۔ لی گرینڈ ڈک نے مسین کو آواز دی۔ "مسین فوراً یہاں آجاؤ۔ اپنا پستول پھینک دو۔ بوہین مجھے پستول کی زد پر لئے ہوئے ہے۔" چند سیکنڈ خاموشی طاری رہی۔ پھر مسین دروازے میں نمودار ہوا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا۔ کہ وہ اس صورتحال پر خاصا پریشان نظر آتا تھا۔ وہ کیبن میں داخل ہو گیا۔

"اب ہم توازن طاقت کے نہایت نازک سوال کی طرف آتے ہیں؟" بوہین نے کہا۔ "وہ سوال یہ ہے کہ میں کس حد تک تم لوگوں سے تمہارے راز اس پستول کے سہارے اگلوا سکتا ہوں؟ اپنی مرضی کے مطابق تم لوگوں سے کام کروا سکتا ہوں؟"

اس نے لی گرینڈ ڈک کو کندھے سے پکڑ لیا۔ ایک طرف کو ہٹا اور لی گرینڈ ڈک کو دھکا دے کر کیبن سے لگی ہوئی ایک سیٹ پر بٹھا دیا۔ لی گرینڈ ڈک نے بوہین کی طرف دیکھا۔ اس کی آنکھوں میں خون اترا ہوا تھا۔ لیکن بوہین نے اس کی کوئی پرواہ نہ کی۔

"ان آنکھوں سے کسی اور کو ڈرانا" بوبین نے کہا۔ "لیکن بہرحال میں اتنا تو جانتا ہوں کہ تم ان تمام بدمعاشوں میں سب سے زیادہ ذہین ہو۔ لیکن پستول کے آگے ذہانت دھری کی دھری رہ جاتی ہے۔ یہاں چار اور افراد بھی ایسے ہیں۔ جن کے پاس پستول ہیں۔ اگرچہ وہ ان کے ہاتھوں میں نہیں۔ لیکن کیا پتہ کس وقت وہ ان کے ہاتھوں میں پہنچ کر خطرناک ثابت ہوں۔ اور یہاں پر پستولوں کی جنگ شروع ہو جائے۔ جس میں کچھ لوگوں کا زخمی ہونا یا مارا جانا بھی ممکنات میں سے ہے۔ اور میں نہیں چاہتا کہ ایسا ہو۔ لیکن اگر میری جان کو خطرہ لاحق ہوا۔ تو پستول چلانے سے بھی دریغ نہیں کروں گا۔"

"آخر تم چاہتے کیا ہو؟" لی گرینڈ ڈک نے کہا۔

"بالکل صاف بات ہے کہ میں لڑائی جھگڑا پسند نہیں کرتا۔ اس لئے میں چاہتا ہوں۔ کہ وہ لوگ خاموشی سے اپنے اپنے ہتھیار میرے حوالے کر دیں۔ اب تم کہو گے کہ اس کے بدلے میں میں تمہیں چھوڑ دوں۔ لیکن اس صورت میں تم ان سائنسدانوں اور ان کی بیویوں کو لے کر نہیں جا سکو گے۔ کیونکہ وہ لوگ تمہارے جرم کا ثبوت ہوں گے۔ تم نہ تو مغربی یورپ کے کسی ملک میں محفوظ ہو گے۔ نہ روس جا سکو گے۔ کیونکہ وہاں تمہارا سائبیریا بھیجا جانا یقینی ہو جائے گا۔ تم صرف کنیڈا جا سکو گے لیکن میرا خیال ہے کہ تمہاری زندگی چین میں بھی اچھی نہیں گزرے گی۔

بوبین نے اپنی تقریر جاری رکھتے ہوئے کہا۔ "دوسری طرف میرا خیال ہے کہ تم مجھ کو اور لڑکیوں کو یہاں سے چلے جانے سے روکنے کے لئے مہلک جنگ شروع نہیں کرو گے۔ کیونکہ یہ دونوں لڑکیاں محض کٹھ پتلیاں ہیں۔ ان کی کوئی اہمیت نہیں۔ یہ تو یہاں محض چھٹی گزارنے اور تفریح کی غرض سے آئی تھیں اور یہاں آکر اس چکر میں پھنس گئیں۔ میں مانتا ہوں۔ کہ جھگڑا شروع کرنا آسان ہے۔ لیکن اس کو انتہا تک لے جانا ٹھیک نہیں۔ رہا یہ سوال کہ میں تم

لوگوں کو پولیس کے حوالے کر دوں۔ تو اس صورت میں قتل کے الزام کا ثبوت مہیا کرنا مشکل ہوگا
ہے یہ سائنس دان اور ان کی بیویاں تو میرے پولیس تک پہنچنے سے پہلے پہلے وہ چین کے سفر پر روانہ
ہو چکے ہوں گے۔ کیوں کیا میں کچھ غلط کہہ رہا ہوں؟"

"ہاں تم ٹھیک ہی کہتے ہو۔" لی گرینڈ ڈک نے کہا۔ "اگر تم نے سائنس دانوں یا ہم
لوگوں کو پکڑوانے کی کوشش کی۔ تو تم یہاں سے زندہ سلامت نہیں جا سکو گے۔ مرتا کیا نہ کرتا کے
مصداق ہم انتہائی قدم اٹھانے پر مجبور ہو جائیں گے۔ اس صورت میں نہ صرف تمہاری بلکہ
ان لڑکیوں کی جان کو بھی خطرہ لاحق ہو جائے گا۔ جو تم یقیناً پسند نہیں کرو گے۔"

"بے شک۔ بے شک۔" بوبین نے کہا۔

"تو اس مسئلہ کا واحد حل یہ ہے۔ کہ تم ہم تینوں کو یہاں سے جانے دو۔"

"میرا خیال ہے کہ تمہاری بات ماننی ہی پڑے گی۔" لی گرینڈ ڈک نے سیٹ سے اٹھتے
ہوئے کہا۔

"نہیں ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا۔" زرڈا نے کہا۔ "کیونکہ اگر اس نے۔۔۔۔"

"کیا تم اپنی جان سے ہاتھ دھونا چاہتے ہو!" لی گرینڈ ڈک نے کہا۔ "بندۂ خدا اس کے
ہاتھ میں پستول ہے اس لئے سوچنے کا کام مجھ پر چھوڑ دو"

زرڈا خاموش ہو گیا۔ بوبین کے اشارے پر دونوں لڑکیاں کیبن سے باہر چلی گئیں
اور موٹر بوٹ سے اتر کر ساحل پر چلی گئیں۔ بوبین الٹے پاؤں چلتا ہوا پستول تانے اور لی
گرینڈ ڈک کو اپنے نشانہ کی زد پر لئے ہوئے ان کے پیچھے چلا۔ کنارے پر پہنچ کر اس نے لڑکیوں
سے کہا۔ "بھاگ جاؤ۔ اور کہیں چھپنے کی کوشش کرو۔"

اس کے بعد وہ لی گرینڈ ڈک سے کہنے لگا۔ "گھوم جاؤ۔" لی گرینڈ ڈک گھوم گیا بوبین

نے اسے دھکہ دیا۔ وہ لڑکھڑاتا ہوا زمین پر جا گرا۔ ساتھ ہی بوبین زمین پر لیٹ گیا۔ اسے شبہ تھا۔ کہ کہیں موٹر بوٹ میں سے کوئی اس پر فائرنگ نہ کر دے۔ لیکن ایسا نہیں ہوا بوبین نے سر اٹھایا۔ لی گرینڈ ڈک موٹر بوٹ میں سوار ہو گیا۔ انجن سٹارٹ ہونے کی آواز سنائی دی۔ موٹر بوٹ حرکت میں آ گئی۔ اور آہستہ آہستہ رفتار پکڑنے لگی۔ بوبین جلدی سے اٹھا اور سیبل اور لیلا کے ساتھ رولز رائس کی طرف بڑھا۔ کرسٹیا حیرت سے اس کا منہ تکنے لگی۔

"فوراً گاڑی سے باہر نکلو۔" بوبین نے چیختے ہوئے اس سے کہا۔

کرسٹیا نے احتجاج کرنے کے لئے منہ کھولا۔ لیکن بوبین کچھ سننے کے لئے تیار نہ تھا۔ اس نے ... سے دروازہ کھول دیا۔ اور کرسٹیا کا ہاتھ پکڑ کر باہر گھسیٹ لیا اور خود اسٹیرنگ پر جا بیٹھا۔

"ٹھہرو۔" سیبل نے کہا۔ "ٹھہرو۔ ہم بھی آرہے ہیں۔"

"اس مرتبہ نہیں۔" بوبین نے کہا۔ اور سیبل کا ہینڈ بیگ لے لیا۔ وہ اس کا منہ تکتی رہی۔ لیکن منہ سے کچھ نہ بولی۔ بوبین نے کہا۔ "تم قصبے میں جاؤ۔ اور سینٹ میریس کی پولیس کو فون کر دو۔ انہیں بتانا کہ خانہ بدوشوں کے قافلے میں سبز ویگن کے اندر قصبہ سے ایک میل کے فاصلے پر ایک زخمی لڑکی پڑی ہوئی ہے وہ اسے فوراً ہسپتال پہنچا دیں۔ لیکن ان کو یہ مت بتانا کہ تم کون ہو۔ بلکہ اور کچھ بھی مت بتانا۔" اس کے بعد وہ لیلا اور کرسٹیا کی طرف مڑا۔ اور بولا۔ "یہ دونوں لڑکیاں دلہن کی سہیلیوں کے طور پر کافی ہوں گی۔"

"کیا کہا؟" سیبل نے پوچھا۔

"میں کہہ رہا ہوں کہ ہماری شادی کے موقع پر تمہارے ساتھ دو سہیلیوں کا ہونا ضروری ہے۔ سو یہ دونوں اس مقصد کے لئے موزوں رہیں گی۔" بوبین نے کہا۔

اگس مورس اور لی گروڈیورائی کے درمیان کی سڑک صرف چند ہی میل لمبی ہے ، اور نہر کے متوازی چلتی ہے۔ ان دونوں کے درمیان چند نٹ کا فاصلہ ہے اس درمیانی فاصلہ میں گھاس اگی ہوئی ہے۔ رولس رائنز سٹارٹ کرنے کے بعد بوبین نے دیکھا، کہ موٹر بوٹ پوری رفتار سے چلی جا رہی تھی۔ سرل وہیل پر بیٹھا تھا ۔ مسٹن ، البرٹکیوڈورا اور فرینک بیٹھے ہوئے تھے لیکن وہ بہت محتاط اور چونکے نظر آرہے تھے ۔ کیبن کے دروازے پر زرڈا اور لی گر ینڈ ڈک کھڑے ہوئے باتیں کر رہے تھے ۔ زرڈا اب بھی ناخوش نظر آ رہا تھا۔

وہ کہہ رہا تھا ۔ "لیکن آپ یہ کس طرح کہہ سکتے ہیں کہ وہ ہمیں نقصان نہیں پہنچائیگا ؟"

" مجھے اس بات کا یقین ہے ۔" لی گر ینڈ ڈک نے بڑے وثوق سے کہا ۔

" لیکن اگر اس نے پولیس کو اطلاع دے دی تو ...... ؟ "

" تو وہ اس کا اعتبار نہیں کرے گی ۔ وہ اسے پاگل سمجھے گی ۔ کیونکہ ہمارے خلاف اس کے پاس ثبوت کون سا ہے ۔"

ٹھیک ہے لیکن پھر بھی مجھے یہ بات پسند نہیں ۔" زرڈا نے کہا ۔ " میرا خیال ہے ..... "

" اپنے خیال کو مارو گولی ۔" لی گر ینڈ ڈک نے کہا ۔ " اور سوچنے کا تمام کام مجھ پر چھوڑ دو ۔ ارے یہ کیا ؟ ؟ "

اچانک شیشہ ٹوٹنے ، گولی چلنے اور سرل کی چیخ کی آوازیں ایک ساتھ سنائی دیں سرل نے پہیہ چھوڑ کر اپنے کندھے کو پکڑ لیا ۔ کشتی بری طرح ڈولنے لگی ۔ اور سیدھی طرف بڑھی اگر زرڈا پہیہ نہ گھماتا تو موٹر بوٹ کا کنارے سے ٹکرا جانا یقینی تھا ۔ لیکن بچتے بچتے بھی بوٹ کا کنارہ سڑک کے کنارے سے جا ٹکرایا ۔ اس ٹکر سے کشتی بری طرح ڈول گئی اور اس میں کھڑے ہوئے تمام افراد زرڈا کے علاوہ فرش پر گر پڑے ۔ اسی لمحہ زرڈا نے

کھڑکی میں سے باہر دیکھا۔ بوہین رولس رائس میں بیٹھا ہوا پانچ گز کے فاصلے پر پستول تانے بیٹھا تھا۔

" فرش پر لیٹ جاؤ۔" زرڈا نے چیختے ہوئے کہا۔ یہ کہہ کر وہ خود فرش پر لیٹ گیا۔ شیشہ ٹوٹنے اور گولی چلنے کی آواز ابھری۔ لیکن کسی کو کوئی زخم نہیں لگا۔ زرڈا کود کر بیٹھ گیا۔ اور وہیل مبین کے حوالے کر کے لی گرینڈ ڈوک اور فرینک سے جا ملا۔ جو چاروں ہاتھ پیروں پر چلتے ہوئے عرشے پر پہنچ چکے تھے۔ انہوں نے آڑ میں سے سڑک کی طرف دیکھا پھر اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔ بوہین کی کار تیس گز پیچھے رہ گئی تھی۔ ایک ٹریکٹر اس کی راہ میں حائل ہو گیا تھا۔

" موٹر بوٹ کی رفتار تیز کر دو۔" زرڈا نے مبین سے کہا۔ " اور ٹریکٹر کی آڑ میں رہنے کی کوشش کرو۔ دیکھو وہ ادھر ہی آ رہا ہے۔"

ٹریکٹر سے بوہین کی کار کا اگلا حصہ نظر آیا۔ کاک پٹ میں بیٹھے ہوئے تینوں آدمیوں نے اپنے پستول تان لئے۔ انکو دیکھ کر ٹریکٹر کے ڈرائیور نے بریک لگا دیئے۔ ٹریکٹر رک گیا بوہین کی کار اس کی آڑ سے نکل آئی۔ بوہین پستول پکڑے فائر کرنے کو بالکل تیار تھا۔ جونہی اس نے تین آدمیوں کو گولی چلاتے ہوئے دیکھا وہ کار میں نیچے جھک گیا۔ تین گولیاں کار کے اگلے شیشے میں پیوست ہو گئیں اور وہ دھندلا پڑ گیا۔ بوہین نے محسوس کیا کہ اس حالت میں تین مسلح آدمیوں کا مقابلہ کرنا اس کے لئے ناممکن ہو گا۔ چنانچہ اس نے کار موڑی اور دوسرے راستے سے انتہائی تیز رفتار کے ساتھ سانڈوں کے مقابلے کے رنگ کے پاس سے ہوتا ہوا نہر کے پل کے قریب جا پہنچا۔ جس سے آگے کھلا سمندر تھا۔ یہ پل نہر کا آخری پل تھا۔ موٹر بوٹ کافی پیچھے رہ گئی تھی۔ یہاں پہنچ کر اس نے کار روک لی۔ سیل کا ہینڈ بیگ اٹھا کر اس

میں سے اس نے کچھ فرانک کے نوٹ نکال کر اپنی جیب میں ڈال لئے۔ یہ وہی رقم تھی۔ جو اس نے زرڈا سے حاصل کی تھی۔ باقی نوٹ اس نے ہینڈ بیگ میں کاغذ میں لپیٹ کر رکھ دیئے اور بیگ پہلی جگہ پر رکھ دیا۔ پھر وہ کار سے باہر نکلا۔ اور کشتیوں کے ٹھہرنے کی جگہ کی طرف بڑھا۔ اس نے دیکھا کہ نہر کے بائیں کنارے پر پل کے نیچے ایک موٹر بوٹ لنگر انداز تھی یہ ایک مچھلی پکڑنے کی کشتی تھی۔ اور کافی مضبوط دکھائی دے رہی تھی۔ لوبین ایک ادھیڑ عمر ماہی گیر کی طرف بڑھا جو کشتی پر بیٹھا ہوا مچھلی کا جال مرمت کرنے میں مصروف تھا۔

" تمہاری کشتی تو بہت اچھی معلوم ہوتی ہے " لوبین نے کشتی کی تعریف کرتے ہوئے کہا۔ " کیا تم اسے کرایہ پر دینا پسند کرو گے؟ "

ماہی گیر حیران نظروں سے اس کی طرف دیکھنے لگا۔

" میری کشتی اس علاقے کی بہترین کشتیوں میں سے ایک ہے۔ " ماہی گیر نے اپنی کشتی کی تعریف کرتے ہوئے کہا " اس کے دو انجن ہیں۔ جو نہایت اچھی حالت میں ہیں اور یہ مضبوط بھی بہت ہے۔ جہاں تک کرایہ پر دینے کا سوال ہے۔ تو وہ اسی حالت میں ہو سکتا ہے۔ جب مچھلیاں کم ہوں اور میں بیکار ہوں۔ اور فی الحال میں بیکار نہیں ہوں "

" یہ تو بہت بری بات ہوئی " لوبین نے جیب سے فرانک نکالتے ہوئے کہا " کیا تم ایک گھنٹے کے لئے بھی کرایہ پر نہیں دے سکتے؟ مجھے بہت ضروری کام ہے یقین کرو بہت ضروری کام ہے۔ "

لی گرینڈ ڈک کی موٹر بوٹ کی آواز سنائی دینے لگی تھی۔

ماہی گیر تھوڑی دیر تک سوچتا رہا۔ آخر کار وہ اپنی رانوں پر ہاتھ مارتا ہوا اٹھ

کھڑا تھا۔

"لیکن ایک شرط پر ایسا ہو سکتا ہے۔" ماہی گیر نے کہا۔ "وہ یہ کہ میں بھی تمہارے ساتھ چلوں گا۔"

"بے شک بے شک کیوں نہیں۔ مجھے کیا اعتراض ہو سکتا ہے بھلا؟" لوبین نے ایک ہزار فرانک کے نوٹ ماہی گیر کو تھماتے ہوئے کہا۔ پلک جھپکتے میں وہ نوٹ ماہی گیر کی جیب میں پہنچ چکے تھے۔

"جناب آپ کس وقت روانہ ہونا پسند فرمائیں گے؟"

"ابھی اسی وقت۔" لوبین نے کہا۔

وہ کشتی میں بیٹھ گیا۔ اور کشتی سٹارٹ ہو گئی۔ لوبین نے نہر کی طرف دیکھا۔ لی گرینڈ ڈک کی موٹر بوٹ کی آواز قریب سے آتی ہوئی سنائی دے رہی تھی۔ لوبین کی کشتی آہستہ آہستہ حرکت کرنے لگی تھی۔

"اس کشتی کو چلانا زیادہ مشکل تو نہیں؟" لوبین نے پوچھا۔

"نہیں جناب اسے تو بچہ بھی چلا سکتا ہے۔"

"کیا میں کوشش کر سکتا ہوں؟"

"نہیں۔ نہیں۔ یہاں نہیں۔ کھلے سمندر میں آپ بخوشی اسے چلا سکیں گے۔"

"لیکن میں ابھی اسے چلانا چاہتا ہوں۔"

"ایسی جلدی بھی کیا ہے؟ صرف پانچ منٹ کے بعد ہم کھلے سمندر میں پہنچ جائیں گے۔"

"میں ابھی اسی وقت اسے چلاؤں گا۔" لوبین نے اپنی جیب سے پستول نکالتے ہوئے کہا۔ اس نے پستول ماہی گیر کی طرف تان لیا۔ اور بولا۔ "مہربانی کر کے اپنی جگہ پر خاموش بیٹھے رہو۔"

ماہی گیر حیرت سے اس کا منہ تکنے لگا۔ پھر وہیل کے پاس سے ہٹ کر ایک کونے میں کھڑا ہو گیا۔ جونہی لوپین وہیل کے پاس پہنچا۔ ماہی گیر نے کہا۔ "میں بڑا بے وقوف ہوں کہ روپیہ کے لالچ میں تمہاری بات مان لی۔ یہ سب میرے لالچ کی وجہ سے ہوا۔"

"ہم سب لالچی ہیں۔ روپیہ چیز ہی ایسی ہے۔" لوپین نے اپنے کندھے پر سے مڑ کر پیچھے دیکھا۔ لی گرینڈ ڈک کی پاور بوٹ اب پل سے سو گز سے بھی کم فاصلہ پر رہ گئی تھی۔ وہ کشتی کو نہر کے درمیان میں لے گیا۔ ایسا کہتے ہوئے اس نے تین ہزار فرانک کے نوٹ ماہی گیر کی طرف اچھال دیئے۔ "لو یہ اور لے لو۔ اس طرح تم مزید حماقت کے مرتکب ہو گے۔"

ماہی گیر نے نوٹوں کو تکتے ہوئے کہا۔ "اس رقم کا فائدہ ہی کیا ہے۔ مرنے کے بعد غریب امیر سب برابر ہو جاتے ہیں اور نوٹ ان کے کوئی کام نہیں آتے۔"

"کیا مطلب؟"

"مطلب یہ کہ تم مجھے گولی مار دو گے پھر اپنی رقم واپس لے لو گے۔ میں سب سمجھتا ہوں۔"

لوپین نے پستول ماہی گیر کی طرف پھینکتے ہوئے کہا۔ "لو یہ پستول۔ اب تو تمہاری تسلی ہو جانی چاہیئے۔ کہ میں تمہیں کوئی گزند نہیں پہنچاؤں گا۔"

ماہی گیر نے پہلے تو پستول کی طرف دیکھا پھر اسے اپنے ہاتھ میں اٹھا لیا۔ اس کے بعد تجربہ کے طور پر لوپین کی طرف تانا۔ تھوڑی دیر تک وہ اسی حالت میں کھڑا رہا پھر لوپین کی طرف گیا اور پستول اس کے ہاتھوں میں تھماتے ہوئے کہا۔ "جناب مجھے پستول چلانا نہیں آتا۔"

"جیسی تمہاری مرضی۔" بومین نے پستول لیتے ہوئے کہا۔" وہ دیکھو وہ موٹر بوٹ ادھر آرہی ہے۔"

ماہی گیر نے اس طرف دیکھا۔ اب موٹر بوٹ کا فاصلہ سو گز سے بھی کم رہ گیا تھا۔

ماہی گیر نے کہا۔" وہ کشتی ؟ .... وہ کشتی تو چین...."

" چھوڑو اسے اور ادھر دیکھو۔" بومین نے کھلے سمندر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا ایک سمندری جہاز آہستہ آہستہ سمندر میں آگے بڑھ رہا تھا۔ ماہی گیر نے اس طرف دیکھا۔ بومین نے کہا۔" یہ چینی جہاز کینٹن ہے۔ اس موٹر بوٹ میں کچھ بڑے لوگ سوار ہیں۔ جو کچھ نیک اور شریف آدمیوں کو اس جہاز میں بٹھا کر چین پہنچانا چاہتے ہیں۔ وہ نیک اور شریف آدمی چین نہیں جانا چاہتے۔ اس لئے میں ان کو ایسا کرنے سے روکنا چاہتا ہوں۔"

" کیوں ؟"

" اگر تم نے چوں چرا کی تو مجھے مجبوراً اپنی جیب سے پستول نکالنا پڑے گا۔" بومین نے کہا۔ اور تیزی سے مڑ کر پیچھے دیکھا۔ موٹر بوٹ اب پچاس گز سے بھی کم فاصلے پر رہ گئی تھی

" کیا آپ برطانیہ کے رہنے والے ہیں؟"

" ہاں۔"

" آپ اپنی گورنمنٹ کے ایجنٹ ہیں ؟"

" ہاں۔"

" آپ کا تعلق سیکرٹ سروس سے ہے ؟"

" ہاں بھئی۔"

" آپ اپنی گورنمنٹ کے اعلیٰ افسر ہیں ؟"

"نہیں بلکہ ایک معمولی خدمت گار۔"

"اور آپ اس کشتی کو اس جہاز تک پہنچنے سے روکنا چاہتے ہیں؟"

بومین نے اثبات میں سر ہلایا۔

"تو پھر آپ ہٹ جائیے۔ یہ کام کوئی ماہر ہی کر سکتا ہے۔"

بومین وہیل کے پاس سے ہٹ گیا اور اپنی جیب سے پستول نکال لیا۔ اور سٹاربورڈ کی طرف ہو کر وہیل ہاؤس پر سے ہوتا ہوا کھڑکی کے قریب جا پہنچا۔ پاور بوٹ کی چوڑائی دس فٹ ہو گئی۔ اور وہ تیزی سے اس طرف آ رہی تھی۔ وہیل پر اس وقت زرڈا کھڑا ہوا تھا۔ اس کے پاس ہی لی گرینڈ ڈک کھڑا ہوا تھا۔ بومین نے اپنا پستول اٹھایا پھر نیچے جھکا لیا۔ اسی لمحہ بومین کی کشتی کی نوک پاور بوٹ سے ٹکرائی۔

"شاید آپ یہی چاہتے تھے۔" ماہی گیر نے کہا۔

"بے شک بے شک۔" بومین نے کہا۔ "اب مہربانی کر کے خاموش ہو جاؤ اور سنو کچھ باتیں ایسی ہیں جو تمہیں جان لینی چاہئیں۔"

دونوں کشتیاں ایک دوسرے کے پاس سے ہٹ کر متوازی چلنے لگیں۔ پاور بوٹ کی رفتار چونکہ زیادہ تیز تھی اس لئے وہ آگے نکل گئی۔ اس کے کیبن میں کافی افراتفری پیدا ہو چکی تھی۔

"یہ کون پاگل تھا؟" لی گرینڈ نے کہا۔

"بومین کے علاوہ اور کون ہو سکتا ہے؟" زرڈا نے پر اعتماد لہجے میں کہا۔

"پستول نکال لو۔" لی گرینڈ ڈک نے چیختے ہوئے کہا: "پستول نکال لو۔ اور حملہ کر دو اس پر۔"

"لیکن کشتی کی ٹنکی میں تو سوراخ ہو چکا ہے۔ اور پٹرول تیزی سے باہر نکل رہا ہے۔"
فرینک نے کہا۔ زرڈا اور لی گمرینڈ ڈک نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا۔ دونوں کشتیاں اب کھلے سمندر میں پہنچ چکی تھیں۔ پاور بوٹ اب ایک انجن کے سہارے چل رہی تھی۔ اس لئے اس کی رفتار کافی کم ہو چکی تھی۔ بومین کی کشتی جلد ہی اس کے قریب پہنچ گئی۔ بومین نے ماہی گیر کو سر کے اشارے سے کچھ کہا۔ دونوں کشتیاں متوازی چل رہی تھیں۔ ماہی گیر نے تیزی سے پہیہ گھمایا۔ ایک مرتبہ پھر اس کی کشتی زور سے پاور بوٹ سے ٹکرائی اور پھر دور ہٹ گئی۔
"لو دوسرا سوراخ بھی ہو گیا۔" لی گمرینڈ ڈک نے کہا۔ "کیا تم اس کشتی سے دور نہیں رہ سکتے"
"ایک انجن کے ذریعہ ایسا کرنا ممکن نہیں۔"
اس موقع پر زرڈا کافی ضبط کا مظاہرہ کر رہا تھا۔ پاور بوٹ کی رفتار آہستہ آہستہ کم سے کم ہوتی جا رہی تھی۔
"دیکھو۔ دیکھو۔ وہ کیا ہے۔" لی گمرینڈ ڈک نے سمندر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا تین میل دور ایک جہاز کوئی سگنل دے رہا تھا۔
"وہ .... وہ .... تو کنیٹن ہے۔" سرل نے کہا۔ "وہ ہمیں سگنل دے رہا ہے ہمیں اس کا جواب دینا چاہیئے۔ تین لمبے اور دو چھوٹے سگنل۔"
"نہیں۔" لی گمرینڈ ڈک نے زور دیتے ہوئے کہا۔ "کہیں تم پاگل تو نہیں ہو گئے؟ ہمیں ایسا کوئی کام نہیں کرنا چاہیئے۔ جس سے وہ لوگ مصیبت میں پھنس جائیں۔ بین الاقوامی پیچیدگی پیدا کرنے سے فائدہ؟ دیکھو۔"
بومین کی کشتی پھر ان کی کشتی کی طرف مڑ رہی تھی۔ لی گمرینڈ ڈک اور فرینک کاک پٹ کی طرف جھپٹے اور کچھ گولیاں چلا دیں۔ بومین کی کشتی کے کئی شیشے چکنا چور ہو گئے

لیکن چونکہ بومین اور ماہی گیر فرش پر لیٹ چکے تھے اسلئے انکو کوئی گزند نہیں پہنچا پانچ دفعہ گولیاں چلیں لیکن بومین اور ماہی گیر محفوظ رہے۔ جب پستولوں کے کارتوس ختم ہونے لگے۔ تو لی گرینڈ ڈک نے فائرنگ بند کرنے کا حکم دے دیا۔

"ہمیں ضرورت کے لئے کارتوس محفوظ رکھنے چاہیئں" لی گرینڈ ڈک نے کہا۔ "اگلی مرتبہ۔۔۔"

"کیپٹن جا رہا ہے" سرل نے چیختے ہوئے کہا۔ "دیکھو وہ جانے کے لئے مڑ رہا ہے"۔

وہ سب ادھر دیکھنے لگے۔ کیپٹن بے شک سفر پر روانہ ہو چکا تھا۔ اور اس کی رفتار لمحہ بہ لمحہ تیز ہوتی جا رہی تھی۔

"اس کے علاوہ تم اور کیا امید کر سکتے تھے" لی گرینڈ ڈک نے پوچھا۔ "فکر مت کرو ہم پھر اسے دیکھیں گے۔"

"کیا کہا؟ پھر اسے دیکھیں گے؟" زرڈا نے پوچھا۔

"بعد میں دیکھیں گے۔ ہاں وہ کیا کہہ رہا تھا۔۔۔"

"ہم ڈوب رہے ہیں" سرل نے چیختے ہوئے کہا۔ "ہم ڈوب رہے ہیں۔"

واقعی پادریوٹ سمندر میں ڈوب رہی تھی۔ سمندر کا پانی سوراخوں میں کشتی میں داخل ہو رہا تھا۔

"مجھے معلوم تھا۔ کہ ایسا ہی ہوگا۔" لی گرینڈ نے کہا۔ وہ زرڈا کی طرف مڑا۔ "وہ پھر ادھر آ رہے ہیں۔ دائیں طرف ہو جاؤ۔ جلدی فرینک، سرل، البرٹ وڈورمیرے ساتھ آؤ۔"

"میرا کندھا" سرل نے فریاد کرتے ہوئے کہا۔

"کندھے کی پرواہ مت کرو۔ میرے ساتھ آؤ۔"

چاروں آدمی کیبن کے دروازے میں کھڑے تھے۔ کہ یومین کی کشتی پھر پاور بوٹ سے ٹکرائی لیکن اس مرتبہ اس کی ٹکر پاور بوٹ کے مڑ جانے کی وجہ سے زیادہ سخت نہ تھی۔ جونہی یومین کی کشتی پاور بوٹ کے قریب سے گزری۔ لی گمینڈ ڈک اپنے تین آدمیوں کے ساتھ اس کشتی میں کود گیا۔ یومین تیزی سے مڑا۔ جونہی اس نے دروازہ کھولا۔ تو اس نے اپنے سامنے فرینک اور سرل کو کھڑا ہوا پایا۔ دونوں کے ہاتھوں میں پستول تھے جن کا رخ یومین کی طرف تھا۔

"بس ہتھیار ڈال دو۔" پیچھے سے لی گمینڈ ڈک کی آواز آئی۔ یومین نے مڑ کر دیکھا۔ تو اس طرف لی گمینڈ ڈک اور البریکو ڈور کو پستول تانے ہوئے اپنے سامنے کھڑا ہوا پایا۔ وہ پوری طرح دشمن کے نرغے میں آچکا تھا۔

ناول ملکیت و سکیننگ: ساگر زمان

۱۰

پندرہ منٹ بعد شام کے سائے گہرے ہوتے جا رہے تھے۔ ماہی گیر وہیل پر خاموش بیٹھا تھا۔ اور کشتی یکساں رفتار سے نہر میں واپس جا رہی تھی۔ تینوں سائنس دان ان کی بیویاں جن کو پاور بوٹ ڈوبنے سے پہلے اس کشتی میں منتقل کیا گیا تھا۔ عرشے کے اگلے حصے میں بیٹھے تھے۔ ان کے سروں پر پوشیدہ پستول والے خانہ بدوش کھڑے تھے۔

کھڑکیوں کے تمام شیشے چکنا چور ہو چکے تھے۔ البریکوڈورا اور مسین سٹار بورڈ کے پاس
کھڑے ہوئے تھے۔ وہیل ہاؤس میں ماہی گیر کے علاوہ یوبینا اور لی گرینڈ ڈک بیٹھے تھے
لی گرینڈ ڈک کے ہاتھ میں پستول تھا۔

نہر میں واپس جاتے ہوئے وہ ٹریکٹر کے قریب سے گزرے۔ ڈرائیور سڑک پر
کھڑا تھا۔ زرڈا وہیل ہاؤس میں داخل ہوا۔ اس نے فکرمندانہ لہجے میں کہا۔" پتہ نہیں کیا بات
ہے۔ کہ میرا دل بیٹھا جا رہا ہے۔ یہ خاموشی کیوں طاری ہے! مجھے تو یہ خاموشی کسی طوفان
کا پیش خیمہ معلوم ہوتی ہے کہیں ہم کسی جال میں تو پھنسنے کے لئے تو نہیں جا رہے ہیں۔ یقیناً
کسی نے ہمارے ساتھ مخبری ......"

" مخبری؟" لی گرینڈ ڈک نے کہا۔ "کیسی باتیں کرتے ہو؟ کون کرے گا مخبری؟
اچھا تمہارا مطلب اس ٹریکٹر ڈرائیور سے ہے۔ ہاں وہ ضرور ہمارے خلاف لوگوں سے
شکایت کرتا ہوگا۔"

اسی لمحہ پولیس کی چند کاریں آتی ہوئی دکھائی دیں۔ ٹریکٹر ڈرائیور نے سڑک کے
درمیان میں کھڑے ہوکر ہاتھ ہلا ہلا کر انہیں روک لیا۔ پولیس والے کاروں سے نکل
کر اس کے پاس آئے۔ ڈرائیور ہاتھ ہلا ہلا کر ان سے باتیں کرنے لگا۔

" اس وقت وہ ان لوگوں کو تمام واقعہ بیان کر رہا ہے۔ پولیس ایک وقت
میں ایک ہی کام کر سکتی ہے۔ اس وقت وہ اس کی داستان سننے میں مصروف ہے اس
کے پاس اتنی فرصت نہیں کہ ہماری طرف توجہ دے سکے۔ جب تک وہ ڈرائیور کی باتیں سننے
سے فارغ ہوگی۔ ہم کافی دور جا چکے ہوں گے۔ اب تو تمہیں خوش ہو جانا چاہیئے زرڈا۔"
لی گرینڈ ڈک نے کہا۔

"نہیں۔" زرڈا نے کہا۔ "میرا مطلب تو یہ نہیں تھا۔ مجھے تو دو باتیں پریشان کر رہی ہیں۔ پہلی بات تو یہ ہے۔ کہ درجنوں لوگوں نے فائرنگ کی آواز سنی ہوگی۔ تو پھر ہمیں راستے میں کیوں نہیں روکا گیا؟ کسی نے پولیس کو رپورٹ کیوں نہیں دی؟"

"یہ تو خدا ہی بہتر جانتا ہے۔ کہ ایسا کیوں نہیں ہوا۔" لی گرینڈ ڈک نے کہا۔ جہاں تک میرا خیال ہے کہ فائرنگ کے واقعات تو روز ہی ہوتے رہتے ہیں۔ لوگ اس کے عادی ہو چکے ہیں۔ وہ اسے کوئی غیر معمولی بات نہیں سمجھتے۔ اور پھر تم نے دیکھا ہوگا۔ کہ لوگ پولیس، عدالت اور گواہی کے چکر سے بچنے کے لئے کنی کترا جاتے ہیں۔ کون مصیبت مول لے۔ اب جبکہ ٹرکیٹر ڈرائیور نے پولیس کو اس فائرنگ کے واقعہ کی اطلاع دے دی ہے۔ تو پہلے تو پولیس بندرگاہ کی طرف جائے گی۔ اس اثناء میں ہم اس کی پہنچ سے دور پہنچ چکے ہوں گے۔ تم نے کہا تھا۔ کہ تمہیں دو باتیں پریشان کر رہی ہیں۔ ایک بات کا جواب تو تمہیں مل چکا ہے۔ وہ دوسری بات کون سی ہے؟"

"وہ بات یہ ہے۔" زرڈا نے کہا۔ "کہ اب ہم کیا کرنے جا رہے ہیں؟"

"یہ تو کوئی بات ہی نہیں ہے۔" لی گرینڈ ڈک نے کہا۔ "کیا میں نے تمہیں نہیں بتایا تھا۔ کہ ہم جلد ہی بحری جہاز کیپٹن کو دوبارہ دیکھیں گے؟"

"ہاں کہا تو تھا۔ لیکن اب ...."

"پورٹ لی لوک کی بندرگاہ تک پہنچنے میں کتنا وقت لگے گا؟"

"پورٹ لی لوک" زرڈا نے ماتھے پر سلوٹیں ڈالتے ہوئے کہا۔ "ویگن اور ٹرک کے ساتھ؟"

"جی ہاں۔"

" ڈھائی گھنٹے لگیں گے۔ زیادہ سے زیادہ تین۔ لیکن کیوں ؟ "

" بات دراصل یہ ہے۔ کہ کیپٹن کو ہدایات ملی ہیں۔ کہ اگر بلاواس میں کوئی دشواری پیش آئے تو پورٹ لی بوک کی بندرگاہ میں انتظار کرے وہ وہاں کل دوپہر تک ہمارا انتظار کرے گا۔ اور ہم آج رات وہاں پہنچ جائیں گے۔ تم کو معلوم ہونا چاہیئے زرڈا کہ میں ہمیشہ ایک متبادل راستہ اپنے لئے محفوظ رکھتا ہوں۔ آج رات سائمن دان اور ان کی بیویاں اس جہاز پر پہنچا دی جائیں گی۔ بومین کو بھی اس جہاز پر سوار کرا دیا جائے گا۔ اس طرح ہمارے خلاف واحد ثبوت بھی ضائع ہو جائے گا۔ ان کے علاوہ دو لڑکیاں اور یہ ماہی گیر بھی اس جہاز میں کیپٹن جائیں گے۔ چین پہنچ کر یہ لوگ لاپتہ ہو جائیں گے۔ اور پھر تم زندگی کے ساتھ عیش کرنا۔ آہنی پردے کے اندر اور باہر کوئی بھی تم پر شبہ تک نہ کر سکے گا۔"

" اب تک آپ کی ذہانت کی بات غلط فہمی میں مبتلا تھا۔ جس کے لئے میں معافی چاہتا ہوں۔" زرڈا نے مرعوب ہوتے ہوئے کہا۔ " آپ تو بے حد عقل مند ہیں۔"

" یہ تو ابتدائی باتیں ہیں جن کو کوئی بچہ بھی سوچ سکتا ہے۔" لی کمینڈوک نے کہا۔ البتہ تمہاری موٹی عقل میں یہ باتیں نہیں آ سکتیں۔ میں نے میں جو کچھ کہوں تمہیں اس پر عمل کرنا چاہیئے۔ اور سوچنے کا تمام کام مجھ پر چھوڑ دینا چاہیئے۔ ہاں تو اب جلد ہی ہم جیٹی پہنچ جائیں گے۔ جہاں وہ لڑکیاں بومین کی منتظر ہوں گی۔ اگر ہم نے ان کو اپنی شکل دکھائی۔ تو وہ بھاگ نکلیں گی۔ اور ہمارے قابو سے باہر ہو جائیں گی۔ اس لئے ہم بومین کو پستول کی زد پر رکھتے ہوئے ان کے پاس بھیجیں گے اور پھر اچانک حملہ کر کے ان کو پکڑ لیں گے وہاں بومین کشتی کو ساحل سے لگانے کا کام انجام دے گا۔ سمجھے ؟ "

" سمجھ گیا۔" زرڈا نے تعریفی نظروں سے لی کمینڈوک کو دیکھتے ہوئے کہا۔ " آپ نے تمام معاملات پر اچھی طرح غور کر لیا ہوگا۔

"بالکل بالکل"۔ لی گرینڈ ڈک نے کہا۔ "میں نے پوری تفصیلات پر غور کر لیا ہے۔"

جونہی کشتی جیٹی کے قریب پہنچی تو تین لڑکیاں اس کی منتظر کھڑی تھیں اور ان کے پاس ہی ایک سکوٹر پر ایک نوجوان بیٹھا ہوا تھا۔ بومین بظاہر اکیلا کشتی سے نکلا اور کشتی کی رسی کھولنے لگا۔ لڑکیاں دوڑ کر اس کے قریب آئیں۔ بومین نے رسی ان کی طرف اچھال دی اور کود کر باہر آیا۔ سیبل اور لیلا مسکرا رہی تھیں۔ کریٹا ان کے پیچھے کھڑی تھی۔

"خیریت تو ہے؟" سیبل نے پوچھا۔ "کوئی خاص بات؟"

"مجھے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے۔" بومین نے کہا۔ "کہ خیریت نہیں ہے۔"

"کیا کہا؟" سیبل نے کہا۔

لی گرینڈ ڈک نے کشتی کے دروازے میں سے باہر نکلتے ہوئے کہا۔ "ہاں کبھی خیریت کہاں؟ یہ بیچارا تو ہمارے قابو میں آ چکا ہے اور تم دونوں بھی۔"

لی گرینڈ ڈک کے پیچھے زرڈا تھا۔ اور دونوں نے اپنے پستول تانے ہوئے تھے۔

لی گرینڈ ڈک کریٹا سے مخاطب ہوتے ہوئے بولا۔ "کہو ڈیئر کریٹا۔ تمہارا ان لڑکیوں کے ساتھ وقت تو اچھا گزر رہا ہوگا؟"

"نہیں۔" کریٹا نے کہا۔ "انہوں نے تو مجھ سے بات تک نہیں کی۔"

"چچ چچ چچ" لی گرینڈ ڈک نے کہا۔ "وہ تم سے جلتی ہیں۔ اسی کو حسد کہتے ہیں۔" پھر وہ زرڈا کی طرف مڑا اور بولا۔ "جلدی سے سفر کی تیاری مکمل کر لو۔"

اس کے بعد اس نے سکوٹر پر بیٹھے ہوئے نوجوان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے پوچھا۔ "اور وہ نوجوان کون ہے؟"

"وہ جیسے ہے۔" زرڈا نے کہا۔ "میں نے اسے وہ رقم لینے کے لئے بھیجا تھا جو بومین نے مجھے

چرائی تھی۔" زرڈا آگے بڑھا اور نوجوان کو آواز دیتے ہوئے بولا۔" جوے۔ جوے ادھر آؤ۔"
جوے سکوٹر سے اترا اور دوڑ کر زرڈا کے پاس آیا۔
" رقم؟" زرڈا نے کہا۔ تمہارے پاس رقم ہے؟"
" کیسی رقم"
" ارے بھئی وہی پارسل جسے لانے کے لئے میں نے تمہیں بھیجا تھا۔" زرڈا نے مسکراتے ہوئے کہا۔" وہ چابی تو ٹھیک تھی نا؟"
" یہ مجھے معلوم نہیں۔" نوجوان نے کہا۔
" کیا معلوم نہیں؟"
" یہی کہ وہ چابی ٹھیک تھی یا غلط۔ میں تو صرف اتنا جانتا ہوں کہ آرلس اسٹیشن پر کوئی ڈیپازٹ باکس نہیں ہے۔"
کافی دیر تک خاموشی چھائی رہی پھر لوبین نے کھنکھار کر گلا صاف کرتے ہوئے کہا۔
" واقعی مجھ سے غلطی ہوگئی وہ چابی تو میرے سوٹ کیس کی تھی!"
اس کے بعد پھر خاموشی چھا گئی پھر لی کرینڈک نے بڑے ضبط سے کام لیتے ہوئے کہا۔" تو وہ چابی تمہارے سوٹ کیس کی تھی۔ مجھے پہلے ہی معلوم تھا۔ کہ ایسا ہی ہوگا۔ وہ اسی ہزار فرانک کہاں ہیں لوبین؟"
" اسی ہزار نہیں ستر ہزار۔" لوبین نے کہا۔" دس ہزار خرچ ہوگئے۔" پھر اس نے سیل کے لباس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔" صرف اس لباس پر ہی ...."
" بکواس بند کرو۔ اور یہ بتاؤ وہ ستر ہزار فرانک کہاں ہیں؟"
" اچھا۔ اچھا بتاتا ہوں۔" لوبین نے سوچتے ہوئے کہا۔" کچھ یاد نہیں آرہا۔ ابھی موجودہ صورت میں میری یادداشت پر پردہ پڑا ہوا ہے اور...."

"زرڈا۔ تم مس سیل کے سر کو نشانہ بناؤ۔" لی گم ینڈ ڈک نے کہا۔

زرڈا نے پستول کا منہ سیل کے سر کی پشت پر لگا دیا۔

"میں تین تک گنوں گا۔۔۔" لی گم ینڈ ڈک نے کہا۔ "ون۔۔۔ ٹو۔۔۔۔"

"ٹھہرو۔" بومین نے کہا۔ بتاتا ہوں۔ میں نے وہ رقم اس غار میں رکھ دی ہے جہاں الیگزنڈر دفن ہے۔"

"جہاں الیگزنڈر دفن ہے؟"

"ہاں مجھے وہی جگہ سب سے محفوظ نظر آئی۔"

"تو اب پہلے ہمیں وہاں جانا پڑے گا۔" لی گم ینڈ ڈک نے کہا۔ "خیر کوئی بات نہیں اس سے کوئی خاص فرق نہیں پڑتا۔ صرف ایک گھنٹے کی تو بات ہے۔ رقم لے کر ہم پورٹ لی لوک کی طرف روانہ ہو جائیں گے۔

"جناب" زرڈا نے بومین کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ "کیا اس کو وہاں لے جانا ضروری ہے۔ کیوں نہ ہم اسے یہیں قتل کر دیں۔ یہاں پر نہر کافی گہری ہے پتھر باندھ کر لاش کو ڈال دیں گے تو کبھی دن تک پتہ نہیں چلے گا۔"

"نہیں۔ ابھی نہیں۔" لی گم ینڈ ڈک نے کہا۔ "ابھی ہم نے اس سے سچ اگلوانا ہے کیا پتہ کہ یہ جھوٹ بول رہا ہو؟"

غاروں کے نزدیک پہنچ کر زرڈا نے ٹرک روک لیا۔ اب کافی رات ہو چکی تھی چاروں طرف اندھیرا چھایا ہوا تھا۔ آسمان پر تارے چھٹکے ہوئے تھے۔ لی گم ینڈ ڈک اور البرٹکو ڈوڈ جو زرڈا کے پاس بیٹھے تھے۔ ٹرک سے نیچے اترے۔ پھر زرڈا نیچے اترا انہوں نے بومین کو نیچے اتارا لڑکیاں اور سیمن بھی کود کر باہر آ گئے۔

"تمہیں اچھی طرح معلوم ہے۔ کہ وہ غار کہاں ہے" لی گمرینیڈ ڈک نے زرڈو سے پوچھا۔ "کہیں ایسا نہ ہو کہ ہم راستہ بھول جائیں۔"

"نہیں۔ مجھے اچھی طرح معلوم ہے" زرڈو نے کہا۔ "آپ بالکل بے فکر رہئے۔"

"اچھا تو آگے آگے تم چلو" لی گمرینیڈ ڈک نے کہا۔

زرڈا کی رہنمائی میں سب لوگ غار میں داخل ہو گئے۔ زرڈا، فرینک سرل البریکو ڈور مین سائنس دان، دو لڑکیاں، یوبین، لی گمرینیڈ ڈک کل گیارہ آدمی آگے پیچھے چل رہے تھے۔ کچھ کے پاس ٹارچ تھے۔ جن کی روشنیاں چونے کی دیواروں پر پڑ کر منعکس ہو رہی تھیں اور غاروں کی ہیبت ناکی میں اضافہ کر رہی تھیں زرڈا سب سے آگے چل رہا تھا۔ بہت سے غاروں میں سے ہوتے ہوئے وہ اس غار میں جا پہنچے جہاں پتھروں کے ڈھیر میں الیگزنڈر دفن تھا۔ اس غار میں پتھروں کا ڈھیر چھت تک چلا گیا تھا۔ جس کے اوپر سوراخ میں سے تاروں بھرا آسمان نظر آ رہا تھا۔

زرڈا پتھروں کے ڈھیر کے قریب پہنچ کر رک گیا۔ اور بولا۔ "یہی وہ جگہ ہے۔"

"کیا تم یقین کے ساتھ کہہ سکتے ہو کہ یہ وہی جگہ ہے؟" لی گمرینیڈ ڈک نے پوچھا۔

"ہاں مجھے یقین ہے۔" زرڈا نے ٹارچ سے پتھروں کے ڈھیر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ "یہی وہ جگہ ہے جہاں ہم نے اسے مار کر دفن کیا تھا پولیس ابتک یہاں نہیں پہنچ سکی ہے"

"اب الیگزنڈر کی کوئی اہمیت نہیں ہے۔" لی گمرینیڈ نے کہا۔ اور یوبین کی طرف مڑتے ہوئے بولا۔ "وہ رقم کہاں ہے؟"

"رقم؟" یوبین نے کندھے اچکائے اور مسکراتے ہوئے کہا۔ "رقم تو کہیں نہیں ہے۔"

"کیا مطلب!" لی گمرینیڈ ڈک نے غصہ سے کہا۔ اور بڑھ کر پستول کا دہانہ یوبین کے سینے سے لگا دیا۔ "کیا کہا۔ رقم کہیں نہیں ہے؟"

"رقم... وہ تو آرلس کے بنک میں رکھی ہوئی ہے۔"

"تم نے ہمیں بے وقوف بنایا ہے!" زرڈا نے غصہ سے بے قابو ہوتے ہوئے کہا۔ "تم ہمیں خراب کرنے کے لئے یہاں لے آئے۔"

"کیا کرتا مجبوری تھی۔ تم مان جو نہیں رہے تھے۔" بومین نے کہا۔

"آخر کیوں؟ تم نے ایسا کیوں کیا؟" لی گرینڈ ڈک نے پوچھا۔

"میں ایک دو گھنٹے اور زندہ رہنا چاہتا تھا۔" بومین نے جواب دیا۔

"گویا تم نے دو گھنٹے کے لئے اپنی موت کو ٹالا ہے۔" لی گرینڈ ڈک نے کہا۔

"زندگی کا ایک لمحہ بھی قیمتی ہوتا ہے۔" بومین نے کہا۔ وہ مسکرایا سیل کی طرف دیکھا اور پھر زرڈا کی طرف مڑتے ہوئے بولا۔ "لیکن یہ دو گھنٹے کا وقت کتنی جلدی گذر گیا۔"

"تم نے دو گھنٹے کے لئے اپنی موت کو ٹالا تھا۔" زرڈا نے تعجب سے کہا۔ "عجیب بات ہے۔"

"کیونکہ دنیا زندگی بڑی پیاری چیز ہے۔ اس کا ایک ایک لمحہ بیش قیمت ہوتا ہے۔"

"لیکن اب دنیا کی کوئی طاقت تمہیں مرنے سے نہیں بچا سکتی۔" زرڈا نے کہا اور پستول اس کے سینہ کی طرف کر دیا۔

لی گرینڈ ڈک آگے بڑھا اور زرڈا کی کلائی پکڑ کر پستول کا رخ نیچے کی طرف کرتے ہوئے بولا۔ "یہ نیک کام میں سرانجام دوں گا۔ یہ شخص میرے ہاتھ سے مارا جائے گا۔"

"جیسی آپ کی مرضی!" زرڈا نے کہا۔

لی گرینڈ ڈک نے اپنے پستول کا رخ بومین کی طرف کر دیا۔ اور پھر پستول سے دائیں طرف اشارہ کیا۔ ایک لمحہ کے لئے بومین ہچکچایا پھر کندھے اچکاتے ہوئے اس طرف چل پڑا جدھر لی گرینڈ ڈک نے اشارہ کیا تھا۔ بومین کے پیچھے لی گرینڈ ڈک چلنے لگا۔ اس کا پستول بومین کی پشت سے لگا ہوا تھا۔ وہ ساتھ والے غار میں داخل ہو گئے۔ چند لمحوں کے بعد گولی کی آواز غاروں میں

گونج اٹھی ساتھ ہی کسی کے زمین پر گرنے کی آواز سنائی دی۔ سائنس دان ہکا بکا کھڑے رہ گئے اور ان کی آنکھوں میں مایوسی کی لہریں تیرنے لگیں۔ زرڈا اور اس کے تینوں ساتھیوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا اور مسکرانے لگے۔ سیسی اور لیلا چیخ کر ایک دوسرے سے چمٹ گئیں۔ ٹارچ کی روشنی میں انکے چہرے راکھ کی طرح نظر آرہے تھے۔ پھر ان سب نے قدموں کی چاپ کی آوازیں سنیں انہوں نے اس غار کے منہ کی طرف دیکھا جدھر سے وہ آوازیں آرہی تھیں غار کے منہ پر لی گرینڈ ڈک اور یوبین ساتھ ساتھ نمودار ہوتے۔ ان دونوں نے بھرے ہوئے پستول تانے ہوئے تھے۔

"خبردار۔ جو کسی نے اپنی جگہ سے ہلنے کی کوشش کی۔" یوبین نے کہا۔

زرڈا اور اس کے ساتھیوں نے لی گرینڈ ڈک کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا۔

"میرا دوست جو کچھ کہہ رہا ہے اس پر عمل کرو۔" لی گرینڈ ڈک نے کہا۔

لیکن ایک لمحہ تک بے اطمینانی کی حالت میں رہنے کے بعد سرل اور فرینک اچھلے۔ ساتھ ہی گولی چلنے کی دو آوازیں غار میں گونج اٹھیں۔ دو چیخیں سنائی دیں۔ فرینک اور سرل اپنے کندھوں کو پکڑ کر درد کے مارے دوہرے ہوئے جا رہے تھے۔ سرل کے اسی کندھے میں گولی لگی تھی۔ جو پہلے بھی زخمی ہو چکا تھا۔ لیکن یوبین کو اس پر کوئی افسوس نہیں ہوا۔ کیونکہ سرل وہی شخص تھا۔ جس نے معصوم لڑکی ٹینا پر کوڑے برسا کر اس کی پیٹھ کی کھال ادھیڑی تھی۔

یوبین نے کہا، "کچھ لوگ ایسے ہوتے ہیں۔ جن کو سبق سیکھنے میں دیر لگتی ہے۔"

"نہیں بھئی۔" لی گرینڈ ڈک نے کہا۔ "کچھ لوگ ایسے ہوتے ہیں جو کبھی سبق نہیں سیکھتے۔"

لی گرینڈ ڈک نے زرڈا کی طرف دیکھا اور بولا۔ "تمہارے خلاف ہمارے پاس کوئی ثبوت نہیں تھا۔ کہ تم نے ہی الیگزنڈر کو قتل کیا ہے۔ کم از کم ہمارے پاس ایسی کوئی شہادت نہیں تھی۔ جو ہم عدالت میں پیش کر سکتے۔ اس لئے ہم نے یہ ڈرامہ کھیلا تم ہمیں لے آتے اور سب کے سامنے اپنے جرم کا اقرار کر لیا۔ اب ہمارے پاس ٹھوس ثبوت موجود ہے کہ تم نے الیگزنڈر

کو قتل کیا تھا۔ اب تو تم کو معلوم ہو گیا ہو گا۔ کہ کیوں لوبین نے دو گھنٹے کی مہلت حاصل کی تھی؟ یہ کہہ کر وہ لوبین کی طرف مڑا۔

"اچھا نیل۔ اب ان لوگوں کو یہ بھی بتا دو کہ وہ رقم کہاں ہے۔"

"وہ سیسل کے ہینڈ بیگ میں رکھی ہوئی ہے۔"

دونوں لڑکیاں ہچکچاتی ہوئی آگے بڑھیں۔ اب نہ تو ان کی آنکھوں میں آنسو تھے نہ ہی وہ ڈری ہوئی تھیں۔ لوبین نے اپنا پستول جیب میں رکھ لیا۔ اور لڑکیوں کی طرف بڑھا اور دونوں لڑکیوں کو دونوں بازوؤں میں دباتے ہوئے بولا۔" سب ٹھیک ہو گیا ہے۔ فکر اور ڈر کی کوئی وجہ نہیں۔ یقین کرو۔ سب کچھ ٹھیک ہو گیا ہے۔"

اس نے لیلا کے کندھے سے ہاتھ ہٹا لیا۔ اور اپنے ہاتھ کی انگلیوں سے اس کے رخساروں پر آنسو پونچھتے ہوئے بولا۔" تمہارے ڈک ڈی کرائنٹر درحقیقت ڈک ڈی کرائنٹر ہی ہیں اور میرے باس بھی۔ کئی برس سے وہ میرے افسر اور محکمہ سراغرسانی کے چیف ہیں۔"

یہ کہہ کر وہ مسکرانے لگا۔

اختتامیہ

چاندنی رات تھی۔ آسمان پر چودھویں کا چاند پوری آب و تاب سے چمک رہا تھا ہوٹل کی بالکنی میں ایک کرسی پر بیٹھا ہوا لوبین گلاس میں مشروب چوسنے میں مصروف تھا۔ اس نے نظریں اٹھائیں تو اپنے سامنے سیسل کو کھڑا ہوا پایا۔ وہ مسکرائی اور اس کے سامنے پڑی ہوئی کرسی پر بیٹھ گئی۔

"چوبیس گھنٹوں۔" وہ کہنے لگی۔" صرف چوبیس گھنٹوں میں کیا کچھ نہیں ہو گیا اب

بھی جب خیال آتا ہے۔ تو جسم کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اب تو یہ یقین بھی نہیں ہوتا کہ ایسا ہوا ہوگا۔"

"کیا میں تمہارے لئے ایک عینک خرید دوں؟"

"نہیں۔ شکریہ۔ میرے پاس اپنی عینک موجود ہے۔"

"تو تم اسے لگانا پسند کرو گی"، بوبین نے سیسل کے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا، کیونکہ آخر کار تمہارا محبوب تمہارے سامنے آگیا ہے۔"

"ہمیں ایسی باتیں اچھی نہیں لگتیں"، سیسل نے شرماتے ہوئے کہا۔

"پھر تمہیں کیسی باتیں اچھی لگتی ہیں؟" بوبین نے پوچھا۔

"اچھا چھوڑو اور یہ بتاؤ کہ اس لڑکی کی حالت اب کیسی ہے؟"

"تم ٹینا کی بابت پوچھ رہی ہو؟"

"ہاں۔"

"وہ آرلس کے ہسپتال میں زیر علاج ہے اور امید ہے جلد ہی شفایاب ہو جائے گی اس کے ماں باپ ہسپتال میں اس کے پاس ہیں۔ دوسرے دونوں سائنس دان اور ان کی بیویاں اسی ہوٹل میں مقیم ہیں اور کافی سکون اور اطمینان محسوس کر رہے ہیں۔ ان کو روس بھیجنے کا انتظام کیا جا رہا ہے۔ جہاں تک ہمارے دوست ماہی گیر کا تعلق ہے۔ وہ اپنے گھر میں عیش کر رہا ہوگا۔"

"مجھے یقین نہیں آتا۔" سیسل نے کہا۔ "کیا وہ واقعی تمہارا باس ہے۔؟"

"چارلس؟" بوبین نے کہا۔ "ہاں وہ یقیناً میرا باس ہے۔ بڑی پراسرار شخصیت ہے اس کی۔ ہم کافی عرصے سے مل کر کام کر رہے ہیں۔ جہاں تک چارلس کا تعلق ہے وہ بڑے بڑے کارنامے انجام دے چکا ہے۔ اور محکمہ میں ایک ممتاز مقام رکھتا ہے۔ پچھلے دو سال سے ہم اس کیس پہ

کام کر رہے ہیں۔ ہمیں پتہ لگا تھا۔ کہ خانہ بدوش آہنی پردہ کے پیچھے سے سمگلنگ کا کاروبار کر رہے ہیں۔ وہ کس چیز کی سمگلنگ کر رہے تھے۔ اس کا پتہ نہیں چل رہا تھا۔ اس مرتبہ روسیوں نے بھی ان خانہ بدوشوں کی طرف ہماری توجہ دلائی تھی۔ لیکن ان کو بھی اصل حقیقت کا علم نہیں تھا۔"

"لیکن وہ گیس سٹروم کون تھا؟"

"تم نے آرلس کے ہوٹل میں ایک جپسی جوڑے کو دیکھا ہوگا۔ جپسی مرد کا نام گیس سٹروم ہے اسی کے ایماء پر زرڈا نے روسی سائنس دانوں کو اغوا کیا تھا۔ لیکن چونکہ زرڈا اور اس کے ساتھی گیس سٹروم کی شکل سے ناواقف تھے۔ اور نہیں جانتے تھے۔ کہ وہ دراصل کون ہے اس لئے چارلس کو گیس سٹروم بننے میں کوئی دشواری پیش نہیں آئی۔ گیس سٹروم پس پردہ کام کر رہا تھا۔ اور منظر عام پر نہیں آتا تھا۔ اس سے چارلس نے پورا پورا فائدہ اٹھایا اس وقت وہ جپسی جوڑا فرانسیسی پولیس کی تحویل میں ہے۔ چند دن پوچھ گچھ کے بعد ان دونوں کو چھوڑ دیا جائے گا۔ یہ سب کچھ چارلس کے اشارے پر ہوا ہے۔ گیس سٹروم البانیہ کے جپسی سفارتخانہ میں ملٹری اٹیچی ہے۔"

سیسل نے اپنے ہینڈ بیگ میں ہاتھ ڈال کر عینک نکال کر آنکھوں پر لگاتے ہوئے بومین کی طرف دیکھا۔ "لیکن ہمیں تو بتایا گیا تھا۔ کہ ....."

"ہم؟ کیا مطلب؟"

"ہم یعنی میں اور لیلا ہم دونوں بحریہ میں سیکرٹری ہیں ہمیں کہا گیا تھا۔ کہ ہم تم دونوں پر نظر رکھیں۔ ہمیں بتایا گیا تھا۔ کہ تم دونوں میں سے ایک مشتبہ شخصیت ہے اور ....."

"یہ سب کچھ میرے اور چارلس کے ایماء پر ہوا تھا۔ ہم نے ایسا انتظام کیا تھا۔ کہ ہم میں سے ایک اچھا آدمی بن جائے اور دوسرا برا آدمی بن کر ڈرامہ کو پایۂ تکمیل تک پہنچائیں۔ اس

صورت میں ہم دونوں کا یکجا ہونا مشکل تھا۔ ہمیں ایک دوسرے سے رابطہ قائم رکھنے کے لئے کسی ذریعہ کی ضرورت تھی۔ ہم نے تم دونوں کو ذریعہ کے طور پر استعمال کیا۔ اس طرح ہم دونوں کے درمیان رابطہ قائم رہا۔ اور کسی کو شبہ تک نہ ہوا۔"

"اچھا تو یہ سب سوچے سمجھے منصوبے کے تحت کیا گیا تھا۔" سہیل نے برا مانتے ہوئے کہا
"اور تم نے مجھ سے یہ سب کچھ چھپایا۔"

"بھئی کیا کرتا مجبوری تھی۔" یوہین نے کہا۔

"تم ۔۔۔۔ تم نے مجھے دھوکہ دیا۔ مجھے تم سے نفرت ہے۔ میں تمہیں ناپسند کرتی ہوں"

"اب تم مجھ سے نفرت کرو یا مجھے ناپسند کرو۔ میں تم سے شادی کر کے رہوں گا۔" یوہین نے کہا۔

"منہ دھو رکھو۔"

"وہ تو صابن سے اچھی طرح مل مل کر دھویا ہے۔" یوہین نے سہیل کا ہاتھ پکڑ کر کہا
"اب غصہ تھوک دو اور میری دلہن بننے کے لئے تیار ہو جاؤ۔"

"تم بڑے وہ ہو!" سہیل نے بناوٹی غصے سے کہا۔

"آؤ چل کر دیکھیں کہ وہ کیا کر رہے ہیں۔" یوہین نے کہا۔

"کون ؟"

"چارلس اور لیلا۔"

"اچھا چلو۔"

دونوں اٹھ کر بالکنی کے سرے پر لگے ہوئے جنگلے کے پاس گئے اور نیچے جھانک کر دیکھنے لگے۔

لی گرینڈ ڈک کرسی پر بیٹھا تھا۔ اس کے سامنے میز پر کھانے کا ڈھیر لگا ہوا تھا۔ اور

وہ کھانے پر ہاتھ صاف کرنے میں مصروف تھا۔ اس کے سامنے کرسی پر لیلا بیٹھی ہوئی تھی۔
"تم مرغ پلاؤ پکا سکتی ہو؟" لی گرینڈ ڈک نے نوالہ منہ میں ٹھونستے ہوئے کہا۔

"بالکل۔"

"اور قورمہ!"

"وہ بھی۔"

"شامی کباب، متنجن... شاہی ٹکڑے۔"

"یہ تو میری سپیشلٹی ہیں۔"

"کیا واقعی!"

"ہاں۔"

لی گرینڈ ڈک اٹھ کر کھڑا ہو گیا اور بولا۔ "کیا تم مجھ سے شادی کرو گی؟"

"کیوں نہیں۔" لیلا نے جواب دیا۔

لی گرینڈ ڈک اور لیلا دوڑ کر ایک دوسرے سے لپٹ گئے۔ بالکنی پر کھڑے ہوئے سیسل اور بومین مسکرائے اور ایک دوسرے کو دیکھ کر آگے بڑھے اور بغل گیر ہو گئے۔

ختم شد

کامران سیریز کی ۹۲ ویں پیشکش

نوٹوں کی بارش

مصنف ... جیمس ہیڈلے چیز

- اس کا جبڑا شیشے کا نہیں بلکہ تمہارا مکا ہی اتنا زوردار تھا۔ کہ اگر ٹینک پر پڑتا تو وہ بھی پچک جاتا۔
- تیسرے راؤنڈ میں غوطہ یا پھر لیٹ میں گولی دونوں میں سے ایک کا انتخاب کر لو۔
- جو ہنی! تم صرف اتنا کرو کہ لاش کو شیروں کے جنگلے میں پھینک آؤ۔
- خوفناک لاش سامنے پڑی تھی مگر چہرے پر گھبراہٹ کا شائبہ تک نہیں تھا۔ شوہر کی لاش ابھی ٹھنڈی بھی نہیں ہوئی تھی۔ کہ اس نے جائداد پر قبضہ کرنے کا منصوبہ بنا لیا تھا۔ دونوں ہاتھ خون آلود تھے مگر اس کے ہونٹ اپنے محبوب کے ہونٹوں سے چپاں تھے۔
- میں پہلے ہی چار قتل کر چکا ہوں اس لئے پانچویں سے بھی دریغ نہیں کروں گا۔
- جو منظر میں سڑک پر دیکھ رہا تھا۔ ناممکن ہے۔ کہ قارئین اس کا تصور کر سکیں۔ پانچ چھ ہزار لوگوں کی بھیڑ میں چیخ و پکار، نوچ کھسوٹ، لوٹ مار اور دھکم پیل کا ناقابل تصور طوفان برپا تھا۔ یہاں تک کہ پولیس والے بھی اپنی سفید بے داغ وردیاں اور اپنے فرائض کی پرواہ کئے بغیر اچھل اچھل کر برستے نوٹوں کو پکڑنے کی کوشش کر رہے تھے۔

ادارہ ہیڈلے چیز کے ایک شاہکار ناول کا ترجمہ "نوٹوں کی بارش" آئندہ ماہ پیش کر رہا ہے۔

جاسوسی ادب

موجودہ ترقی یافتہ دور میں تفریحی لٹریچر اور خاص طور پر سنسنی خیز تجسس آمیز جاسوسی ادب سے جو دلچسپی ہمارے عوام کو ہے اس سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ لیکن سرسری جائزے سے یہ معلوم کر کے افسوس ہوتا ہے کہ ہماری زبان میں جاسوسی ادب کا معیار دوسری زبانوں کے معیار سے ابھی بہت پیچھے ہے۔ اس کمی کو محسوس کرتے ہوئے نیز عوام کا ذہنی رجحان دیکھتے ہوئے ادارہ کامران سیریز "کم قیمت اور معیاری جاسوسی ادب" کے عنوان سے بلند پایہ اور عالمی شہرت کے حامل مصنفین کے چیدہ چیدہ شاہکار ناولوں کے اردو ترجمے ایک تسلسل سے شائع کر رہا ہے۔ جو اپنی دلچسپی اور افادیت کی وجہ سے قلیل عرصہ میں ملک گیر شہرت حاصل کر چکے ہیں عوام کی اس سیریز سے بڑھتی ہوئی دلچسپی کی چند امتیازی خصوصیات درج ذیل ہیں۔

- اس سیریز کا ہر ناول مکمل، دلچسپ اور دو سو سے زائد صفحات پر مشتمل ہوتا ہے۔
- فطرت انسانی کے تنوع کے پیش نظر ہر شمارہ میں مختلف مصنفین اور مترجمین کی رنگا رنگ تخلیقات پیش کی جاتی ہیں تاکہ قارئین مسلسل یک رنگی و یکسانی سے اکتا نہ جائیں
- انتخاب کے وقت اس امر کی بطور خاص تحقیق کر لی جاتی ہے کہ زیر ترجمہ ناول پیشتر ازیں اردو میں شائع نہ ہو چکا ہو تاکہ قارئین کے اعتماد اور ذوق لطیف کو ٹھیس نہ پہنچے اور ان کی رقم ضائع نہ ہو۔
- کتابت و طباعت صاف ستھری اور ٹائٹل سادہ مگر جاذب نظر نیز عامیانہ اور عریاں تصاویر سے پاک ہوتا ہے۔
- اس سیریز کو ملک بھر میں کم قیمت پر معیاری جاسوسی ادب پیش کرنے میں نمایاں اور اولین مقام حاصل ہے

کامران سیریز۔ ڈی ۲۷۶۔ اقبال روڈ۔ راولپنڈی مغربی پاکستان